ایصالِ ثواب

فوت شدگان کیلئے زندہ لوگوں کے تحفے

تحفۃ الاموات

محققِ دوراں حضرت علامہ ابو ابراہیم حافظ محمد نصر اللہ مدنی فاضل مدینہ یونیورسٹی

ناشر: ابوسلطان الحافظ القاری خواجہ محمد سلیمان عثمانی

فکر سیومن رائٹس اینڈ ویلفیئر فاؤنڈیشن سیالکوٹ پاکستان 0344-6307830

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایصالِ ثواب

فوت شدگان کیلئے زندہ لوگوں کے تحفے

تحفۃ الاموات

محقق دوراں حضرت علامہ ابو ابراہیم حافظ محمد نصر اللہ مدنی فاضل مدینہ یونیورسٹی

ناشر: ابوسلطان الحافظ القاری خواجہ محمد سلیمان عثمانی

فکرِ مومن رائٹس اینڈ ویلفیئر فاؤنڈیشن سیالکوٹ پاکستان 0344-6307830

نام کتاب	ایصالِ ثواب فوت شدگان کے لئے زندہ لوگوں کے تحفے تحفۃ الاموات
مصنف	ابوابراہیم حافظ محمد نصر اللہ مدنی 0332-8028182
تصحیح	نعیم اللہ خان قادری
کمپوزنگ	ریاست علی مجددی
تعداد	1100
صفحات	224
ہدیہ	140 روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور / جمالِ کرم لاہور
کرمانوالہ بک شاپ لاہور / مکتبہ نبویہ لاہور
نوری بُک ڈپو لاہور / عطار اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ
حافظ بُک ایجنسی سیالکوٹ / اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ
رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ / مکتبہ قادریہ گوجرانوالہ
مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / مکتبہ اسلامیہ رام تلائی سیالکوٹ
نظامیہ کتاب گھر لاہور / مکتبہ نعمانیہ شہاب پورہ روڈ سیالکوٹ
لاثانی بکس ریلوے روڈ شکر گڑھ / نقشِ لاثانی پبلک سکول عقب
جناح اسٹیڈیم سیالکوٹ / محمد عمران بیگ مغلپورہ تلواڑہ سیالکوٹ
صراط مستقیم پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ لاہور

فَهرَست

﴿باب نمبر1﴾

قولی عبادات سے ایصال ثواب

﴿باب نمبر2﴾

مالی عبادتی یعنی صدقہ وخیرات سے ایصال ثواب

﴿باب نمبر3﴾

میت کے لئے بدنی عبادات کا ثواب

﴿باب نمبر4﴾
میت کے لئے قرآن خوانی

﴿باب نمبر5﴾
کھانا سامنے رکھ کر دعا مانگنا

﴿باب نمبر6﴾

کھانے پر غیر اللہ کا نام

﴿باب نمبر7﴾

دن مقرر کرنا

﴿باب نمبر8﴾

ایصالِ ثواب متعلق کے علمائے امت کے نظریات

﴿باب نمبر9﴾

عرس اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم

﴿باب نمبر10﴾

دعوتِ میت

﴿باب نمبر11﴾

گیارھویں شریف

شرفِ انتساب

غوثِ صمدانی، قطب ربانی، محبوبِ سبحانی،

حضور سیدنا ومرشدنا الشیخ سید عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ کے نام

جن کے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ فرمانے پر ساری دُنیا کے ولیوں نے اپنے اپنے مقام پر گردنیں جھکا دیں

پیشوائے اہل سنت، مجدد دین وملت، قرآن وحدیث کے صحیح ترجمان، صاحب کنز الایمان،

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدثِ بریلوی علیہ الرحمۃُ وَالرضوان کے نام جنہوں نے بزرگوں کے عقیدے پر قائم رہنے کا ہمیں درس دیا اور اس مقدس گروہ کے نقش قدم سے ہٹانے والوں کا قلع قمع کرنے کے لئے دن رات قلم چلایا

زُبدۃُ الصّالحین، عمدۃُ السالکین، پیکر انوار وتجلیات، شیخ طریقت،

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست اعلیٰ مجلّہ ''الحقیقہ وشیرانِ اسلام پاکستان''

جن کی جرأت وحق بیانی نے باطل کے ایوانوں میں ہلچل مچادی

اور گستاخانِ انبیاء واولیاء کی زبانوں کو لگام دے دی

تقریظِ لطیف

صاحب تحقیق وجستجو، ہمدرد اہل سنت، محافظِ عقائد اہل سنت،

حضرت علامہ مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری

(بی ایس سی... بی ایڈ... ایم اے... اُردو... پنجابی... تاریخ ”آف کا مونکی“)

ایصالِ ثواب کا مفہوم اپنے نام سے ہی ظاہر ہے کہ اپنے کسی نیک کام ”چاہے وہ جانی ہو یا مالی یا مرکب“ پر کسی مسلمان کو جو ثواب اللہ عزوجل کی بارگاہ سے حاصل ہوتا ہے، اسے کسی دوسرے مسلمان کو دے دینا۔ ایصالِ ثواب کے لئے ضروری ہے کہ ایصالِ ثواب جسکو کیا جارہا ہے اور جو کررہا ہے وہ دونوں صحیح العقیدہ مسلمان ہوں۔

قرآن وحدیث سے یہ مسائل روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں

جہاں اہل ایمان کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام نے دُعائیں کی ہیں، وہاں فرشتوں کے لئے بھی ثابت ہے کہ وہ اہل ایمان کے لئے دُعا اور استغفار کرتے ہیں۔

جہاں اولاد کے نیک اعمال سے فوت شدہ والدین کو فائدہ پہنچنا ثابت ہے، وہاں فوت شدہ باپ سے نیک اولاد کو فائدہ پہنچنا بھی ثابت ہے۔

جہاں انبیاء کرام علیہم السلام کی شفاعت سے گنہگار بخشے جائیں گے، ان کو جہنم سے نکال کے جنت میں بھیجا جائے گا وہاں اولیاء، صالحین، حفاظِ قرآن اور نوزائیدہ /فوت شدہ بچے کی شفاعت سے بھی گنہگار اور اہل ایمان کو فائدہ ہوگا۔

جہاں نیک اور صالح پڑوسی دُنیا میں فائدہ مند ہے، اسی طرح عالم برزخ میں بھی

نیک اور صالح پڑوسی سے فائدہ پہنچتا ہے۔

جہاں میت کو دُعائے خیر، صدقہ وخیرات سے فائدہ پہنچتا ہے، وہاں اُس کا قرض ادا کرنے سے قرض ادا ہو جاتا ہے، حج ادا کرنے سے حج ادا ہو جاتا ہے، نذر پوری کرنے سے نذر ادا ہو جاتی ہے۔

جہاں اللہ عزوجل انبیاء، اولیاء، صالحین کی دُعا سے اس دُنیا میں عذاب ٹال دیتا ہے، وہاں عالم برزخ میں بھی گنہگاروں کا عذاب ٹال دیتا ہے۔

جہاں ختم بخاری سے فائدہ پہنچتا ہے، وہاں ختم قرآن اور کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھنے سے بھی فائدہ پہنچتا ہے۔

جہاں تنہا بارگاہِ الٰہی میں دُعا کرنا فائدہ دیتا ہے وہاں اجتماعی دُعا کو بھی اللہ عزوجل شرفِ قبولیت سے نوازتا ہے۔

جہاں چالیس آدمی (یا سو) اگر جنازہ پڑھیں تو میت کو فائدہ پہنچتا ہے وہاں تین لائنیں بنانا بھی فائدہ دیتا ہے۔

ایصالِ ثواب کے جو مختلف طریقے ہمارے معاشرے میں رائج ہیں وہ جائز ہیں کیونکہ وہ ایصالِ ثواب کی ہی جزئیات ہیں، جہاں اصل جائز ہے وہاں اس کی فرع بھی جائز ہے۔

حلال وہ ہے جسے اللہ عزوجل اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال کیا، حرام وہ ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا، اور جن سے خاموشی اختیار فرمائی وہ عَفَا اللّٰہُ عَنْھَا (المائدہ:۱۰۱) میں سے ہیں، وہ معاف ہیں۔

وہ چیز یا عمل جس سے سنت طریقہ کو فروغ حاصل ہو، وہ کبھی بدعت نہیں قرار دیا جا سکتا۔ ایصالِ ثواب اور اس کی فروعات مستحباب سے ہیں، ان کو حرام قرار دینا یا بدعت کہنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

بدعت سنت کے مقابلہ میں ہے، اس کے مخالف ہوتی ہے، بدعت سے سنت مٹتی ہے، لیکن ایصالِ ثواب کے حوالے سے جو اہل سنت کے معمولات ہیں، ان سے کون سی سنت مٹتی ہے؟ یہ معمولات تو ایصالِ ثواب کے فروغ میں ممد و معاون ہیں۔

جہاں مذکورہ بالا حقائق واضح ہیں، وہاں یہ بھی حقیقت ہے کہ حرام مال سے صدقہ و خیرات کا کوئی فائدہ نہیں۔ حرام مال اگر ثواب کی نیت سے صدقہ و خیرات کیا جائے تو وہ بندہ کافر ہو جاتا ہے۔

جہاں قرآن پاک کے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں، وہیں ریا کاری، دکھاوے اور مال حاصل کرنے کی نیت سے پڑھا ہوا قرآن پاک اُس کے لئے وبالِ جان بن جائے گا۔

جہاں اچھا طریقہ رائج کرنے اور علم کی بات بتانے اور عمل کرنے کا اجر ملتا ہے، وہاں قرآن و حدیث کے خلاف طریقہ رائج کرنے اور خلافِ قرآن و حدیث عمل کرنے سے گناہ بھی ہوتا ہے۔

جہاں یتیم کی پرورش کرنا، اُس کے سر پر دستِ شفقت رکھنا بہت نیک کام ہے، وہاں یتیم کا مال کھانا کبیرہ گناہ ہے۔ ﴿سنن نسائی﴾

جہاں صدقہ و خیرات کرنا، یتیموں، مسکینوں، غریبوں کو کھانا کھلانا فائدہ دیتا ہے، وہاں تکبّر اور دکھاوے کے لئے دعوت کا اہتمام کرنا گناہ ہے۔

علامہ حافظ محمد نصر اللہ مدنی آسوی صاحب مدظلہ العالی نے ایصالِ ثواب کے موضوع پر ایک جامع کتاب تالیف فرمائی۔ آپ نے ہر بات باحوالہ درج فرمائی ہے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ وہ آپ کی اس عمدہ کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول اور مقبول فرمائے ......آمین۔

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا طلبگار

محمد نعیم اللہ خاں قادری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ
اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ!

حمد وصلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ اہل اسلام اپنے پیارے نبی ﷺ کے فرمانِ عالی شان کہ ''بہترین انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے'' کے زیرِ تحت اپنے مسلمان بھائیوں کو اس دُنیا میں نفع پہنچانے کے ساتھ ساتھ جب وہ فوت ہو جاتے ہیں تو اُن کو قبر میں بھی نفع (آرام وراحت) پہنچانے کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں جس کا نام ہے ''ایصالِ ثواب'' کبھی قرآن خوانی کے ذریعے، کبھی صدقہ وخیرات سے، کبھی ذکر سے کبھی استغفار سے یا ان کے اجتماع ''ختم شریف'' کے ذریعے۔

اس حدیث پاک سے یہ بات واضح ہوگئی کہ انسانی حاجات اور ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے اُن کے مطابق نفع پہنچانا چاہیئے۔ بنا بریں زندہ اور فوت شدہ لوگوں میں ان کی ضروریات وحاجات کے حوالے سے فرق ہے زندہ لوگ اگرچہ ثواب کے محتاج اور مستحق بھی ہوتے ہیں اور ثواب پہنچایا بھی جا سکتا ہے، لیکن ان کی عام ضروریات جسمانی ہوتی ہیں لہٰذا ان کی خوراک، لباس اور دیگر جسمانی ضروریات کا خیال رکھا جائے۔ لیکن فوت شدہ مسلمان دنیوی حاجات سے مبرا ہوتے ہیں، اور کوئی عمل کر بھی نہیں سکتے اس لئے ان کی سب سے بڑی ضرورت ثواب ہے، دُعائے مغفرت ہے، جو اُن کے لئے نجات ابدی یا بلندئ درجات کا سبب بنتی ہے۔ اسی لئے اُمت مسلمہ اپنے فوت شدہ مسلمان بھائیوں کو تلاوت قرآنِ مجید صدقہ وخیرات کے ذریعے ایصالِ ثواب کرتے رہتے ہیں۔

جس طرح انسان اس فانی زندگی میں مختلف چیزوں کا محتاج اور ضرورت مند ہوتا

ہے عالم برزخ میں بھی اس کی ضروریات و حاجات ہوتی ہیں اور وہ ثواب کا حصول ہے۔ لہٰذا مسلمان بھائی کی ہمدردی کا تقاضا ہے کہ اُسے ایصالِ ثواب کیا جائے۔

اس فانی دُنیا سے رخصت ہوکر عالم برزخ میں بھی انسان کی روح کا رابطہ دُنیا والوں کے ساتھ رہتا ہے۔ مسلمان کو اپنے لواحقین کی طرف سے فائدہ ملتا رہتا ہے بشرطیکہ وہ پسماندگان نیک ہوں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ تین چیزیں مرنے کے بعد بھی فائدہ دیتی ہیں، (۱) علمِ نافع (۲) صدقہ جاریہ (۳) نیک اولاد جو اُس کے لئے دُعا کرے۔

دُنیا سے کوچ کر جانے والوں کا سلسلہ عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر کچھ ایسے نیک بخت ہوتے ہیں جن کے نامہ اعمال میں نیکیوں کا اندراج بدستور جاری رہتا ہے اور درجات و مراتب میں بلندی نصیب ہوتی رہتی ہے ان خوش نصیبوں میں ایک وہ ہیں جن کے پسماندگان اُن کے ایصالِ ثواب کا انتظام کرتے ہیں۔

جس طرح کوئی شخص اپنی ملکیت کسی کو ہبہ کرنا چاہے تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں اسی طرح تلاوتِ قرآن پاک یا صدقات وخیرات کے ذریعے انسان کو جو ثواب بارگاہِ الٰہی سے حاصل ہوتا ہے وہ کسی بھی مسلمان کو ایصال کیا جاسکتا ہے۔ جو کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

یہ بھی ثابت ہے کہ ایصالِ ثواب کی برکت سے نہ صرف دُنیا سے رخصت ہو جانے والے راحت وفرحت وخوشی محسوس کرتے ہیں بلکہ خود ثواب بھیجنے والا بھی بے شمار فائدے حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔

دین اسلام کے اندر ایصالِ ثواب کا تصور مضبوط بنیادوں پر قائم ہے۔ جمہور اہل اسلام کا اس مسئلے پر اتفاق ہے کہ زندوں کے نیک اعمال کا ثواب فوت شدگان کو بھی ملتا ہے، اس لئے کہ نیکی ایسا عمل ہے جو کبھی ضائع نہیں جاتا۔ نیکی کی برکات محدود نہیں

جب ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے تو تمام مومن مسلمان نیکی کے حصارِ رحمت میں امن و سکون کی دولت سے نوازے جاتے ہیں۔

اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام بدنی عبادات جیسے نماز، قرآن کریم پڑھنا، روزہ، رفاہ اور دوسرے نیک کام وغیرہ اور مالی عبادات مثلاً صدقہ، خیرات، مساجد کی تعمیر کے لئے عطیات دینا وغیرہ یا ان دونوں یعنی بدنی اور مالی عبادتوں کا مرکب مثلاً کھانا پکوا کر غریبوں، مسکینوں اور محتاجوں کو کھلانا اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی ضیافت کرنا یا اپنے عزیزوں کے مرنے کے بعد ان کی جانب سے خود حج کرنا یا کسی دوسرے کو کرانا وغیرہ کا ایصالِ ثواب فوت شدہ کی روح کو کیا جا سکتا ہے اور یہ قرآن وسنت کی رو سے صحیح ثابت ہے اس پر ابتدائے اسلام سے آج تک خوش عقیدہ مسلمانوں کا عمل رہا ہے اور عمل ہے۔

ایصالِ ثواب کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان بزرگوں اور رشتہ داروں کے ساتھ درگزر فرمائے جو اس فانی دُنیا کو چھوڑ کر عالم برزخ یعنی قبروں میں پہنچ چکے ہیں۔ اگر وہ خود نیک اور صالح تھے تو اس اہتمام سے ان کے درجات میں بلندی نصیب ہوتی ہے اور اگر گنہگار تھے تو اس سبب سے اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرما دیتا ہے۔ یہ بلکل سیدھی اور آسان سی بات تھی جو ہر دور میں اسلامی معاشرے کا معمول رہی۔ لیکن برا ہو اختلافات کا کہ اس نے ایسے غیر متنازع اور نفع بخش امور کو بھی متنازعہ بنا دیا۔

عالم اسلام غیر مسلموں کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کی زد میں اس وقت بہت زیادہ ہے آئے دن اُن کی گھناؤنی سازشوں میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے جس کے تحت ملّتِ اِسلامیہ کے اتحاد و اتفاق اور یک جہتی کو پارہ پارہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ سازشیں مختلف نوع اور رویوں اور مختلف طریقوں پر بروئے

کار لائی جارہی ہیں، ان سازشوں میں سے یہ بھی ہے علماء ومشائخ کی مخالفت اور کردار کُشی اوران برگزیدہ ہستیوں کے عقائد واعمال، افکارونظریات، ختمات، عرس کی تقریبات اور تبلیغ واشاعتِ دین پر کھلم کھلا اور نہایت منظم طریقے سے حملے کئے جارہے ہیں۔ علامہ موصوف نے اس مسئلہ ''ایصالِ ثواب'' پر مستند حوالہ جات پیش کر کے روشنی ڈالی ہے کہ سیدھے سادے مسلمان فریب اوردھوکے سے بچ جائیں۔

جلیل القدر علماء اہلسنت نے مسئلہ ایصال ثواب پر دقیق اور تفصیلی کام کیا ہے، متعدد رسالے اور کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ مگر جس جامعیت کے ساتھ حضرت علامہ حافظ محمد نصر اللہ مدنی آسوی نے یہ کتاب لکھی ہے یہ انہی کا حصہ ہے، اصل کتابوں کے حوالہ جات سے اس کو خوب مزین کیا ہے، کتاب وسنت سے دلائل کے انبار لگادیئے ہیں، بلکہ غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات کے اکابر کے اقوال سے بھی اپنا مؤقف ثابت کردیا ہے اور منکروں پر اتمام حجت کردی ہے۔

مولانا موصوف ایک محقق عالم دین، اور صاحبِ مطالعہ ہیں جس کی گواہی اُن کی دیگر کتابوں کی طرح پیش نظر کتاب ''ایصالِ ثواب'' بھی دے رہی ہے۔ اُنہوں نے نہایت مناسب اور مؤثر انداز میں ایصالِ ثواب کے مسئلہ کو مدلل انداز میں پیش کیا ہے۔

جب بدعقیدگی کی آندھیاں چل رہی ہوں، ہر باطل فرقہ اپنے آپ کو حق پر ثابت کرنے کے چکر میں ہوتو ایسے وقت میں عوام کی اصلاح اور عقائد کی مضبوطی کے لئے علامہ موصوف جیسے محقق علماء کی ضرورت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

علماء تو اپنی ڈیوٹی کو احسن طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں، اب ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام کے عقائد کی دُرستگی کے لئے علماء اہل سنت کی تصانیف کو عام کیا جائے، جو صاحب ثروت لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وافر مال ودولت سے نوازا ہے

وہ علماء اہل سنت کی کتابوں کی چھپوا کر فری تقسیم کرنے کا اہتمام کریں تا کہ جو لوگ اس مہنگائی کے دور میں کتابیں نہیں خرید سکتے اس طریقہ سے اُن تک بھی پہنچ جائیں بلکہ صاحب استطاعت صاحبان کو چاہیئے کہ وہ علماء وطلباء اہل سنت سے باقی معاونت کے ساتھ ساتھ وقتاً فوقتاً دینی کتابیں لے کر دیتے رہیں جس سے اُن کی دینی ضرورت بھی پوری ہوگی اور عوام کو بھی فائدہ پہنچے گا اور آپ کے لئے صدقہ جاریہ بن جائے گا۔

بارگاہِ الٰہی میں دُعا ہے کہ علامہ موصوف کی دینی خدمات قبول ہوں اور ان کی یہ تصنیف ''ایصالِ ثواب'' گمراہوں کے لئے ہدایت اور اُمتِ محمدیہ ﷺ کی نجات کا ذریعہ بنے۔...... آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

شفاعت مصطفیٰ ﷺ کا اُمیدوار

ریاست علی مجددی

کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

ایصالِ ثواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ
وَالْمُرْسَلِیْنَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ:

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِہِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا
وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

﴿سورہ الحشر آیت:۱۰/ پارہ ۲۸/رکوع نمبر۴﴾

ارشادِ خداوندی ہے

ترجمہ:- اور وہ جو اُن کے بعد آئے، عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے رب ہمارے بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

اس آیت مقدسہ میں مسلمانوں کے فوت شدہ بھائیوں کے لئے دُعا کا ذکر ہے

اور جس طرح مسلمانوں کی دُعا سے مسلمان میت کو فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مسلمان کے دیگر نیک اعمال سے بھی مسلمان میت کو فائدہ پہنچتا ہے، جس پر قرآن وحدیث میں واضح ثبوت موجود ہیں جن کا آئندہ صفحات میں تفصیلاً ذکر آرہا ہے۔

مزید قرآنِ مجید کی وہ تمام آیات بھی جن میں دوسروں کے لئے شفاعت کا ذکر ہے وہ بھی ایصالِ ثواب کی واضح دلیل ہیں۔

ختم شریف کیا ہے؟

ختم شریف اصل میں ختمِ قرآن کا نام ہے صرف دُعا بھی ایصالِ ثواب ہے۔ جو یہ سمجھتا ہے کہ کھانے کے بغیر ختم یا ایصالِ ثواب نہیں ہوتا وہ غلطی پر ہے۔ ہاں! کھانے اور پانی کے ذریعہ بھی ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے، لیکن کھانے کا نام ختم نہیں، ختم شریف ختم قرآن اور دعائے مغفرت کا نام ہے۔

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ دُعائے مغفرت و ایصالِ ثواب کے لئے وقت کی کوئی پابندی نہیں کسی وقت بھی کیا جاسکتا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے......

"اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ" ﴿سورہ بقرہ:۱۸۶﴾

دُعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔

رب تعالیٰ نے دُعا کے لئے وقت کی قید نہیں لگائی، جیسے نماز وغیرہ کی قید ہے۔ فرض نماز کے لئے وقت مقرر ہے، روزوں اور حج کے لئے وقت مقرر ہے، آگے پیچھے ادا نہیں ہو سکتے لیکن درود شریف، دُعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کے لئے ایسی کوئی پابندی نہیں۔ یہ جو وقت مقرر کیا جاتا ہے صرف اپنی اور عزیز و اقرباء اور عوام الناس کی سہولت کے لئے ہوتا ہے۔

جیسے دنیا میں ہر کام کے لئے وقت مقرر ہوتے ہیں مثلاً سکول کا وقت، دفتر کا وقت، شادی بیاہ کا وقت، جلسہ کا، میٹنگ کا وقت مقرر ہوتا ہے یہ سب لوگوں کی سہولت

کے لئے وقت مقرر کئے جاتے ہیں۔ ان اوقات کو کوئی فرض یا واجب نہیں سمجھتا۔

فاتحہ دو عبادتوں کے مجموعہ کا نام ہے تلاوتِ قرآن اور صدقہ و خیرات اور جب یہ دونوں کام علیحدہ علیحدہ جائز ہیں تو ان کو جمع کرنا کیوں حرام ہوگا۔ مسلمانوں کے لئے دُعائے مغفرت کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے، اسی کا نام ایصالِ ثواب ہے۔ فاتحہ، تیجہ دسواں، چالیسواں، گیارھویں وغیرہ اسی ایصالِ ثواب کی شاخیں ہیں ان دونوں بدنی اور مالی عبادتوں کو اگر جمع کر دیا جائے تب بھی جائز ہے، اگر اِن دونوں میں سے صرف ایک کو کیا جائے تب بھی جائز ہے۔ اہل قبور کے لئے دُعا اور صدقہ خیرات کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں تمام مکاتب فکر اس پر متفق ہیں عقیدہ طحاویہ جسے الامام الحجہ ابو جعفر الطحاوی حنفی نے لکھا ہے اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔

اس عقیدہ کو تمام دنیا میں پڑھایا جاتا ہے۔ غیر مقلدین اور دیو بندیوں کے مدارس میں یہاں تک کہ مدینہ یونیورسٹی میں یہ حنفیوں کا عقیدہ طحاویہ داخلِ نصاب ہے۔ اُس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

"وَفِی دُعَاءِ الْاَحْیَاءِ وَصَدَقَاتِهِمْ مَنْفَعَةٌ لِلْاَمْوَاتِ"

زندوں کی دعائے مغفرت اور اُن کے صدقات سے مردوں کو نفع پہنچتا ہے

﴿باب نمبر:۱﴾

قولی عبادات سے ایصالِ ثواب

عبادات کا ثواب صرف مومن کو پہنچتا ہے

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عن أبيهِ عن جَدِّهٖ:أنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ أوْصَى أنْ يُعْتِقَ عَنْهُ مِائَةَ رَقَبَةٍ فَأعْتَقَ ابْنُهُ هِشَامٌ خَمْسِيْنَ رَقَبَةً فَأرَادَ ابْنُهُ عَمْرٌو أن يُعْتِقَ عَنْهُ الْخَمْسِيْنَ الْبَاقِيَةَ فَقَالَ حَتّٰى أسْألَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ إنَّ أبِي أوْصٰى بِعِتْقِ مِائَةِ رَقَبَةٍ وَإنَّ هِشَامًا أعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِيْنَ وَبَقِيَتْ عَلَيْهِ خَمْسُوْنَ رَقَبَةً أفَأُعْتِقُ عَنْهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ: إنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَأعْتَقْتُمْ عَنْهُ، أوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ، أوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ، بَلَغَهُ ذٰلِكَ۔

حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ عاص بن وائل نے وصیت کی تھی کہ اُس کی طرف سے سو غلام آزاد کردیئے جائیں تو اُس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کردیئے پھر اُس کے بیٹے عمرو نے اُس کی طرف سے باقی پچاس آزاد کرنے کا ارادہ کیا، بولے! پہلے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لوں۔ چنانچہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا: یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام میرے باپ (عاص بن وائل) نے وصیت کی تھی کہ اُس کی طرف سے سو غلام آزاد کئے جائیں اور ہشام (میرے بھائی) نے اُس کی طرف سے پچاس آزاد کردیئے ہیں اور اس پر پچاس غلام باقی ہیں تو کیا میں اُس کی طرف سے آزاد کردوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا پھر تم اُس کی طرف سے آزاد کرتے یا اُس کی طرف سے صدقہ خیرات کرتے یا حج کرتے تو یہ سب کچھ اُسے پہنچ جاتا۔

﴿ابوداؤد حدیث:۲۸۸۳ کتاب الوصایا ☆ مشکوٰۃ حدیث:۳۰۷۷﴾

﴿کتاب الروح، المسالۃ السادسۃ عشرۃ:۱۹۴/از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ﴾

﴿نیل الاوطار قاضی شوکانی باب وصول ثواب القرب المھداۃ الی الموتی:۴/۴۴۱﴾

شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں......
اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے

(۱) ایک یہ کہ کافر کو ثواب بخشنا منع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی اجازت نہ دی۔

(۲) دوسرے یہ کہ اگر اُسے ایصالِ ثواب کیا بھی جائے تو ثواب پہنچتا نہیں جب اُسے اپنی نیکیوں کا ثواب نہیں ملتا تو دوسرے کی نیکیوں کا بخشا ہوا ثواب کیسے ملے گا مردہ کو کوئی دوا فائدہ نہیں پہنچاتی اور کافر کو کوئی دُعا عذاب سے نہیں بچا سکتی۔

(۳) تیسرے یہ کہ مسلمانوں کو ہر قسم کی عبادات کا ثواب بخشنا جائز ہے اور انہیں پہنچتا بھی ہے دیکھو غلام آزاد کرنا، صدقہ وخیرات، حج، مختلف عبادتیں ہیں مگر سب کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو ثواب پہنچ جاتا۔ خیال رہے کہ کافر سے بعض نیکیوں کی بدولت عذاب ہلکا ہو جاتا ہے مگر عذاب سے رہائی نہیں ہوتی نہ وہ جنت کی کسی نعمت کا مستحق ہوتا ہے۔ ﴿مراۃ:۴/۳۸۶﴾

اہل ایمان کے لئے صدقہ خیرات اور دُعائے مغفرت کرنے کا حکم رب تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر عمل کر کے دکھایا ہے۔

پہلے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کے وہ دلائل ملاحظہ ہوں جو صدقہ و خیرات کے بغیر ہیں اور پھر صدقہ و خیرات کے دلائل بیان کرونگا......ان شاء اللہ۔

اہل ایمان کے لئے دعائے مغفرت

سنت ملائکہ علیہم السلام ہے

ربّ تعالیٰ فرماتا ہے......

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا

﴿سورۃ المومن (غافر) آیت:۷/ پارہ:۲۴/ رکوع:۶﴾

ترجمہ:- وہ جو عرش اُٹھاتے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔

ان کی طفیل اتنی تو ہوگئی تخفیف...... بشر گناہ کرے اور ملائک استغفار کریں

فرشتے شرک و بدعت سے پاک ہیں اور وہ مومنوں کے لئے دعا کر رہے ہیں معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کی محفلوں میں جو مومنوں کی بخشش کے لئے دعا کی جاتی ہے شرک و بدعت نہیں سنت ملائکہ ہے۔

شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں صاحب اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے

(۱) ایک یہ کہ شفاعت ملائکہ برحق ہے کہ وہ مومنوں کے لئے آج بھی دعائے مغفرت کر رہے ہیں۔

(۲) دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے لئے غائبانہ دعا کرنی اور بے غرض دعا کرنی سنت ملائکہ ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ رب جب کسی کو کچھ دینا چاہتا ہے تو اپنے مقبول بندوں کو اس

کے حق میں دعائے خیر کرنے کا حکم دیتا ہے اپنے محبوب سے فرماتا ہے وَصَلِّ عَلَیْھِمْ محبوب ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔

(۴) چوتھے یہ کہ رب کی رحمتیں اس کے مقبولوں کے وسیلہ سے ملتی ہیں۔ اگر بغیر وسیلہ دیا کرتا تو ہمارے لئے اپنے فرشتوں سے دعا نہ کراتا رب فرماتا ہے "وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ" ﴿سورۃ النساء آیت:۶۴﴾ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے وسیلہ عظمٰی ہیں۔

مجرم بلائے آئے ہیں جَآءُوْکَ ہے گواہ ◄► پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

بے اُن کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے ◄► حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

(اعلیٰ حضرت)

(۵) پانچویں یہ کہ سرکاروں کو خوش کرنے کے لئے ان کے غلاموں کو دعائیں دی جاتی ہیں فرشتے ہم مسلمانوں کو اس لئے دعائیں دے رہے ہیں کہ سبز گنبد والا سنہری جالی والا ان سے خوش ہو جائے ہم کو بھی چاہئے کہ حضور کو خوش کرنے کے لئے ان کے آل واصحاب ان کے مدینہ والوں کو دعائیں دیا کریں، ان کے چرچے کیا کریں ان کا ذکر خیر کیا کریں عرس بزرگان کا یہی مقصد ہے۔

﴿تفسیر نور العرفان ص:۷۴۶﴾

اہل ایمان کے لئے دعائے مغفرت

سنتِ انبیاء علیہم السلام ہے

ہر آدمی نماز میں پڑھتا ہے

رَبِّ اجْعَلْنِی مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِی رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ○ رَبَّنَا اغْفِرْ لِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابِ

﴿سورہ ابراہیم آیت: ۴۰-۴۱/ پارہ: ۱۳/ رکوع ۱۸﴾

ترجمہ:- اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو اے ہمارے رب اور میری دعا سن لے۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے حکم سے حضرت ہاجرہ اور اسماعیل علیہم السلام کو مکہ میں چھوڑ کر واپس جانے لگے تو یہ دعا مانگی تھی جسے نماز میں پڑھا جاتا ہے اللہ کے نبی شرک و بدعت سے پاک ہوتے ہیں اگر اہل ایمان کے لئے دعائے مغفرت بدعت ہوتی تو اللہ کے نبی یہ دعا کبھی نہ کرتے ہم جو ایصال ثواب کی محفلوں یا عرس بزرگانِ دین میں اُن کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں تو سنت انبیاء پر عمل کرتے ہیں۔ اگر دعا کا فائدہ نہیں تھا تو قرآن نے اس دعا کا ذکر کیوں کیا دعا فائدہ مند تھی اسی لئے نبی کی سنت بنا دیا اب جو نبی کی سنت پر عمل کرے گا وہ اہل سنت ہوگا اور جو اس سنت سے روکے گا وہ اہل بدعت ہوگا اب آپ کی مرضی سنی بنیں یا بدعتی؟

اگر عین حالت نماز میں ایصال ثواب اور دعائے مغفرت جائز ہے تو نماز کے بعد بھی جائز ہے۔

اہل ایمان کے لئے دعائے مغفرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے

رب تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

﴿سورہ محمد آیت:۱۹، پارہ:۲۶، رکوع:۶﴾

ترجمہ:-اور اے محبوب اپنے خاص اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

اس میں امت مرحومہ کی عزت افزائی ہے کہ ان کی شفاعت فرمانے کا رب تعالیٰ اپنے محبوب کو حکم دے رہا ہے معلوم ہوا کہ جب رب کسی کو کچھ دیتا ہے تو حضور سے کہلوا کر دیتا ہے امت کو بخشتا تو خود ہے مگر محبوب سے فرماتا ہے کہ تم شفاعت کرو تاکہ ہم بخشیں کوئی مسلمان حضور سے مستغنی نہیں، دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

﴿تفسیر نور العرفان ص:۹۶۷﴾

ہر رات زیارتِ قبور اور دُعائے مغفرت

عَنْ عائشةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَأَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَإِنَّا إِنْ شَآءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میرے ہاں باری ہوتی تو آپ رات کے آخری حصہ میں بقیع (قبرستان) تشریف لے جاتے

اور کہتے اے جماعت مؤمنین! السلام علیکم تمہارے پاس وہ چیز آ چکی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا کل کی تمہیں مہلت دی ہوئی ہے (یعنی اعمال کا ثواب کل قیامت میں ملے گا)۔ ان شاء اللہ ہم بھی تمہارے ساتھ لاحق ہونے والے ہیں۔ اے اللہ بقیع غرقد والوں کو بخش دے۔

﴿مسلم حدیث (۹۷۴) کتاب الجنائز: مشکوٰۃ حدیث (۱۷۶۶) کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور﴾

﴿کتاب الروح - المسالۃ السادسۃ عشرۃ ص: ۱۹۳ از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ﴾

اس حدیث سے ہر رات قبرستان جانے اور دعائے مغفرت کا ثبوت ہوا آپ خود سوچیں جو اس سنت سے روکے وہ کون ہے اہل حدیث ہے یا منکر حدیث؟

بعض لوگ زیارت قبور اور ایصال ثواب کے تو قائل ہیں لیکن قبر کے پاس ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے اور قبر کی طرف منہ کرنے کو ناجائز کہتے ہیں آیئے اس کے متعلق بھی میں دو احادیث پیش کردوں۔

قبرستان میں ہاتھ اُٹھا کر دعائے مغفرت کرنا سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

عَنْ عائشةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيهَا عِنْدِي فَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيْعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْحَرَفَ قَالَ: فَإِنَّ جِبْرِيْلَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيْعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اُس رات کی بات ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے آپ نے دروازہ کھولا اور باہر نکلے حتیٰ کہ بقیع (قبرستان) پہنچے اور دیر تک کھڑے رہے پھر آپ نے تین بار اپنے ہاتھ اُٹھائے اور واپس آ گئے

آپ نے فرمایا اس وقت جبریل میرے پاس آئے تھے اور کہا آپ کا رب آپ کو حکم دیتا ہے کہ تم جا کر اہل بقیع کے لئے بخشش کی دعا کرو۔

﴿مسلم حدیث (۹۷۴) کتاب الجنائز﴾

﴿مشکوٰۃ حدیث (۱۷۶۷) کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور﴾

﴿کتاب الروح-المسالۃ السادسۃ عشرۃ ص:۱۹۳/از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ﴾

قبر کی طرف چہرہ کر کے دعا مانگنا

عَنِ ابْنِ عباس رضی اللہُ عنہما قال: مَرَّ رسُولُ اللهِ ﷺ بقبُوْرِ الْمَدِيْنَةِ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بوَجْهِهِ فَقَالَ: السَّلامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بالأثَر۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں کچھ قبروں پر گذرے تو اُن کی طرف اپنا چہرہ پاک کیا، پھر فرمایا: اے قبر والو! تم پر سلام ہو، اللہ ہمیں اور تمہیں بخشے، تم ہمارے اگلے ہو ہم تمہارے پیچھے ہیں۔

﴿ترمذی حدیث:۱۰۵۳ کتاب الجنائز، مشکوٰۃ حدیث (۱۷۶۵) کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور﴾

اس حدیث سے معلوم ہوا بعد از وصال بھی اہل قبور کو حرفِ نداء ''یا'' کے ساتھ خطاب جائز ہے اور جب ایصال ثواب کیا جائے پہلے اپنے لئے دعا کی جائے پھر اہل قبور کے لئے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے اہل قبور کی طرف منہ کر کے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی ہے تو اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف منہ کر کے دعا مانگیں تو بدعت یا ناجائز نہ ہوگا بلکہ اسی حدیث پر عمل ہوگا اور یہی سلف صالحین اور ائمہ کا طریقہ ہے خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ میں دعا کے وقت قبلہ کی طرف منہ کروں یا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو امام صاحب نے جو جواب دیا وہ اہل محبت وعقیدت کے لئے سرمہ بصیرت ہے فرمایا:

"لِمَ تَصْرِفُ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيْلَتُكَ وَوَسِيْلَةُ أَبِيْكَ آدمَ عليه السلام إلى اللهِ تعالى يوم القيامةِ بَل اسْتَقْبِلْهُ وَاسْتَشْفِعْ بِهِ فَيُشَفِّعُهُ اللهُ تَعَالى" آپ نے فرمایا: اے امیر تو حضور کی جانب سے کیوں منہ پھیرتا ہے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیرے لئے بھی اور تیرے جد اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے بھی روزِ قیامت وسیلہ ہیں تو حضور کی جانب متوجہ ہو کر اُن سے شفاعت طلب کر اللہ تعالی قبولیت عطا فرمائے گا کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ﴾ اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو اے محبوب تیرے حضور حاضر ہوں۔

﴿شفا شریف جلد ۲ ص: ۴۱ الباب الثالث فی تعظیم امرہ﴾

مجرم بلائے آئے ہیں جَآءُوْكَ ہے گواہ پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے (اعلیٰ حضرت)

نماز کا قبلہ کعبہ ہے اور دعا کا قبلہ آسمان ہے۔ لہٰذا نماز میں کعبہ کی طرف منہ ہونا ضروری ہے اور دعا کے لئے کعبہ کی طرف منہ کرنا شرط نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو نمازیوں کی منہ کر کے بیٹھتے اور دعا مانگتے بعض حضرات قبرستان میں تو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے قائل ہیں لیکن خاص ایصال ثواب کی محفل میں ہاتھ اٹھانے کو بدعت سمجھتے ہیں حالانکہ یہ اُن کی جہالت ہے آؤ میں اس کے متعلق بھی ایک حدیث پیش کر دوں۔

مرحومین کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

عن أبی موسیٰ رضی اللہ عنہ قال: لَمَّا فَرَغَ النَّبِیُّ ﷺ مِنْ حُنَیْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَی جَیْشٍ إِلَی أَوْطَاسٍ وَبَعَثَنِی مَعَ أَبِی عَامِرٍ فَرُمِیَ أَبُو عَامِرٍ فِی رُکْبَتِہٖ قَالَ: فَانْزِعْ ھٰذَا السَّھْمَ فَنَزَعْتُہٗ فَنَزَا مِنْہُ الْمَاءُ قَالَ: یَاابْنَ أَخِی أَقْرِیٔ النَّبِیَّ ﷺ السَّلَامَ وَقُلْ لَہٗ: اسْتَغْفِرْلِی، وَاسْتَخْلَفَنِی أَبُو عامِرٍ عَلَی النَّاسِ فَمَکُثَ یَسِیْرًا ثُمَّ مَاتَ فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَأَخْبَرْتُہٗ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِی عامِرٍ وَقَالَ:وَقُلْ لَہٗ: اسْتَغْفِرْلِی، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ فَقَالَ:

((اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعُبَیْدٍ أَبِی عَامِرٍ)) وَرَأَیْتُ بَیَاضَ اِبْطَیْہِ ،ثُمَّ قَالَ:((اللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَوْقَ کَثِیْرٍ مِنْ خَلْقِکَ مِنَ النَّاسِ)). فَقُلْتُ : وَلِی فَاسْتَغْفِرْ. فَقَالَ : ((اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللہِ بْنِ قَیْسٍ ذَنْبَہٗ ، وَأَدْخِلْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مُدْخَلًا کَرِیْمًا)). قَالَ أَبُوْ بُرْدَۃَ :إِحْدَاھُمَا لِأَبِی عَامِرٍ، وَالأُخْرَی لأَبِی مُوْسَی

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تو آپ نے ابو عامر کو ایک لشکر کا امیر مقرر کر کے اوطاس کی جانب روانہ فرمایا اور مجھے ابو عامر کے ساتھ بھیجا تو دورانِ جنگ حضرت ابو عامر کے گھٹنے میں ایک تیر آ کر لگا تو انہوں نے مجھ سے کہا اس تیر کو نکالو چنانچہ میں نے تیر کو نکال دیا اور اُس جگہ سے پانی (یعنی خون) بہنے لگا حضرت ابو عامر نے مجھے کہا اے بھتیجے نبی کریم ﷺ سے میرا اسلام کہنا اور میری جانب سے عرض کرنا کہ میرے لئے دعائے مغفرت کریں پھر حضرت ابو عامر نے مجھے اپنا جانشین مقرر کیا وہ تھوڑی دیر زندہ رہ کر شہید ہو گئے میں واپس لوٹا

اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر فتح کی بشارت دی اور ابو عامر کی شہادت کا ذکر کیا کہ انہوں نے مجھ سے فرمایا تھا کہ حضور ﷺ سے عرض کرنا میری لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ پس آپ نے پانی منگوا کر وضو فرمایا اور اُس کے بعد ہاتھ بلند کئے حتیٰ کہ میں نے آپ کی نورانی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ پھر آپ نے یوں دعا کی:- اے اللہ اپنے بندے ابو عامر کو بخش دے۔ اے اللہ اس کو قیامت کے دن اپنی مخلوق میں سے بہت سے لوگوں پر فائق کر۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے بھی دعا فرمائیں، تو نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ عبداللہ بن قیس کے گناہ بخش دے اور اس کو قیامت کے دن عزت کے مقام میں داخل فرما حضرت ابو بردہ کہتے ہیں ایک دعا ابو عامر کے لئے تھی اور دوسری ابو موسیٰ کے لئے۔

﴿ بخاری حدیث: ۴۳۲۳ کتاب المغازی، مسلم حدیث: ۲۴۹۸ ﴾

اس سے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کا ثبوت ہوا اور یہ کہ ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا بھی سنت ہے ایک دعا کے بعد دوبارہ دعا کے لئے عرض کرنا بھی سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اتنے بلند کیے کہ نورانی بغلوں کی سفیدی نظر آ گئی۔

نماز جنازہ کے بعد دعائے مغفرت

عَنْ أبي هريرة رضی اللہ عنہ قال: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ:
إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم میت پر نماز پڑھ لو تو اُس کے لئے خلوصِ دل سے دعا کرو۔

﴿ ابوداؤد حدیث: ۳۱۹۹ کتاب الجنائز / ابن ماجہ حدیث: ۱۴۹۷ / مشکوۃ حدیث: ۱۶۷۴ ﴾

﴿ کتاب الروح - المسالۃ السادسۃ عشرۃ ص: ۱۹۲ / از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ ﴾

وضاحت:- فا سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے بعد فوراً دعا کی جائے بلا تاخیر جو لوگ اس کے معنی کرتے ہیں کہ نماز میں اس کے لئے دعا مانگو وہ فا کے معنی سے غفلت کرتے ہیں صَلَّيْتُمْ شرط ہے اور فَاَخْلِصُوا اس کی جزا شرط اور جزا میں تغایر چاہئے نہ یہ کہ اُس میں داخل ہو پھر صَلَّيْتُمْ ماضی ہے اور فَاَخْلِصُوا امر ہے جس سے معلوم ہوا کہ دعا کا حکم نماز پڑھ چکنے کے بعد ہے جیسے قرآن پاک میں آتا ہے ﴿ فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا ﴾ جب تم کھانا کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ اس کا مطلب یہ نہیں کھانے کے درمیان ہی منتشر ہو جاؤ بلکہ کھانا کھانے کے بعد منتشر ہو جاؤ۔ یا جیسے نماز جمعہ کے متعلق حکم ہوا فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الأرض جب نماز جمعہ پڑھ لو تو زمین میں پھیل جاؤ اللہ کا فضل تلاش کرو۔ (سورۃ الجمعہ) اب نماز پڑھنے کے بعد زمین میں منتشر ہونا ہے یا نماز کے اندر۔ اسی طرح حکم ہوا جب تم میت پر نماز پڑھ لو تو اُس کے لئے خلوصِ دل سے دعا کرو۔

خیال رہے کہ دعا بعد از نمازِ جنازہ سنت رسول اللہ ﷺ بھی ہے اور سنت صحابہ بھی چنانچہ نبی کریم ﷺ نے شاہِ حبشہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور بعد میں دعا مانگی۔

مبسوط شمس الائمہ سرخسی جلد۲ ص:۶۷ باب غسل المیت میں روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک جنازہ پر نماز کے بعد پہنچے اور فرمایا ﴿ اِنْ سَبَقْتُمُوْنِی بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ فلا تَسْبِقُوْنِی بِالدُّعَاءِ ﴾ اگر تم نے مجھ سے پہلے نماز پڑھ لی ہے تو دعا میں تو مجھ سے آگے نہ بڑھو یعنی آؤ میرے ساتھ مل کر دعا کرو۔

﴿ جاء الحق: ۲۷۴ / مراۃ جلد ۲ / ۴۷۹ ﴾

بعداز دفن دُعائے مغفرت

عَنۡ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قال:كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا فَرَغَ مِنۡ دَفۡنِ الۡمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيۡهِ فَقَالَ : اسۡتَغۡفِرُوۡا لِأَخِيۡكُمۡ وَسَلُوۡا لَهُ بِالتَّثۡبِيۡتِ فَإِنَّهُ الآنَ يُسۡأَلُ۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو وہاں کچھ دیر ٹھہرتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو پھر اُس کے لئے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کہ اس سے اب سوالات ہو رہے ہیں۔

﴿ابوداؤد حدیث ۳۲۲۱ کتاب الجنائز ☆ مشکوٰۃ حدیث:۱۳۳ کتاب الایمان باب اثبات عذاب القبر﴾

﴿کتاب الروح-المسالۃ الاولی ص:۴۰،۱۹۳ از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ﴾

اس سے معلوم ہوا کہ زندوں کی دعا سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے ایسے ہی ان کے صدقات خیرات ان کو مفید ہیں اور بعداز دفن قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا مانگنا سنت رسول ہے۔

شارح مسلم امام نووی نے اس حدیث کو ریاض الصالحین حدیث: نمبر ۹۴۶ میں درج کرنے کے بعد لکھا: امام شافعی نے فرمایا ہے: میت کے پاس کچھ قرآن پڑھنا مستحب ہے اور اگر پورا قرآن ختم کیا جائے تو بہت بہتر ہے۔

ریاض الصالحین حدیثوں کا وہ مجموعہ ہے جسے مشکوۃ شریف کی طرح بہت قبولیت حاصل ہوئی ادیب عربی کے نصاب میں اس کتاب کا باب الادب شامل ہے اور سعودیہ عرب کی تقریباً تمام مساجد میں نماز عصر کے بعد اسی کتاب سے درس حدیث دیا جاتا ہے۔

برزخ اور دنیا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہ یک وقت رابطہ

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: مرَّ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بقبرین، فقال: ((إنّهما لیُعذّبان، وما یُعذّبان فی کبیر، أمّا أحدُهما فکان لا یستتر من البول، وأمّا الآخر فکان یمشی بالنّمیمة)) ثمّ أخذ جریدة رطبة فشقّها نصفین، فغرز فی کلّ قبر واحدة قالوا: یارسول اللہ لِمَ فعلت هذا؟ قال: (لعلّه یُخفّف عنهما مالم ییبسا)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گذرے تو فرمایا کہ یہ دونوں عذاب دیئے جارہے ہیں اور کسی بڑی چیز میں عذاب نہیں دیئے جارہے ان دونوں میں سے ایک تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا شخص چغلی کھایا کرتا تھا پھر آپ نے ایک سبز تر شاخ لی اور اُس کے دو ٹکڑے کیئے پھر ہر قبر پر ایک ایک شاخ گاڑ دی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو فرمایا جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہیں ہوں گی ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

﴿بخاری: ۲۱۸ کتاب الوضوء، مسلم: ۲۹۲ کتاب الطہارہ﴾

﴿مشکوۃ: ۳۳۸ کتاب الطہارہ باب آداب الخلاء﴾

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں......

میرے شیخ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز نے فرمایا:

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتلا کر کہ ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے یہ ظاہر فرمادیا کہ اگر چہ میں بظاہر عالمِ دنیا میں رہتا ہوں لیکن عالم برزخ کے احوال بھی میری نظر سے اوجھل نہیں ہوتے، کیونکہ عذاب اور ثواب عالمِ برزخ میں ہوتا ہے، اور

جب یہ فرمایا کہ ان میں سے ایک چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے نہیں بچتا تھا تو ظاہر فرمادیا کہ میں صرف عذاب نہیں دیکھ رہا بلکہ میں ان کے سببِ عذاب کو بھی جانتا ہوں یا یہ بتلادیا کہ میں صرف ان کے حال کو نہیں دیکھ رہا بلکہ ان کے ماضی اور حال دونوں سے باخبر ہوں اور جب شاخ کے ٹکڑے ان کی قبروں پر رکھ دیئے اور فرمایا جب تک یہ خشک نہیں ہونگے ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی تو یہ ظاہر فرمادیا کہ میں صرف ان کے عذاب کو دیکھ ہی نہیں رہا بلکہ ان سے اس عذاب کو دور بھی کرسکتا ہوں نیز آپ نے یہ بھی بتلادیا کہ اے میرے غلامو! اچھی طرح جان لو کہ جب میں تمہارے درمیان رہ کر عالمِ برزخ سے غافل نہیں رہتا تو عالم برزخ میں جاکر تمہارے احوال سے کیسے ناواقف ہوسکتا ہوں، اور جب تم میں رہ کر قبر والوں کی مدد کرتا ہوں تو خوب سمجھ لو میں قبر میں جاکر تمہاری مدد کرتا رہوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رابطہ ایک عالم میں رہتے ہوئے دوسرے عالم سے منقطع نہیں ہوتا، جب عالم نیند میں ہوں تو بیداری سے رابطہ منقطع نہیں ہوتا (کیونکہ فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا ہے)

﴿بخاری:۱۱۴۷ کتاب التہجد ☆ مسلم:۷۳۸ ☆ ریاض الصالحین:۱۱۷۲﴾

اور جب عالم دنیا میں ہوتا ہوں تو برزخ سے تعلق نہیں ٹوٹتا اور جب برزخ میں ہوں تو دنیا سے رابطہ منقطع نہیں ہوتا، بندوں میں رہ کر مولیٰ کو نہیں بھولے اور شب معراج مولیٰ کے پاس جاکر بندوں کو نہیں بھولے۔ ﴿شرح مسلم ج۱ ص:۹۸۹﴾

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضاؔ ☆ یاد اُس کی اپنی عادت کیجئے
نعرۂ کیجئے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ☆ مفلسو سامانِ دولت کیجئے
کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام ☆ جانِ کافر پہ قیامت کیجئے
تجھ سا سیاہ کار کون، ان سا شفیع ہے کہاں ☆ پھر تجھی کو بھول جائیں دل یہ ترا گمان ہے

خوف نہ رکھ رضاؔ ذرا تو تو ہے عبدِ مُصطفیٰ ☆ تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

(امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ)

جن کے لب پر رہا اُمتی اُمتی ☆ یاد ان کی نیازیؔ نہ بھولو کبھی

وہ کہیں اُمتی تو بھی کہہ یانبی ☆ آقا حاضر ہوں تیری چاکری کے لئے

(عبدالستار نیازیؔ)

شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں......

یہ حدیث بڑے معرکے کی ہے اس سے بے شمار مسائل استنباط ہو سکتے ہیں پھر انہوں نے گیارہ مسائل بیان کئے ہیں میں اُن میں چند بیان کرتا ہوں:

(۱) گناہ صغیرہ پر حشر و قبر میں عذاب ہوسکتا ہے دیکھو چغلی وغیرہ گناہ صغیرہ ہے مگر عذاب ہو رہا ہے۔

(۲) قبروں پر سبزہ پھول وغیرہ ڈالنا سنت سے ثابت ہے کہ اس کی تسبیح سے مردے کو راحت ملتی ہے۔

(۳) قبر پر قرآن کی تلاوت وہاں حافظ بٹھانا بہت اچھا ہے کہ جب سبزہ کے ذکر سے عذاب ہلکا ہوتا ہے تو انسان کے ذکر سے ضرور ہلکا ہوگا ''بخاری شریف کتاب الجنائز باب الجرید علی القبر'' میں حضرت بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی میری قبر پر دو ہری شاخیں ڈال دی جائیں۔

(۴) گنہگاروں کی قبر پر سبزہ عذاب ہلکا کریگا بزرگوں کی قبروں پر سبزہ مدفون کا ثواب و درجہ بڑھائے گا جیسے مسجد کے قدم وغیرہ۔

(۵) حلال جانوروں کا پیشاب نجس ہے جس سے بچنا واجب دیکھو اونٹ کا چرواہا اونٹ کے پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہوا۔

(٦) خشک نہ ہونے کی قید سے معلوم ہوا کہ یہ تاثیر صرف حضور ﷺ کے ہاتھ شریف کی نہ تھی ہم بھی قبر پر سبزہ ڈالیں تو یہی تاثیر ہوگی۔

(۷) بزرگوں کے قبرستان میں قدم رکھنے کی برکت سے وہاں سے عذاب اٹھ جاتا ہے یا کم ہو جاتا ہے۔ ﴿مراۃ ج ص:۲۶۰﴾

قبر پر پھول ڈالنا

مرقات میں شیخ علی قاری فرماتے ہیں: اسی وجہ سے ہمارے متاخرین اصحاب میں سے بعض ائمہ نے یہ فتوی دیا ہے کہ درخت کی شاخوں اور پھولوں کو (قبر پر) رکھنے کا معمول اس حدیث کی بنا پر سنت ہے۔

﴿مرقات ج ۱ص:۳۵۱ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

علامہ شامی فرماتے ہیں: ہمارے زمانہ میں آس کے پھولوں کی شاخیں جو قبر پر رکھی جاتی ہیں وہ اسی پر قیاس ہیں۔ ﴿ردالمحتار ج ۱ص:۸۴۶/بحث زیارت القبور﴾

ملا نظام الدین حنفی لکھتے ہیں:

"وَضَعَ الْورد وَالرَّيَاحِيْن عَلَى الْقبورُ"

پھولوں کا قبروں پر رکھنا مستحسن ہے

﴿فتاویٰ عالمگیری:۵/۳۵۱ کتاب الکراہت باب زیارت القبور﴾

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں......

بعض لوگوں نے کہا کہ قبروں پر پھول رکھنا منع ہے اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر سے جو قبر پر شاخیں رکھنے کے لئے فرمایا تھا یہ آپ کی خصوصیت ہے یہ قول باطل ہے یہ فعل خصوصیت اُس وقت ہوتا جب آپ نے بالعموم قبر پر شاخیں رکھنے سے منع فرمایا ہوتا۔ ﴿شرح مسلم سعیدی:۷/۹۸۷﴾

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں کی برکت کا کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی اطاعت اور آپ کے افعال کی اتباع مطلقاً ثابت ہے ماسوا ان کاموں کے جو آپ کی خصوصیت ہوں اور خصوصیت کا معیار یہ ہے کہ جس کام سے آپ نے امت کو علی العموم منع فرمایا ہو اور خود اس کام کو کیا ہو جیسے بہ یک وقت چار سے زیادہ ازواج کو نکاح میں رکھنا، آپ کی ازواج سے آپ کے وصال کے بعد نکاح حرام ہونا اور آپ کے ترکہ میں وراثت کا نہ جاری ہونا وغیرہ وغیرہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کی شاخ کو قبر پر گاڑنے سے منع نہیں فرمایا اس لئے یہ فعل آپ کی خصوصیت نہیں ہے اور آپ کے وصال کے بعد یہ فعل بعض صحابہ سے ثابت ہے۔

﴿شرح مسلم: ۹۸۲/۱﴾

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی کا عقیدہ

اس حدیث کے شروع میں ایسی کوئی چیز نہیں جس سے قطعی طور پر یہ معلوم ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے ان شاخوں کو قبر پر رکھا تھا (حتی کہ آپ کی خصوصیت کا دعویٰ کیا جائے) بلکہ یہ احتمال بھی ہے کہ آپ نے ان شاخوں کے رکھنے کا امر کیا ہو اور حضرت بریدہ بن حصیب صحابی نے آپ کی اتباع کی ہے اور اپنی قبر پر شاخوں کے رکھنے کی وصیت کی اور، اور لوگوں کی بجائے حضرت بریدہ کی اتباع کرنا زیادہ مناسب ہے۔ ﴿فتح الباری ج ۱ ص: ۳۲۰ / مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور﴾

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: علامہ خطابی نے لکھا ہے کہ بیشک یہ بھی ایک قول ہے کہ شاخ جب تک تر رہے گی تسبیح کرتی رہے گی اور تسبیح کی برکت سے عذاب میں تخفیف ہوگی، اس بناء پر یہ حکم ہر اُس چیز پر جاری ہوگا جس میں تراوٹ ہو خواہ وہ درخت ہو یا غیر اس طرح جس چیز میں برکت ہو جیسے اللہ تعالی کا ذکر اور قرآن مجید اور ان سے

بطریق اولیٰ عذاب میں تخفیف ہوگی۔

﴿فتح الباری: ۱/۳۲۰ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور﴾

حضرت بریدہ نے اس حدیث کو عموم پر محمول کیا اور اس عمل کو ان دو قبر والوں کے ساتھ مخصوص نہیں قرار دیا۔ ﴿فتح الباری: ۳/۲۲۳﴾

کلمہ طیبہ کی برکت سے عذاب قبر معاف

محدث کبیر مولانا علی قاری فرماتے ہیں:

قَالَ الشَّيْخُ مُحْيِ الدِّينِ ابن عربی بَلَغَنِي عَنِ النبیﷺ أَنَّهُ قَالَ:

مَنْ قَالَ لاإلهَ إلا اللهُ سَبْعِيْنَ الْفًا غَفَرَاللهُ تعالىٰ لَهُ وَمَنْ قِيْلَ لَهُ غُفِرَلَهُ أَيْضًا فَكُنْتُ ذَكَرْتُ التَّهْلِيْلَةَ بِالْعَدَدِ الْمَرْوِيِّ مِنْ غَيْرِ أَنْ أَنْوِيَ لِأَحَدٍ بِالْخُصُوْصِ فَحَضَرْتُ طَعَامًا مَعَ بَعْضِ الْأَصْحَابِ وَفِيْهِمْ شَابٌ مَشْهُوْرٌ بِالْكَشْفِ فَإِذَا هُوَ فِي أَثْنَاءِ الْأَكْلِ أَظْهَرَ الْبُكَاءَ فَسَأَلْتُهُ عَنِ السَّبَبِ فَقَالَ أَرَى أُمِّي فِي الْعَذَابِ فَوَهَبْتُ فِي بَاطِنِي ثَوَابَ التَّهْلِيْلَةِ الْمَذْكُوْرِ لَهَا فَضَحِكَ وَقَالَ إِنِّي أَرَاهَا الْآنَ فِي حُسْنِ الْمَآبِ فَقَالَ الشَّيْخُ فَعَرَفْتُ صِحَّةَ الْحَدِيْثِ بِصِحَّةِ كَشْفِهِ وَصِحَّةَ كَشْفِهِ بِصِحَّةِ الْحَدِيْثِ۔

شیخ محی الدین ابن عربی نے کہا مجھے نبی کریم ﷺ سے یہ روایت پہنچی کہ جس شخص نے ستر ہزار مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہا اُس کی مغفرت کردی جائے گی اور جس کو اُس کا ثواب بخش دیا اُس کی بھی مغفرت کردی جائے گی میں نے ستر ہزار مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیا اس میں کسی کے لئے خاص نیت نہ کی اپنے بعض دوستوں کے ساتھ ایک

دعوت میں گیا اُن میں سے ایک نوجوان کے کشف کا شہرہ تھا (یعنی اُس کو قبروں کے حالات کا پتہ چل جاتا تھا) کھانا کھاتے کھاتے رونے لگا میں نے سبب پوچھا تو کہا اپنی ماں کو عذاب میں دیکھتا ہوں میں نے اپنے دل میں کلمہ کا ثواب اُس کی ماں کو بخش دیا فوراً وہ جوان ہنسنے لگا اور کہا اب میں اُسے اچھی جگہ دیکھتا ہوں امام ابن عربی فرماتے ہیں فَعَرَفْتُ صِحَّۃَ الحدیثِ بصحۃِ کَشْفِہٖ وصحۃَ کشفِہٖ بصحۃِ الحدیثِ میں نے حدیث کی صحت اس جوان کے کشف کی صحت سے جانی اور اس کے کشف کی صحت اس حدیث کی صحت سے جانی۔

﴿مرقات باب ما علی الماموم من المتابعۃ ج۲ ص (۹۸-۹۹) مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

﴿تفسیر تبیان القرآن: ۱/۶۵۲ ☆ منیر العین فی تقبیل الابہامین: ۵۱﴾

﴿تحذیر الناس: ۳۸ر مصنفہ قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند﴾

نوٹ:- احسان الٰہی ظہیر نے اپنی کتاب ''بریلویت'' میں اس حدیث کا سخت مذاق اڑایا ہے اور کہا کہ بریلوی حضرات ایسی حکایتوں سے اپنا عقیدہ ثابت کرتے ہیں اُس بے چارے یتیم فی العلم کو پتہ ہی نہیں یہ حکایت نہیں حدیث ہے ,, نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ جس شخص نے ستر ہزار مرتبہ لا اِلٰہ اِلا اللہ کہا اُس کی مغفرت کر دی جائے گی ،، اور اس حدیث کو صرف امام احمد رضا نے نقل نہیں کیا ائمہ محدثین صاحب مرقات شیخ علی قاری ، شیخ محی الدین ابن عربی اور بانی مدرسہ دیوبند نے ,, تحذیر الناس ،، میں درج کیا ہے کیا علامہ علی قاری اور شیخ محی الدین عربی اور قاسم نانوتوی بھی بریلوی ہیں؟ شیخ ابن عربی فرما رہے ہیں کہ ضعیف الاسناد حدیث تجربہ سے بھی قوی ہو جاتی ہے۔

اب میں آپ سے سوال کرتا ہوں جو نبی ﷺ کے فرمان کا مذاق اڑائے وہ اہل حدیث یا نبی ﷺ کا محبّ ہو سکتا ہے میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا احسان الٰہی

ظہیراور جماعت اہل حدیث کوان کے پیر ومرشداور مجدد کے اقوال یاد دلانا چاہتا ہوں۔محمد بن عبدالوہاب نجدی نے دس نواقض الاسلام لکھے ہیں یعنی جس میں ان اقوال میں سے کوئی پایا جائے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

نواقض نمبر۶ ......**من استهزا بشیء من دین الرسول** صلی اللہ علیہ وسلم جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں سے کسی بھی چیز کا مذاق اڑایا وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے

ظہیر صاحب حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑا رہے ہیں اس لئے وہ اپنے اکابر کے فتویٰ کی زد میں ہیں

؎ بچو گے تم نہ ساتھی تمہارے گرناؤ ڈوبی تو ڈوبو گے سارے

قاسم نانوتوی بانی مدرسہ نے دیو بند یہ ہی واقعہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا نقل فرمایا اور اُس میں کلمہ طیبہ کی تعداد ایک لاکھ پچھتر ہزار بتائی۔اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ ایک لاکھ پچھتر ہزار بار پڑھنے سے مردے کی بخشش ہو جاتی ہے اور چنوں پر بھی پڑھا جاتا ہے۔

اس سے ایصال ثواب کی اہمیت بھی معلوم ہوئی اور پتہ چلا کہ صرف دل میں نیت کرنے سے بھی فوراً ثواب مرحوم کو پہنچ جاتا ہے۔اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ذکراذکار یا تلاوت قرآن کرتے وقت کسی خاص آدمی کی نیت ضروری نہیں بلکہ پڑھنے کے بعد بھی ایصال ثواب کی نیت کرنا درست ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تجربہ سے بھی ضعیف حدیث قوی ہو جاتی ہے اور محدثین کے نزدیک اس پر عمل جائز ہے۔

تین اعمال کا ثواب

عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

إِذَا مَاتَ الإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْا لَهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں لیکن تین عمل منقطع نہیں ہوتے، صدقہ جاریہ، علم نافع اور نیک اولاد جو اُس کے لئے دعا کرتی رہتی ہے۔

﴿ترمذی کتاب الاحکام حدیث:۱۲۹۷☆نسائی حدیث:۳۵۹۱ کتاب الوصایا باب فضل الصدقۃ عن المیت﴾

﴿مسلم حدیث:۱۶۳۱ کتاب الوصیۃ باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ﴾

﴿کتاب الروح-المسالۃ السادسۃ عشرۃ ص:۱۹۱-از بن قیم شاگرد ابن تیمیہ﴾

﴿ابوداؤد حدیث:۲۴۹۴ کتاب الوصایا باب ماجاء فی الصدقۃ عن المیت﴾

﴿داری فی المقدمۃ حدیث ۵۵۸☆مشکوۃ حدیث:۲۰۳ کتاب العلم﴾

ان تمام محدثین نے اس حدیث کو نقل کر کے اپنا نظریہ وعقیدہ ظاہر فرمادیا ہے کہ ان کے نزدیک ایصال ثواب جائز ہے۔

یہ وہ تین چیزیں ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد خواہ مخواہ پہنچتا رہتا ہے کوئی ایصالِ ثواب کرے یا نہ کرے صدقہ جاریہ سے مراد اوقاف ہیں جیسے مسجدیں مدرسے وقف کئے ہوئے باغ جن سے لوگ نفع اُٹھاتے رہتے ہیں، ایسے ہی علم سے مراد دینی تصانیف، نیک شاگرد جن سے دینی فیض پہنچتے رہیں، نیک اولاد سے مراد عالم باعمل بیٹا مرقاۃ نے فرمایا یدعو کی قید ترغیبی ہے یعنی بیٹے کو چاہئے کہ باپ کو دعائے خیر میں

یاد رکھے حتیٰ کہ نماز میں ماں باپ کو دعائیں پہلے دے پھر سلام پھیرے ورنہ اگر نیک بیٹا دعا نہ بھی کرے ماں باپ کو ثواب ملتا رہے گا۔

خیال رہے کہ یہ حدیث اس کے خلاف نہیں جس میں ارشاد ہوا کہ جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اُسے قیامت تک ثواب ملتا ہے یا فرمایا گیا کہ غازی کو ہمیشہ ثواب ملتا رہتا ہے کیونکہ وہ سب چیزیں صدقہ جاریہ ہیں یا علم نافع میں داخل ہیں۔ ﴿مراۃ ج ا ص: ۱۸۸﴾

؎ مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
حقیقت میں وہ کبھی بھی ہم سے جُدا ہوتے نہیں

(اقبال)

صدقہ جاریہ کی سات اقسام

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ، عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ، وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ، وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو اعمال اور نیکیاں مومن کو بعد موت بھی پہنچتی رہتی ہیں (۱) ان میں سے وہ علم ہے جسے سیکھا گیا اور پھیلایا گیا (۲) اور نیک اولاد جو چھوڑ گیا (۳) یا قرآن شریف جس کا وارث بنا گیا (۴) یا مسجد (۵) یا مسافر خانہ جو وہ بنا گیا (۶) یا نہر جو جاری کر گیا (۷) یا خیرات جسے اپنے مال سے اپنی تندرستی اور زندگی میں نکال گیا کہ یہ چیزیں اُسے موت کے بعد بھی

پہنچتی رہتی ہیں۔

﴿ابن ماجہ المقدمہ حدیث:۲۴۲﴾

﴿مشکوۃ کتاب العلم حدیث (۲۵۴) مرآۃ شرح مشکوۃ﴾

﴿کتاب الروح-المسالۃ السادسۃ عشرۃ:۱۹۱ازشیخ ابن قیم شاگردابن تیمیہ﴾

ایک روایت میں ہے کہ سات چیزوں کا اجر انسان کی موت کے بعد قبر میں بھی جاری رہتا ہے اور اس میں صدقہ کی جگہ کھجور کا درخت لگانے اور مسافر خانے کی جگہ کنواں کھدوانے کا ذکر ہے۔﴿ابونعیم، بزار، شرح الصدور ص:۳۹۴﴾

توضیح:- اس حدیث پاک میں سات چیزوں کا ذکر ہے جب کہ مسلم شریف کی حدیث میں تین چیزوں کا ذکر تھا دراصل یہ تمام چیزیں صدقہ جاریہ اور علم نافع میں موجود تھیں یہاں یہ چیزیں صراحتاً ذکر کردی گئیں ہیں

(۱)...... (وہ علم ہے جسے سیکھا گیا اور پھیلایا گیا) زبان سے یا قلم سے کہ اپنے کامل شاگرد اور بہترین تصنیفات چھوڑیں جب تک مسلمان ان سے فائدہ اٹھاتے رہینگے اُسے ثواب پہنچتا رہے گا اسی میں اسلامی کیسٹیں نعتیں اور علماء اہل سنت کی تقریریں بھی شامل ہیں۔

(۲)...... (اور نیک اولاد جو چھوڑ گیا) خواہ اولاد کو نیک بنا کر گیا یا اس کے مرنے کے بعد اولاد نیک ہوگئی دونوں صورتوں میں اسے ثواب ملتا رہے گا۔

(۳)...... (قرآن شریف جس کا وارث بنا گیا) اس طرح کہ اپنے ہاتھ سے قرآن شریف لکھ کر یا خرید کر چھوڑ گیا اسی حکم میں تمام دینی کتب ہیں جو اسلامی لائبریریوں میں رکھی جاتی ہیں یا علماء اور طلباء کو دی جاتی ہیں یا کسی اسلامی کتاب کو شائع کروا کر تقسیم کیا جاتا ہے

(۷)...... یا خیرات جسے اپنے مال سے اپنی تندرستی اور زندگی میں نکال گیا)

تندرستی کی اس لیے قید لگائی کہ مرض الموت میں خیرات کرنے کا ثواب آدھا ہے کیوں کہ اس وقت خود اپنے کو مال کی حاجت نہیں رہتی، اس میں تمام صدقہ جاریہ آ گئے جیسے کنویں کھدوانا، نلکے لگوانا، ہسپتال بنانا وغیرہ۔

﴿مرآۃ شرح مشکوٰۃ: ۱/۲۱۸ / از مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ﴾

جو کام گنہگاروں کے لئے تخفیف عذاب کا باعث ہے وہی کام نیکوں کے لئے بلندی درجات کا باعث ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔

ایصال ثواب سے بلندیٔ درجات

عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم:
إِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعَ دَرَجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ أَنَّى هَذَا فَيُقَالُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں کسی کا درجہ بلند ہوتا ہے تو بندہ عرض کرتا ہے الٰہی مجھے یہ بلندی درجات کہاں سے ملی رب فرماتا ہے تیرے بچے کے تیرے لئے دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے۔

﴿ابن ماجہ حدیث: ۳۶۶۰، احمد حدیث ۱۰۲۳۲، مشکوٰۃ حدیث: ۲۳۵۴ کتاب الدعوات باب الاستغفار﴾

﴿کتاب الروح - المسالۃ السادسۃ عشرۃ ص: ۱۹۳ / از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ﴾

﴿الادب المفرد از امام بخاری حدیث: ۳۶ باب برالوالدین بعد موتھما﴾

اس سے معلوم ہوا کہ نیک اولاد جو ماں باپ کو ان کے وصال کے بعد دعائے مغفرت ایصال ثواب سے یاد رکھے صدقہ جاریہ ہے اور رب تعالیٰ کی رحمت ہے، جس کے ذریعہ مردہ کو قبر میں فائدہ پہنچتا ہے۔ ﴿مرآۃ ج ۳ ص: ۳۷۳﴾

میت کے لئے سب سے بڑا تحفہ استغفار ہے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ إِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ أَبٍ أَوْ أُمٍّ أَوْ أَخٍ أَوْ صِدِّيْقٍ فَإِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ لَيُدْخِلُ عَلَى أَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ أَمْثَالَ الْجِبَالِ وَإِنَّ هَدِيَّةَ الْأَحْيَاءِ إِلَى الْأَمْوَاتِ الْإِسْتِغْفَارُ لَهُمْ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہوتی ہے کہ ماں باپ بھائی یا دوست کی دعائے خیر کے پہنچنے کی منتظر رہتی ہے پھر جب اُسے دعا پہنچ جاتی ہے تو اُسے یہ دعا دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا سے قبر والوں کو پہاڑوں کی مثل ثواب عطا فرماتا ہے اور یقیناً زندہ کا مُردوں کے لئے تحفہ اُن کے لئے دعائے مغفرت ہے۔

﴿بیہقی فی شعب الایمان ج ۷ ص: ۱۶، مشکوٰۃ حدیث: ۲۳۵۴ کتاب الدعوات باب الاستغفار﴾

تشریح:- تازہ میت برزخ میں ایسے ہوتی ہے جیسے نئی دلہن سسرال میں کہ اگرچہ وہاں اُسے ہر طرح کا عیش و آرام ہوتا ہے مگر اس کا دل میکہ میں پڑا رہتا ہے جب کوئی سوغات یا آدمی میکہ سے پہنچتا ہے تو اس کی خوشی کی کوئی حد نہیں رہتی پھر دل لگتے لگتے لگ جاتا ہے اسی لئے نئی میت کو جلد از جلد نیاز تیجا دسواں، بیسواں، چالیسواں وغیرہ سے یاد کرتے ہیں۔ ﴿مراۃ ج ۳ ص: ۳۷۴﴾

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں حقیقت میں وہ کبھی بھی ہم سے جدا ہوتے نہیں۔

دعائے مغفرت سے اُمت مرحومہ کی بخشش

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اُمَّتِی اُمَّةٌ مَرْحُوْمَةٌ تَدْخُلُ قُبُوْرَهَا بِذُنُوْبِهَا وَتَخْرُجُ مِنْ قُبُوْرِهَا لَاذُنُوْبَ عَلَيْهَا يُمَحَّصُ عَنْهَا بِاسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ لَهَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت امتِ مرحومہ ہے وہ قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی لیکن جب وہ قبروں سے باہر نکلے گی تو اُن پر کوئی گناہ نہیں ہوگا مومنوں کے استغفار کی وجہ سے اُن کے گناہوں کو مٹا دیا جائے گا۔ ﴿شرح الصدور ص: ۳۹۷ مکتبہ، مجمع الزوائد ۱۰/ ۶۹﴾

﴿باب نمبر:۲﴾

مالی عبادت یعنی صدقہ وخیرات سے ایصال ثواب

حضرت جبریل امین علیہ السلام میت کو ایصال ثواب کا ہدیہ نورانی طبق میں پیش کرتے ہیں

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم:

مَامِنْ أَهْلِ بَيْتٍ يَمُوْتُ مِنْهُمْ مَيِّتٌ، فَيَتَصَدَّقُوْنَ عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِهٖ، إِلَّا أَهْدَاهَا لَهٗ جِبْرِيْلُ عَلَى طَبَقٍ مِنْ نُوْرٍ، ثُمَّ يَقِفُ عَلَى شَفِيْرِ الْقَبْرِ فَيَقُوْلُ: يَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِيْقِ، هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ أَهْدَاهَا إِلَيْكَ أَهْلُكَ فَاقْبَلْهَا، فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ فَيَفْرَحُ بِهَا وَيَسْتَبْشِرُ، وَيَحْزَنُ جِيْرَانُهُ الَّذِيْنَ لَا يُهْدٰى إِلَيْهِمْ شَيْءٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس قوم کا کوئی آدمی مرجائے اور وہ اُس کی موت کے بعد صدقہ کریں تو جبریل اُس کو نور کے طبق میں رکھ کر ہدیہ پیش کرتے ہیں پھر قبر کے کنارے کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں اے گہری قبر والے یہ ہدیہ ہے جو تیری طرف تیرے اہل نے بھیجا ہے تو اس کو قبول کر لے پھر وہ اس پر داخل ہو جاتا ہے اور وہ اس سے خوش ہوتا ہے اور بشارت حاصل کرتا ہے اور اُس کے پڑوسی غمگین ہوتے ہیں جن کو کوئی ہدیہ نہیں ملتا۔

﴿شرح الصدور ص:۳۹۹، باب ماینفع المیت فی قبرہ☆ مجمع الزوائد:۱۳۸/۳-۱۳۹﴾

میت کی طرف سے صدقہ، حج اور دعائے مغفرت کرنا

عن انس رضی اللہ عنہ قال: سُئِلَ رسولُ الله صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللهِ إِنَّا نَتَصَدَّقُ عَنْ مَوْتَانَا وَنَحُجُّ عَنْهُمْ وَنَدْعُوْا لَهُمْ فَهَلْ يَصِلُ ذٰلِكَ إِلَيْهِمْ؟ فَقَالَ: نَعَمْ إِنَّهُ لَيَصِلُ إِلَيْهِمْ وَإِنَّهُمْ لَيَفْرَحُوْنَ بِهٖ كَمَا يَفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِالطَّبْقِ إِذَا أُهْدِيَ لَهُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: ہم اپنے فوت شدہ لوگوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں اُن کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور حج کرتے ہیں کیا یہ ان کو پہنچتا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ اُن تک پہنچتا ہے اور وہ اس سے اس طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح تم میں سے کوئی شخص ہدیہ سے خوش ہوتا ہے۔

﴿عمدۃ القاری: ۲۲۲/۸ ☆ حاشیہ ردالمحتار علی درالمختار: ۵۹۶/۲﴾

﴿حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۴۱۲/۱ ☆ شرح فتح القدیر: ۱۴۳/۱﴾

والدین کی طرف سے نفلی صدقہ کرنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: إِذَا تَصَدَّقَ أَحَدُكُمْ بِصَدَقَةٍ تَطَوُّعًا فَيَجْعَلُهَا عَنْ أَبَوَيْهِ فَيَكُوْنُ لَهُمَا أَجْرُهَا وَلَا يَنْتَقِصُ مِنْ أَجْرِهٖ شَيْئًا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو (عباس) رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص نفلی صدقہ کرے اور اُس کو اپنے والدین کی طرف سے کردے تو اُس کے والدین کو اس کا اجر ملتا ہے اور اس کے اجر سے بھی کچھ کمی نہیں ہوتی۔

﴿رواہ الطبرانی شرح الصدور: ۳۹۹/ باب ما ینفع المیت فی قبرہ ☆ مجمع الزوائد: ۱۳۸/۳﴾

اولاد کا باپ کی طرف سے صدقہ کرنا

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم:
إِنَّ أَبِیْ مَاتَ وَتَرَکَ مَالًا وَلَمْ یُوْصِ فَهَلْ یُکَفِّرُ عَنْهُ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے والد فوت ہو گئے ہیں انہوں نے مال چھوڑا ہے اور وصیت نہیں کی، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اُن کے گناہوں کا کفارہ ادا ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں!۔

﴿شوکانی باب وصول ثواب القرب المھداۃ الی الموتی: ۲۴۱/۴﴾

اولاد کا ماں کی طرف سے صدقہ کرنا

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم
إِنَّ أُمِّی افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأَظُنُّهَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں اچانک فوت ہو گئیں ہیں اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کچھ بات کر سکتیں تو صدقہ کرتیں اگر میں اُن کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو کیا اُن کو اجر ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

﴿بخاری حدیث: ۱۳۸۸ کتاب الجنائز باب موت الفجاۃ﴾

﴿مشکوٰۃ حدیث ۱۹۵۰ کتاب الزکاۃ باب صدقۃ المراۃ من مال الزوج﴾

﴿مسلم حدیث: ۱۶۳۰، ۱۰۰۴ کتاب الوصیہ باب وصول ثواب الصدقات﴾

﴿کتاب الروح - المسألۃ السادسۃ عشرۃ ص: ۱۹۴ - از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ﴾

﴿نیل الاوطار قاضی شوکانی باب وصول ثواب القرب المھداۃ الی الموتی جلد ۴ ص: ۴۴۱﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال ہوگیا ناگہانی موت غافل کے لئے عذاب ہے کہ اُسے توبہ اور نیک اعمال کا موقع نہیں ملتا مگر ذکر خدا میں رہنے والے مومن کے لئے رحمت کہ اللہ تعالیٰ اُسے بیماری کی شدتوں سے بچالیتا ہے۔

لمعات میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے صدقہ اور اس کے لئے دعا کرنا سنت ہے اس سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے صدقہ کے ثواب پہنچنے میں تمام اہل حق کا اتفاق ہے البتہ بدنی عبادات کے متعلق علماء کا اختلاف ہے مگر حق یہ ہے کہ ان کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔

شیخ عزالدین عبدالسلام کو کسی نے موت کے بعد خواب میں دیکھا فرمایا ہم دنیا میں تو تلاوت قرآن کے ثواب پہنچنے کے منکر تھے مگر اس جہاں میں آکر پتہ لگا کہ اس کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔

﴿مراۃ: ۱۲۸/۳ ☆ شرح الصدور: ۴۰۳ / باب فی قراءۃ القرآن للمیت او علی القبر﴾

ماں کی طرف سے باغ صدقہ کرنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ تُوُفِّيَتْ اُمُّهٗ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّيْ تُوُفِّيَتْ وَاَنَا غَائِبٌ عَنْهَا اَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنِّيْ اُشْهِدُكَ اَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کی والدہ وفات پا گئیں اور وہ موجود نہ تھے، انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ میں غائب تھا اور میری والدہ فوت ہوگئیں، اگر میں اُن کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو کیا ان کو نفع پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! انہوں نے کہا کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنا پھلوں والا باغ اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کردیا۔

﴿ترمذی حدیث:۶۰۵ کتاب الزکاۃ﴾

﴿نسائی کتاب الوصایا حدیث:۳۵۹۴﴾

﴿ابوداود کتاب الوصایا حدیث:۲۴۹۶ ☆ احمد حدیث:۲۹۱۹﴾

﴿کتاب الروح - المسالۃ السادسۃ عشرۃ:۱۹۴/ از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ﴾

﴿نیل الاوطار قاضی شوکانی باب وصول ثواب القرب المهداۃ الی الموتی جلد۴ ص:۴۴۱﴾

﴿بخاری حدیث:۲۷۵۶ کتاب الوصایا باب اذا قال ارضی او بستانی صدقۃ للہ عن امی فهو جائز﴾

ماں کی طرف سے کنواں یا پانی کی سبیل وقف کرنا

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ أنه قَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هَذِهٖ لِأُمِّ سَعْدٍ قَالَ الْحَسَنُ فَتِلْكَ سِقَايَةُ سَعْدٍ بِالْمَدِيْنَةِ.

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُم سعد وفات پا گئیں ہیں تو اب کونسا صدقہ بہتر ہے فرمایا: پانی لہذا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما نے کنواں کھدوایا اور فرمایا یہ کنواں اُمّ سعد کا ہے۔ نسائی میں ہے حضرت حسن بصری کہتے ہیں فَتِلْكَ سِقَايَةُ سَعْدٍ بِالْمَدِيْنَةِ یہ حضرت سعد کی سبیل مدینہ میں ہے۔

﴿صراط مستقیم:۵۵/ از اسماعیل دہلوی﴾

﴿ابن ماجہ حدیث:۳۶۷۴ کتاب الأدب ☆ مشکوۃ کتاب الزکوۃ الحدیث:1912﴾

﴿کتاب الروح-المسالۃ السادسۃ عشرۃ ص:۱۹۴/از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ﴾

﴿ابوداؤد کتاب الزکوۃ الحدیث:۱۶۸۱ ☆ نسائی حدیث:۳۶۰۴،۳۶۰۶ کتاب الوصایا﴾

﴿نیل الاوطار قاضی شوکانی باب وصول ثواب القرب المہداۃ الی الموتی جلد۴ ص:۴۴۱﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کی خیرات کا حکم دیا کیونکہ پانی سے دینی دنیوی منافع حاصل ہوتا ہے خصوصاً اُن گرم خشک علاقوں میں جہاں پانی کی کمی ہو بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں عام مسلمان ختم وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی بھی رکھ دیتے ہیں ان سب کا ماخذ یہ حدیث ہے اس سے معلوم ہوا کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔

صحابی رسول نے کہا ''هٰذِهٖ لِأُمِّ سَعْدٍ'' یعنی ام سعد کو ثواب پہنچانے کے لئے ہے، یہ لام نفع کا ہے نہ ملکیت کا اس سے چند مسائل معلوم ہوئے:

ایک یہ کہ ثواب بخشتے وقت ایصال ثواب کے الفاظ زبان سے ادا کرنا سنت صحابہ ہے، کہ خدایا اس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ دوسرے یہ کہ کسی چیز پر میت کا نام لینے سے وہ چیز حرام نہ ہوگی دیکھو اُس کنویں کو حضرت سعد نے اپنی مرحومہ ماں کے نام منسوب کیا یہ وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللهِ کے خلاف نہیں کہ وہاں وہ جانور مراد ہے جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیے جائیں۔ ﴿مرآۃ شرح مشکوۃ:۳/۱۰۴/ از مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ﴾

''هذه لام سعد'' سے معلوم ہوا کہ کھانے کو سامنے رکھنا اور اُس کی طرف اشارہ کرنا بھی جائز ہے کیونکہ ہذہ اسم اشارہ قریب کے لئے آتا ہے۔

﴿باب نمبر۳﴾

میت کے لئے بدنی عبادات کا ثواب

بدنی اور مالی عبادات کا ثواب زندہ اور فوت شدہ مسلمان کو بخشا جائز ہے اور پہنچتا ہے ہاں بدنی عبادات میں نیابت جائز نہیں یعنی کوئی شخص کسی کی طرف سے نماز فرض پڑھ دے تو اُس کی نماز ادا نہ ہوگی ہاں نماز کا ثواب بخشا جا سکتا ہے۔

نفلی نماز سے ایصال ثواب کرنا

عَنْ صَالِحِ بْنِ دِرْهَمٍ قَالَ: انْطَلَقْنَا حَاجِّيْنَ فَإِذَا رَجُلٌ فَقَالَ لَنَا إِلَى جَنْبِكُمْ قَرْيَةٌ يُقَالُ لَهَا الْأُبُلَّةُ؟ قُلْنَا نَعَمْ. قَالَ: مَنْ يَضْمَنُ لِيْ مِنْكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ أَوْ أَرْبَعًا وَيَقُوْلُ: هٰذِهِ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ خَلِيْلِيْ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ مِنْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَاءَ لَا يَقُوْمُ مَعَ شُهَدَاءِ بَدْرٍ غَيْرُهُمْ۔

حضرت صالح بن درہم تابعی فرماتے ہیں کہ ہم حج کرنے جا رہے تھے کہ ہمیں ایک شخص ملا اور کہا تمہارے قریب ایک بستی ہے جسے اُبُلَّہ کہا جاتا ہے ہم بولے ہاں اس نے کہا تم میں سے کون اس کا ضامن بنتا ہے کہ مسجد عشار میں میرے لئے دو چار رکعتیں پڑھ دے اور کہہ دے کہ یہ نماز ابو ہریرہ کی ہے میں نے اپنے محبوب ابو القاسم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسجد عشار سے ایسے شہید اٹھائے گا کہ شہداء بدر کے ساتھ ان کے سوا کوئی کھڑا نہ ہوگا۔ اُبُلَّہ بصرہ کے پاس مشہور بستی ہے ﴿ابو داود حدیث: ۴۳۰۸ ☆ مشکوۃ حدیث ۵۴۳۳ کتاب الفتن باب الملاحم﴾

اس حدیث سے حضرت ابو ہریرہ کا عقیدہ معلوم ہوا کہ اگرچہ ساری مسجدیں اللہ کا گھر ہیں مگر جس مسجد یا جس شہر میں اللہ کے مقبول بندے رہ چکے ہوں، اب رہتے ہوں یا آئندہ رہنے والے ہوں وہ دوسری مسجدوں سے افضل ہے اُس سے برکت حاصل کرنا صحابیِ رسول کی سنت ہے جن مقامات پر حضور ﷺ نے قدم رکھا ہے وہ مقام اللہ کو محبوب ہے اور اُس جگہ کو تبرک بنالینا سنت صحابہ ہے اور ان تبرکات کو شہید کرنا بدترین بدعت ہے۔

مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں:

اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ متبرک ومقدس مسجد میں نماز ادا کرنا دوسری مسجدوں سے افضل ہے مسجد نبوی کی ایک نیکی دوسری جگہ کی پچاس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔

دوسرے یہ کہ نماز کا ثواب دوسرے کو بخش دینا درست ہے ہاں کسی کی طرف سے نماز فرض نہیں پڑھی جاسکتی وہ تو خود ہی پڑھنا پڑھے گی۔

تیسرے یہ کہ کوئی نیکی کر کے کسی دوسرے کو اس طرح بخشا کہ خدایا اس کا ثواب فلاں کو ملے بالکل جائز اور سنت صحابہ ہے لہذا فاتحہ مروجہ ختم شریف وغیرہ بالکل درست ہے دیکھو حضرت ابو ہریرہ ثواب بخشنے کے الفاظ بتارہے ہیں۔

چوتھے یہ کہ اپنے سے بڑے کو ثواب بخشا جائز ہے اگرچہ وہ کیسی ہی شان والا ہو دیکھو حضرت ابو ہریرہ صحابی ہیں اور تابعین کو اپنے لئے ایصال ثواب کا حکم دے رہے ہیں۔ ﴿مرآۃ:۷/۲۵۰﴾

رہی مالی عبادت یا مالی اور بدنی کا مجموعہ جیسے زکوۃ اور حج اس میں اگر کوئی شخص کسی سے کہدے کہ تم میری طرف سے زکوۃ دے دو تو دے سکتا ہے اور اگر صاحب مال میں حج کی کرنے کی قوت نہ رہے تو دوسرے سے حج بدل کرا سکتا ہے لیکن ثواب

ہر عبادت کا ضرور پہنچتا ہے اگر میں کسی کو اپنا مال دے دوں تو وہ مالک ہو جائیگا اسی طرح یہ بھی ہاں فرق یہ ہے کہ مال تو کسی کو دے دیا تو اپنے پاس نہ رہا۔اور اگر چند کو دیا تو تقسیم ہو کر ملا لیکن ثواب اگر سب کو بخش دیا تو سب کو پورا پورا ملا۔ اور خود بھی محروم نہ رہا۔جیسے کسی کو قرآن پڑھایا تو سب کو پورا قرآن آ گیا اور پڑھانے والے کا جاتا نہ رہا۔﴿جاء الحق ص:۲۶۰﴾

صلوٰۃِ غوثیہ

اس حدیث سے ایک مسئلہ یہ بھی ثابت ہوا کہ گیارھویں شریف کے کھانے پر حضور غوث پاک کا نام لینا جائز ہے اور اسی طرح ایصال ثواب کے کھانے وغیرہ پر میت کا اور بزرگانِ دین کا نام لینا درست ہے کیونکہ نماز کھانے سے افضل ہے اور جب حضرت ابو ہریرہ کا نام لینے نماز سے حرام نہیں ہوتی تو گیارھویں شریف کا کھانا حرام کیسے ہوگا حالانکہ نماز کھانے سے افضل ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز اور روزوں کو غیر کی طرف منسوب کیا ہے فرمایا:

اَحَبُّ الصَّلاۃِ اِلَی اللّٰہِ صَلٰوۃُ دَاوٗدَ وَاَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰہِ صِیَامُ دَاوٗدَ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب ترین نماز حضرت داود علیہ السلام کی نماز ہے اور اللہ کی بارگاہ میں محبوب ترین روزہ حضرت داود علیہ السلام کا روزہ ہے

﴿بخاری حدیث:۱۱۳۱☆مسلم:۱۱۵۹☆مشکوٰۃ:۱۲۲۵ کتاب الصلاۃ باب التحریض علی قیام الیل﴾

اس سے معلوم ہوا کہ نماز روزے کی نسبت نبیوں ولیوں کی طرف ہو سکتی ہے اسی طرح جو نماز حضور غوث پاک کو ایصال ثواب کرنے کے لئے پڑھی جاتی ہے اُسے صلاۃِ غوثیہ کہہ سکتے ہیں یہ غوث پاک کی عبادت نہیں ہوتی عبادت اللہ کی ہوتی ہے ثواب اُن کی روح کو پہنچایا جاتا ہے اس نماز کو شرک کہنا جہالت ہے اس نماز کی ترکیب

خود حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی بتائی ہوئی ہے فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِی کُرْبَۃٍ کُشِفَتْ عَنْہُ وَمَنْ نَادَانِی بِاسْمِیْ فِی شِدَّۃٍ فُرِجَتْ عَنْہُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِی اِلَی اللّٰہِ فِی حَاجَۃٍ قُضِیَتْ

یعنی جو کوئی رنج وغم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج وغم دور ہوگا اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے تو وہ شدت رفع ہوگی اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اس کی حاجت پوری ہوگی پھر اسی جگہ فرماتے ہیں دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد ۱۱-۱۱ بار سورہ اخلاص پڑھے سلام پھیر کر ۱۱ بار صلاۃ وسلام پڑھے پھر بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چلے میرا نام لے اور اپنی حاجت کا ذکر کرے اللہ کے اذن سے اُس کی حاجت پوری ہوگی۔ پھر یہ شعر پڑھے...

اَیُدْرِکُنِی ضَیْمٌ وَاَنْتَ ذَخِیْرَتِی ○ وَاُظْلَمُ فِی الدُّنْیَا وَاَنْتَ نَصِیْرِیْ
وَعَارٌ عَلَی حَامِی الْحَمَی وَھُوَ مُنْجِدِی ○ اِذَا ضَاعَ فِی الْبَیْدَاءِ عِقَالُ بَعِیْرِیْ

اس نماز کو امام شمس الدین ذہبی اور امام جزری کے استاذ علامہ علی بن یوسف الشطنوفی نے بہجۃ الاسرار میں اور علامہ محمد بن یحی التاذفی نے قلائد الجواہر میں اور شیخ عبد الحق محدث دھلوی نے ''زبدۃ الأسرار'' میں اور شارح مشکوٰۃ محدث کبیر ملا علی قاری نے اپنی کتاب ''نزہۃ الخاطر الفاتر فی سیدی الشریف عبد القادر'' میں نقل کیا ہے پھر مُلا علی قاری فرماتے ہیں وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِکَ مِرَارًا فَصَحَّ بارہا اس نماز غوثیہ کا تجربہ کیا گیا تو درست نکلا۔

قاری عبد الباسط صاحب دیوبندی مقیم جدہ نے اخبار اردو نیوز جمعہ ۲۸؍جون ۲۰۰۰ء میں صلوٰۃ غوثیہ کو شرک قرار دیا ہے اگر قاری صاحب کی منطق کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو پھر روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں رہتا حتی کہ دیوبندی اور اہل حدیث بھی اور ان سب کے استاذ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی مسلمان نہیں رہتے کیونکہ اسی طرح

کی ایک نماز شیخ اسماعیل دہلوی کے دادا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بتائی ہے وہ فرماتے ہیں:

پہلے دو رکعت نوافل ادا کریں پھر اُس کے بعد ایک سو گیارہ بار درود شریف اُس کے بعد ایک سو گیارہ بار کلمہ تمجید اُس کے بعد ایک سو گیارہ بار ''شیئاً للہ یا شیخ عبد القادر جیلانی'' پڑھے۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء) اگر یہ نماز شرک ہوتی تو محدثین اور اولیاء کرام اس نماز کی تعلیم ہرگز نہ دیتے۔

صلوٰۃِ غوثیہ علماء اہل حدیث کے نزدیک بھی جائز ہے

اہل حدیثوں کے زبدۃ المحدثین نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں:

پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ اخلاص گیارہ بار پھر بعد سلام کے یہ درود ایک سو گیارہ بار پڑھے ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ'' پھر شیرینی پر فاتحہ شیخ جیلی رضی اللہ عنہ پڑھ کر تقسیم کرے۔

﴿کتاب التعویذات: ۱۵۳﴾

اب نواب صاحب پر کیا فتوی لگے گا جو اپنے مریدوں کو صلوٰۃ غوثیہ اور ختم قادریہ بتا رہے کیا ان پر بھی شرک کا فتوی لگ سکتا ہے یا شرک کے تمام فتوی ہم غریبوں کے لئے ہیں؟

احسان الٰہی ظہیر نے بریلوی عقائد میں صلوٰۃ غوثیہ کو بھی شمار کیا ہے اس طرح اُس نے تمام اولیاء کرام و محدثین کو اور تمام علمائے دیوبند کو اور علمائے اہل حدیث کو بریلوی ثابت کر دیا۔ ﴿البریلویت: ۸۳﴾

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

صلوٰۃِ غوثیہ کی طرح ایک عمل فقہاء احناف نے بھی لکھا ہے

جس کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ چاہے کہ خدا وہ چیز واپس دلا دے تو کسی اونچی جگہ پر قبلہ کو منہ کر کے کھڑا ہو اور سورہ فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب نبی ﷺ کو ہدیہ کرے پھر سیدی احمد بن علوان کو پھر یہ دعا پڑھے اے میرے آقا اے احمد بن علوان اگر آپ نے میری چیز نہ دی تو میں آپ کو دفتر اولیاء سے نکال لونگا۔ پس خدا تعالی اُس کی گمی ہوئی چیز اُن کی برکت سے واپس دلا دے گا۔ ﴿در مختار جلد سوم باب اللقطہ کا آخر﴾

صلوٰۃ غوثیہ میں بھی حضور غوث پاک سے مدد مانگی گئی ہے اور اس دعا میں سیدی احمد بن علوان سے مدد مانگی گئی ہے اب صاحب در مختار کے متعلق کیا فتوی ہے کیا فقہاء احناف بریلوی تھے قاری عبد الباسط کیسے حنفی ہیں فقہاء احناف پر شرک کا فتوی لگا رہے ہیں؟

فتویٰ لگانے سے پہلے کچھ مطالعہ کر لیتے تو اس فتویٰ کی نوبت ہی نہ آتی

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

حضور ﷺ نے بالکل برحق فرمایا ہے کہ جاہل لوگ مفتی بن جائیں گے جو خود بھی گمراہ ہونگے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرینگے۔ ﴿بخاری:100 مسلم:2673 مشکوۃ:206﴾

شرک کا فتویٰ لگانے والا خود مشرک ہوگا

عن حُذَیفۃَ بنِ الیمانِ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ :

(اِنَّ مَمَّا اَتَخَوَّفُ عَلَیْکُمْ رَجُلٌ قَرَأَ القرآنَ حَتّٰی اِذَا رُوْیَتْ بَھْجَتُہٗ عَلَیْہِ وَکَانَ رِدَاءُہٗ الاِسلامَ اعْتَرَاہُ اِلٰی مَاشَاءَ اللہُ انْسَلَخَ مِنْہُ وَنَبَذَہٗ وَرَاءَ

ظُهُرِهِ وَسَعَى عَلَى جَارِهِ بِالسَّيْفِ وَرَمَاهُ بِالشِّرْكِ) قَالَ: قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ أَيُّهُمَا أَوْلَى بِالشِّرْكِ الْمَرْمِيُّ أَوِ الرَّامِيُّ ؟ قَالَ- (بَلِ الرَّامِيُّ)۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک مجھے تم پر ایک ایسے شخص کا خوف ہے جو اتنا قرآن پڑھے گا کہ اس کے چہرے پر قرآن کی رونق بھی نظر آنے لگے گی اُس کا اوڑھنا بچھونا بھی اسلام بن جائے گا جب تک اللہ تعالی چاہے گا اس کو یہ حالت لاحق رہے گی پھر اس سے یہ حالت چھن جائے گی اور وہ شخص قرآن حکیم اور اسلام کو پسِ پُشت ڈال کر اپنے پڑوسیوں پر شرک کا فتویٰ صادر کر کے اُن سے جنگ کرے گا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اِن دونوں میں سے شرک کا حق دار کون ہوگا جن پر شرک کا فتویٰ لگے گا وہ، یا شرک کا فتویٰ صادر کرنے والا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ شرک کا فتویٰ صادر کرنے والا ہی شرک کا حق دار ہوگا۔

مسند ابو یعلی امام احمد بن حنبل اور یحی بن معین نے اس کی توثیق کی ہے۔

﴿تفسیر ابن کثیر سورۃ الاعراف آیت (۱۷۵):۲/۲۷۵﴾

(اس حدیث کو ناصر الدین البانی غیر مقلد نے صحیح قرار دیا ہے سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ: 3201)

والدین کو نماز کا ایصالِ ثواب

عن الحجاج بن دینار رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

إِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِمَا مَعَ صَلَاتِكَ وَأَنْ تَصُومَ عَنْهُمَا مَعَ صِيَامِكَ وَأَنْ تَصَدَّقَ عَنْهُمَا مَعَ صَدَقَاتِكَ ۔

حضرت حجاج بن دینار بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکی کے بعد نیکی یہ ہے کہ تم اپنی نمازوں کے ساتھ ماں باپ کی طرف سے نماز پڑھو اور اپنے

روزوں کے ساتھ ان کی طرف سے روزے رکھو اور اپنے صدقہ کے ساتھ ان کی طرف سے صدقہ کرو۔

﴿شرح الصدور: ۴۰۱ / مکتبہ دار التراث مدینہ منورہ ☆ ابن ابی شیبہ﴾

﴿دار قطنی السراج الوہاج: ۵۵/۲ / مطبوعہ مطبع صدیقی بھوپال﴾

حکایت

دو رکعت نفل پڑھ کر ایصال ثواب کرنا

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں جمعرات کو قبرستان گیا تو میں نے وہاں نہایت تیز روشنی پائی تو میں نے کہا لا الہ الا اللہ میرا خیال ہے کہ اللہ تعالی نے اہل قبور کی مغفرت کر دی ہے تو دور سے ہاتف غیبی نے ندا کی کہ اے مالک بن دینار یہ مسلمانوں کا اپنے بھائیوں کی طرف ہدیہ ہے میں نے کہا تجھے اُس ذات کی قسم جس نے تجھے گویائی دی مجھے بتاؤ کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟۔

اُس نے کہا ایک مردمومن اس رات کھڑا ہوا اُس نے اچھی طرح وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور پھر اس طرح دعا کی

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ قَدْ وَھَبْتُ ثَوَابَھَا لِاَھْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمؤمنینَ"

الٰہی میں نے اس کا ثواب اس قبرستان کے مومنین کو بخشا تو اللہ تعالی نے مشرق و مغرب تک ہماری قبروں کو روشن اور وسیع کر دیا۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں اسی طرح ہر جمعرات کو دو رکعتیں پڑھ کر مردوں کو بخشتا رہا تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَامَالِكَ بْنَ دِينَارٍ قَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ بِعَدَدِ النُّوْرِ الَّذِي أَهْدَيْتَهُ إِلَى أُمَّتِي وَلَكَ ثَوَابُ ذٰلِكَ

اے مالک بن دینار جس قدر تم نے میری اُمت کے لئے نور کا تحفہ بھیجا ہے اُس کی گنتی کے موافق اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت کی اور تیرے لیے بھی اتنا ہی ثواب ہے اور اللہ نے تمہارے لئے جنت میں ایک مکان تیار کیا ہے جس کا نام مُنِیْف ہے میں عرض کیا منیف کیا ہے؟ فرمایا جس پر اہل جنت بھی جھانکیں گے۔

﴿شرح الصدور علامہ سیوطی:۳۹۶ مکتبہ دار التراث مدینہ منورہ﴾

حکایت

درود شریف پڑھ کر ایصال ثواب کرنا

ایک عورت نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میری بیٹی فوت ہو گئی ہے، میں چاہتی ہوں کہ خواب میں اُس کی زیارت کروں آپ نے فرمایا: نمازِ عشاء کے بعد چار رکعات نفل پڑھ! ہر رکعت میں فاتحہ شریف کے بعد سورہ (الھاکم التکاثر) ایک مرتبہ پڑھ نماز کے بعد لیٹ جا اور درود شریف پڑھتی پڑھتی سو جا! اس عورت نے ایسا ہی کیا جب وہ سو گئی تو اُس نے خواب میں اپنی لڑکی کو دیکھا کہ وہ عذاب میں مبتلا ہے، اور اُسے گندھک کا لباس پہنا کر ہاتھوں میں آگ کی ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پہنا دی گئیں ہیں۔ وہ گھبرا کر بیدار ہوئی اور حسن بصری کی خدمت میں حاضر ہوئی اور واقعہ بیان کیا۔

آپ نے سن کر فرمایا: کچھ صدقہ کر! شاید اللہ تعالیٰ اُس کو معاف فرمائے وَنَامَ الْحَسَنُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَرَأَى كَأَنَّهُ فِي رَوْضَةٍ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَرَأَى سَرِيْرًا مَنْصُوْبًا وَعَلَيْهِ جَارِيَةٌ حَسْنَاءُ جَمِيْلَةٌ وَعَلَى رَأْسِهَا تَاجٌ مِنْ نُوْرٍ

اور اُسی رات جب حسن بصری سوئے تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ باغوں میں سے کسی باغ میں ہیں جس میں ایک تخت بچھا ہوا ہے اور اُس پر ایک حسینہ جمیلہ لڑکی بیٹھی ہے جس کے سر پر نورانی تاج ہے۔ اُس نے دیکھ کر عرض کیا حضرت آپ مجھے پہنچانتے ہیں؟

آپ نے فرمایا نہیں عرض کیا حضرت! میں اُسی عورت کی لڑکی ہوں جس کو آپ نے نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنے کا کہا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا: تیری والدہ نے تو تیری حالت کچھ اور بتائی تھی مگر میں اس کے برعکس دیکھ رہا ہوں۔ لڑکی نے کہا: میری وہی حالت تھی جیسا کہ اُس نے بتایا تھا آپ نے فرمایا: فَبِمَاذَا بَلَغْتِ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ؟ تجھے یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ اُس نے کہا: كُنَّا سَبْعِيْنَ اَلْفَ نَفْسٍ فِي الْعُقُوْبَةِ وَالْعَذَابِ كَمَا وَصَفَتْ لَكَ وَالِدَتِيْ فَعَبَرَ رَجُلٌ مِنَ الصَّالِحِيْنَ عَلَى قُبُوْرِنَا وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مَرَّةً وَجَعَلَ ثَوَابَهَا لَنَا فَقَبِلَهَا اللهُ عزوجل مِنْهُ وَاُعْتِقْنَا كُلُّنَا مِنْ تِلْكَ الْعُقُوْبَةِ وَذٰلِكَ بِبَرَكَةِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ وَبَلَغَ نَصِيْبِي مَا قَدْ رَأَيْتَهُ وَشَاهَدْتَهُ. ہم (اس قبرستان میں) ستر ہزار مردے تھے جنہیں عذاب ہو رہا تھا۔ ہماری خوش نصیبی کہ ہمارے قبرستان کے پاس سے ایک نیک آدمی گزرا اور درود پاک پڑھ کر ہمیں بخش دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس درود پاک کو قبول فرما کر ہم سب پر رحمت فرمائی اور عذاب سے نجات مل گئی یہ اس نیک صالح آدمی کی برکت اور وسیلہ سے ہمیں یہ انعام ملا اور یہ میرا حصہ ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔

﴿القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع: ۱۹۲/الباب الثانی ☆ آب کوثر ص: ۲۳۲﴾

اسی لئے ختم شریف میں درود شریف والی آیت پڑھی جاتی ہے اور اُس کے بعد سب حضرات مل کر درود و سلام پڑھتے ہیں بلکہ درود تاج بھی پڑھا جاتا ہے اگر ایک بار

درود شریف پڑھنے سے ستر ہزار آدمیوں سے عذابِ قبر اُٹھ سکتا ہے اور قبریں جنت کا باغ بن سکتی ہیں تو جہاں کئی ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ کر ثواب اموات کو بخشا جاتا ہو تو ان مرحومین کی قبریں ضرور جنت باغ بنیں گی اگر میت پہلے ہی نیک ہو تو اُس کے درجات بلند ہونگے۔ درود وسلام کی ایسی نورانی محفلوں سے روکنے والے سن لیں کہ تم تو ہمیں یہاں روکتے ہو ہم نے تو قبر وحشر میں بھی درود وسلام پڑھنے کی تیاریاں کی ہوئی ہیں۔

جب فرشتے قبر میں جلوہ دکھائیں آپ کا ☆ ہو زباں پر پیارے آقا الصلاۃ والسلام
میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد ☆ میرا لاشہ بھی کہے گا الصلاۃ والسلام

ہر رات کو ختم شریف پڑھنے کا حکم

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ سونے سے پہلے چار کام کرلیا کرو۔ ایک قرآن پاک ختم کیا کرو، تمام انبیاء کرام کو قیامت کے دن اپنے لئے شفیع بنالو، اور مسلمانوں کو اپنے سے راضی کرلو اور ایک حج اور عمرہ کرلو۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ میں اتنے قلیل وقت میں یہ تمام کام انجام نہیں دے سکتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا: اے عائشہ جب تم تین بار ”قل ھو اللہ احد“ پڑھ لوگی تو گویا تم نے قرآن کریم ختم کیا۔ جب تم مجھ پر اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام پر درود پڑھوگی تو ہم سب تیرے لئے قیامت کے دن شفیع ہونگے اور جب تو مومنوں کے لئے استغفار کروگی تو وہ سب تجھ سے راضی ہو جائیں گے اور جب تم کہوگی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تو تم نے حج اور عمرہ ادا کرلیا۔ ﴿دُرۃ الناصحین مصری عربی:۸۹، آبِ کوثر:۱۰۵﴾

ختم شریف میں درود شریف پڑھا جاتا ہے قرآن پاک ختم کیا جاتا ہے اور

مومنوں کے لئے مغفرت کی دعا بھی کی جاتی ہے اسی کو ختم شریف کہتے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ کام روزانہ کر کے سویا کرو تو گویا ختم شریف روزانہ پڑھنا سنت ہے ۔اور ایک سنت پر عمل کرنے والے کو سو شہید کا ثواب ملتا ہے۔

والدین کی طرف سے نفلی حج کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم:
مَنْ حَجَّ عَنْ وَالِدَيْهِ بَعْدَ وَفَاتِهِمَا كَتَبَ اللهُ لَهُ عِتْقًا مِنَ النَّارِ وَكَانَ لِلْمَحْجُوْجِ عَنْهُمَا حَجَّةٌ تَامَّةٌ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أُجُوْرِهِمَا شَيْءٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے والدین کی وفات کے بعد اُن کی طرف سے حج کیا اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جہنم سے آزادی لکھ دے گا اور حج کرنے والے کو پورے حج کا ثواب ملے گا اور والدین کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔ ﴿شرح الصدور: ۴۰۰ از علامہ سیوطی / مکتبہ دار التراث مدینہ منورہ﴾

والدین کی طرف سے نذر کا حج ادا کرنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ، جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ:
إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ، فَلَمْ تَحُجَّ حَتَّى مَاتَتْ، أَفَأَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، حُجِّيْ عَنْهَا، أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَتَهُ؟ اقْضُوْا اللهَ، فَاللهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئی کہ میری والدہ نے حج کرنے کی نذر مانی

تھی لیکن وہ حج نہ کرسکیں یہاں تک کہ فوت ہوگئیں۔ کیا میں اُن کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں تم اُن کی طرف سے حج کرو۔ یہ بتاؤ اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتیں؟ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اُس کا قرض ادا کیا جائے۔

﴿بخاری حدیث:۱۸۵۲☆مشکوۃ حدیث:۲۵۱۲ کتاب المناسک﴾

﴿کتاب الروح-المسالۃ السادسۃ عشرۃ:۱۹۶/۱ از ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ﴾

والدہ کی طرف سے روزے رکھنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قال: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النبيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ،
إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ، أَفَأَقْضِيْهِ عَنْهَا؟قَالَ: نَعَمْ فَدَيْنُ اللهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! میری والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا ہے اور اُن کے ذمے ایک ماہ کے روزے ہیں۔ کیا میں اُن کی طرف سے روزے رکھوں؟ فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اُس کا قرض ادا کیا جائے۔

﴿بخاری حدیث:۱۹۵۳ کتاب الصوم﴾

﴿کتاب الروح-المسالۃ السادسۃ عشرۃ:۱۹۵/۱ از ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ﴾

میت کی طرف سے روزے رکھنا

عَنْ عائشة رضی اللہ عنہا: قالَتْ قال رسول الله ﷺ:
مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جو شخص فوت ہوجائے اور اُس پر روزے ہوں تو اُس کا ولی اُس کی طرف سے روزے رکھے۔ (یعنی روزوں کا فدیہ دے)

﴿بخاری حدیث:۱۹۵۲ کتاب الصوم﴾

﴿مسلم حدیث:۱۱۴۷ ☆ مشکوٰۃ حدیث ۲۰۳۲ کتاب الصوم﴾

﴿کتاب الروح / المسالۃ السادسۃ عشرۃ:۱۹۴/ از ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ﴾

﴿باب نمبر:۴﴾

میت کے لئے قرآن خوانی

سورۂ یاسین سے ایصالِ ثواب

عَنْ انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم:

مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ فَقَرَأَ سُوْرَةَ يٰسٓ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَكَانَ لَهُ بِعَدَدِ مَنْ فِيْهَا حَسَنَاتٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قبرستان میں داخل ہوا پھر اُس نے سورہ (یٰسٓ) پڑھی تو اللہ تعالیٰ اُن کے عذاب میں تخفیف کر دیتا ہے اور پڑھنے والے کو اُس قبرستان والوں کی تعداد کے برابر نیکیاں ملتی ہیں۔

﴿عمدۃ القاری شرح بخاری جلد۳ ص:۱۱۹﴾

﴿شرح الصدور:۴۰۴/از علامہ سیوطی/باب فی قراءۃ القرآن للمیت او علی القبر﴾

عَنْ مَعْقِلِ بنِ یسار رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم:

اِقْرَأُوْا ﴿يٰسٓ﴾ عَلٰى مَوْتَاكُمْ

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اپنے مُردوں پر سورہ یٰسٓ پڑھو......

﴿ابوداؤد حدیث ۳۱۲۱ ☆ ابن ماجہ حدیث ۱۴۴۸ ☆ مشکوۃ حدیث:۱۶۲۲ کتاب الجنائز﴾

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ وقت موت پڑھی جائے دوسرا احتمال یہ ہے کہ قبر

کے پاس پڑھی جائے۔

﴿شرح الصدور:۴۰۴ ☆ کتاب الروح:۳۵﴾

﴿السراج الوہاج:۲/۵۵/ازنواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد﴾

شارح مسلم امام نووی فرماتے ہیں زائر کے لئے یہ مستحب ہے کہ جتنا قرآن میسر ہو پڑھے اوراس کے بعد دعا مانگے۔﴿شرح المہذب﴾

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر قبر پر قرآن ختم کیا جائے تو افضل ہے۔

﴿شرح الصدور:۴۰۳ ☆ ریاض الصالحین کتاب عیادۃ المریض باب الدعاء للمیت بعد دفنہ﴾

ابن قیم لکھتے ہیں:-عبدالحق نے روایت کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر سورۃ بقرہ پڑھی جائے۔امام احمد بن حنبل پہلے اس کا انکار کرتے تھے مگر جب انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول کا علم ہوا تو انہوں نے اس انکار سے رجوع کرلیا۔

﴿کتاب الروح:۳۳ ☆ السراج الوہاج:۲/۵۵/ازنواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن العلا بن اللجلاج اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب نے مجھے کہا جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے لحد میں رکھنا اور کہنا اور مجھ پر مٹی ڈالنا اور میرے سر کے پاس سورہ بقرہ کا شروع اور آخر پڑھنا بیشک میں نے سنا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کو مستحب سمجھتے تھے۔

﴿کتاب الروح ابن قیم:۳۳ ☆ شرح السنہ للحافظ اللالکائی، کتاب القراءۃ عندالقبور للخلال﴾

علی بن موسیٰ الحداد بیان کرتے ہیں کہ میں ایک جنازہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن قدامۃ الجوہری کے ساتھ تھا جب میت کو دفن کیا گیا ایک نابینا آدمی قبر پر بیٹھ کر قرآن پڑھنے لگا تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے قاری قبر پر قرآن پڑھنا بدعت ہے جب ہم قبرستان سے نکلے قدامہ نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

سے کہا۔ آپ مبشر حلبی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کہا ثقہ ہے۔ میں نے کہا آپ نے اس سے کوئی روایت لی ہے؟ فرمایا: ہاں، مجھے مبشر نے عبد الرحمٰن العلا بن اللجلاج سے روایت بیان کی کہ انہیں ان کے باپ العلا بن الحلاج نے وصیت کی جب وہ دفن کئے جائیں تو ان کے سر کے پاس سورہ بقرہ کا شروع اور آخر پڑھا جائے اور انہوں نے کہ حضرت ابن عمر نے ایسی ہی وصیت کی تھی۔ پھر امام احمد نے اس سے کہا کہ واپس جاؤ اور اس آدمی سے کہو کہ وہ قرآن پڑھے۔

﴿ کتاب الروح ابن قیم :۳۳ رکتاب القراءۃ عند القبور للخلال ﴾

سورہ اخلاص کا ایصالِ ثواب

عَنْ علی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ ﴿ قُلْ هُوَاللهُ أَحَدٌ ﴾ إِحْدَى عَشْرَةَ مَرَّةً، ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهُ لِلْأَمْوَاتِ أُعْطِيَ مِنَ الأَجْرِ بِعَدَدِ الأَمْوَاتِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قبرستان سے گذرا اور اُس نے گیارہ مرتبہ قل ہو اللہ احد (سورہ اخلاص) پڑھی اور اُس کا ثواب مردوں کو پہنچادیا تو اُس شخص کو مردوں کی تعداد کے برابر اَجر دیا جائے گا۔

﴿ شرح الصدور علامہ سیوطی: ۴۰۳ ر ☆ حاشیہ ردالمحتار علی در المختار ج ۲ ص: ۵۹۶ ﴾

﴿ بحث قراءت للمیت باب الدفن، حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح ۱ر۴۱۲، شرح فتح القدیر ۱/۱۴۳ ﴾

شامی میں اسی جگہ ہے جو ممکن ہو قرآن پڑھے سورہ فاتحہ سورہ بقرہ کی اول آیات آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور سورہ یس، سورہ ملک، سورۃ التکاثر، سورۃ اخلاص بارہ یا گیارہ، سات یا تین دفعہ پڑھے پھر کہے کہ یا اللہ جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب فلاں کو یا فلاں لوگوں کو پہنچا دے۔

ان عبارات میں فاتحہ کا مروّجہ پورا طریقہ بتایا گیا یعنی مختلف جگہ سے قرآن پڑھنا پھر ایصالِ ثواب کی دعا کرنا اور دعا میں ہاتھ اُٹھانا سنت لہٰذا ہاتھ اُٹھائے۔

ایصالِ ثواب میں دعا مانگنے کا طریقہ

عَنْ أبی هريرة رضی اللہ عنہ قال:قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم:

مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ ﴿قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي قَدْ جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، كَانُوْا شُفَعَاءَ لَهُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قبرستان میں داخل ہوا پھر اس نے سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد اور الھاکم التکاثر پڑھی پھر کہا: یا اللہ میں نے جو تیری کلام پڑھی ہے اس کا ثواب اس قبرستان کے مومنین اور مومنات کو بخشتا ہوں تو تمام اہل قبور اللہ کی بارگاہ میں اُس کی شفاعت کریں گے۔

﴿شرح الصدور از علامہ سیوطی: ۴۰۴/باب فی قراءۃ القرآن للمیت او علی القبر﴾

حکایت

سورہ اخلاص کا ثواب ایک سال تک تقسیم ہوتا ہے

حضرت سلمہ بن عبید سے روایت ہے حماد مکی نے کہا کہ میں ایک رات مکہ کے قبرستان کی طرف نکلا اور میں اپنا سر ایک قبر پر رکھ کر سو گیا میں نے دیکھا قبرستان والے حلقہ بنا کر بیٹھے ہیں، میں نے اُن سے کہا "قَامَتِ الْقِيَامَةُ قَالُوْا لَا" کیا قیامت قائم ہوگئی؟ انہوں نے کہا نہیں وَلٰكِنْ رَجُلٌ مِنْ اِخْوَانِنَا قَرَأَ

﴿ قُلْ هُوَاللهُ أَحَدٌ ﴾ وَجَعَلَ ثَوَابَهَا لَنَا فَنَحْنُ نَقْتَسِمُهُ مُنْذُ سَنَةً لیکن ہمارے ایک بھائی نے سورہ اخلاص پڑھ کر ہمیں ثواب بخشا ہے ہم اُسے ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔

﴿شرح الصدور علامہ سیوطی: ۴۰۴ / باب فی قراءۃ القرآن للمیت او علی القبر﴾

اب حرمین شریفین میں بھی رمضان کی ستائیس یا انتیس کو قرآن ختم کیا جاتا ہے اور پھر حالتِ نماز ہی میں تمام مسلمانوں کے لئے بخشش کی دعا جاتی ہے اور ان الفاظ کے ساتھ دعا کی جاتی ہے

اللھم اغفر للمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات

الاحیاء منھم والاموات اللھم اغفر فی لیلیتنا ھذہ اجمعین

وھب المسیئین منا للمحسنین

اے اللہ تمام مومنین اور مومنات کو بخش دیں جو ان میں سے زندہ ہیں یا وفات پا گئے ہیں اور اے اللہ ہمارے گنہگاروں کو ہمارے نیکوں کی طفیل بخش دے۔

اگر قرآن پڑھ کر بخشش کی دعا کرنا جائز نہیں یا وسیلہ سے دعا نا جائز اور بدعت ہے تو ہم سے بحث کرنے سے پہلے حرمین کے ائمہ پر فتویٰ لگنا چاہئے کہ وہ حرمین شریفین میں بدعت کا ارتکاب، کیوں کر رہے ہیں۔ اور اگر سعودی عرب میں ختم جائز ہے اور صالحین کے وسیلہ سے دعا جائز ہے تو پاکستان میں نا جائز کیوں۔ اور اگر عین حالتِ نماز میں ختم جائز اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے تو نماز کے بعد بھی ختم پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے۔

یہ بات یاد رہے کہ ختم شریف کھانے پینے کا نام نہیں ختم تو نام ہے ختم قرآن کا اور ختم قرآن کے بعد مسلمانوں کے لئے دعا مانگنے کا۔

مزارات پرجا کر فاتحہ پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ:-از بنارس تھانہ بھیلو پورہ مرسلہ حافظ عبد الرحمٰن ۲۸ محرم ۱۳۳۲ھ

حضرت کی خدمت میں عرض ہے کہ بزرگوں کے مزار پر جائیں تو فاتحہ کس طرح پڑھا کریں اور فاتحہ میں کون کون سی چیزیں پڑھا کریں؟

مفتی احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کا جواب

بسم الله الرحمن الرحيم نحمده ونصلي على رسوله الكريم

حافظ صاحب کرم فرماسلمکم ----

مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی (پاؤں) کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مواجہہ (یعنی مقابل) میں کھڑا ہو، اور متوسط آواز میں باادب سلام عرض کرے۔ السلام عليك يا سيدي ورحمة الله وبركاته

پھر درود غوثیہ

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ﴾

تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیۃ الکرسی ایک بار، سورہ اخلاص سات بار، پھر درود غوثیہ سات بار، اور وقت فرصت دے تو سورۂ یاسین وسورۂ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کرے کہ الٰہی اس قراءت پر اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندہ مقبول کو نذر پہنچا پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اس کے لئے دعا کرے اور صاحب مزار کی روح کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے، پھر اسی طرح سلام کر کے واپس آئے۔ مزار کو نہ ہاتھ لگائے --- نہ بوسہ دے ---- اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے ----

اور سجدہ حرام ہے----واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿فتاوی رضویہ جلد چہارم: ۲۱۲-۲۱۳/مطبوعہ سنی دار الاشاعت مبارکپور، ۱۹۶۷﴾

تعلیم قرآن کی برکت سے والد کی مغفرت

قال الإمام فخر الدين رازى

مَرَّ عيسى بنُ مريمَ علیہ السلام عَلَى قَبْرٍ فَرَأَى مَلائِكَةَ الْعَذَابِ يُعَذِّبُوْنَ مَيِّتًا فَلَمَّا انْصَرَفَ مِنْ حَاجَتِهِ مَرَّ عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَى مَلائِكَةَ الرَّحْمَةِ مَعَهُمْ أَطْبَاقٌ مِنْ نُوْرٍ فَتَعَجَّبَ مِنْ ذٰلِكَ فَصَلَّى وَدَعَا اللهَ تَعَالَى فَأَوْحَى اللهُ تَعَالَى إِلَيْهِ يَا عِيْسَى كَانَ هٰذَا الْعَبْدُ عَاصِيًا كَانَ مَحْبُوْسًا فِيْ عَذَابِي وَكَانَ قَدْ تَرَكَ امْرَأَةً حُبْلَى فَوَلَدَتْ وَلَدًا وَرَبَّتْهُ حَتَّى كَبُرَ فَسَلَّمَتْهُ إِلَى الْكُتَّابِ فَلَقَّنَهُ الْمُعَلِّمُ بِسْمِ اللهِ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْ عَبْدِيْ أَنْ أُعَذِّبَهُ بِنَارِيْ فِي بَطْنِ الْأَرْضِ وَوَلَدُهُ يَذْكُرُ اسْمِيْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ عذاب کے فرشتے ایک مردہ کو عذاب دے رہے ہیں، جب اپنی حاجت سے واپس لوٹے تو اس قبر کے پاس سے گذرے تو رحمت کے فرشتوں کو دیکھا جن کے پاس نور کے طباق تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس سے تعجب ہوا، انہوں نے نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ اے عیسیٰ! یہ شخص گنہگار تھا اور جب یہ مرا تو عذاب میں مبتلا ہو گیا لیکن موت کے وقت اس کی بیوی حاملہ تھی، اس کے بچہ پیدا ہوا، اُس نے اس کو پالا حتیٰ کہ وہ بڑا ہو گیا، اس نے اس کو مکتب میں داخل کیا، وہاں اُس کو معلم نے بسم اللہ

الرحمن الرحیم پڑھائی تو مجھے حیا آئی کہ جو بچہ زمین کے اوپر میرا نام لے رہا ہے، اس کے باپ کو میں زمین کے نیچے عذاب میں مبتلا رکھوں!۔

﴿تفسیر کبیر جلد:۱/۷۸-۸۹/تفسیر سورۃ الفاتحہ☆تفسیر تبیان القرآن جلد:۱/۱۶۵﴾

درس قرآن گر ہم نے نہ بھلایا ہوتا ☆ یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر ☆ اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہوکر

آپ اندازہ لگائیں کہ جب بسم اللہ کی برکت سے عذاب اُٹھالیا گیا اور قبر جنت کا باغ بن گئی جب لڑکا حافظ قرآن یا عالم دین ہوگا تو باپ کو اللہ تعالی کتنی شانیں عطا فرمائے گا حافظ قرآن کے والدین کو ایسا نورانی تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ہوگی اس باپ کی شان کا اندازہ کون کرسکتا ہے جس کا بیٹا غوث اعظم ہو جس کا بیٹا ابو حنیفہ ہو یا جس بیٹا ابو بکر صدیق ہو اور اُن والدین کی شان کا اندازہ کون کرسکتا ہے جن کا بیٹا محمد رسول اللہ ہو جن کے ذریعے نے ساری امت کو دولتِ قرآن اور ایمان ملی وہ انسان کتنا بد بخت ہے جو کہتا ہے کہ حضور ﷺ کے والدین صاحب ایمان نہیں تھے ہمارا اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے والدین نہ صرف مومن تھے بلکہ صحابی تھے حضور ﷺ نے انہیں رب کے حکم سے زندہ کیا اور انہیں صحابیت کے شرف سے مشرف فرمایا

ملا ہے آمنہ کو فضلِ باری سے یتیم ایسا ☆ نہیں ہے بحرِ ہستی میں کوئی دُرِّ یتیم ایسا

تعلیمِ قرآن کی فضیلت

عَنْ أبی ذر رضی اللہ عنہ قال: قال لی رسول اللہ ﷺ:

يَا أَبَاذَرٍّ لَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ وَلَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ عُمِلَ بِهِ أَوْ لَمْ يُعْمَلْ

خَیْرٌ لَّکَ مِنْ أنْ تُصَلِّیَ اَلْفَ رَکْعَۃٍ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے ابوذر صبح کے وقت قرآن پاک کی ایک آیت سیکھنے کیلئے نکلنا تیرے لئے سو رکعت پڑھنے سے بہتر ہے اور صبح کے وقت علم کا ایک باب سیکھنے کے لئے نکلنا تیرے لئے ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے۔ ﴿ابن ماجہ حدیث: ۲۱۹ کتاب المقدمہ باب فضل من تعلم القرآن﴾

انہوں نے دین کب سیکھا ہے شیخ کے گھر جا کر
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں
نمازِ عصر کی فرصت نہیں کہ ہیں وہ مصروف ٹی پارٹی میں
پڑھیں وہ قل ھو اللہ کیوں اُنکے دل تو ہیں ون ٹو تھری میں

ختم شریف پر چار ہزار فرشتوں کا نزول اور دعا

عَنْ حُمَیْدٍ الأعْرَجِ قال: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَخَتَمَہٗ ثُمَّ دَعَا أَمَّنَ عَلَی دُعَائِہٖ أرْبَعَۃُ الآفِ مَلَکٍ ثُمَّ لا یَزَالُوْنَ یَدْعُوْنَ لَہٗ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ وَیُصَلُّوْنَ عَلَیْہِ إلَی الْمَسَاءِ أوْ إلَی الصَّبَاحِ۔

حضرت حمید اعرج بیان کرتے ہیں کہ جو شخص قرآن ختم کرے پھر دعا مانگے تو اُس کی دعا پر چار ہزار فرشتے امین کہتے ہیں پھر اُس کے لئے شام یا صبح تک دعا کرتے رہتے ہیں اور مغفرت مانگتے رہتے ہیں۔

﴿دارمی حدیث: ۳۳۴۵ رکتاب فضائل القرآن باب ختم القرآن﴾

﴿تفسیر روح البیان پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت: ۱۵۵ ☆ کتاب الاذکار ص: ۹۸﴾

ختم شریف پر ساٹھ ہزار فرشتوں دعا کرتے ہیں

عَنْ عمر وابن شعیب عن ابیه عن جده قال قال رسول الله ﷺ
اذا ختم العبد صلی علیه عند ختمه ستو ن الف ملك

حضرت عمرو بن شعیب بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جب کوئی شخص قرآن پاک ختم کرے تو ساٹھ ہزار فرشتے ختم قرآنکے وقت اس کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں۔ ﴿جامع صغیر﴾

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاں ختم قرآن کی محفل ہو وہاں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور ایصال ثواب کی محفلوں میں قرآن پاک ختم کئے جاتے ہیں معلوم ہوا کہ ایسی محفلوں میں شریک ہونا سنتِ ملائکہ ہے اور ملائکہ معصوم ہیں شرک وبدعت سے پاک ہیں اگر ایسی محفلیں شرک وبدعت ہوتی تو فرشتے کبھی ایسی محفلوں میں حاضر نہ ہوتے۔

دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ چار ہزار فرشتہ آمین کہتا ہے اس سے اجتماعی دعا کا ثبوت ہوا کہ اجتماعی دعا بھی سنت ملائکہ ہے۔

اجتماعی دعا کا ثبوت

عَنْ حبیب بْنِ سلمة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ:
لَایَجْتَمِعُ مَلَأٌ فَیَدْعُوْا بَعْضُهُمْ وَیُؤَمِّنُ بَعْضُهُمْ اِلَّا اَجَابَهُمُ اللهُ.

حضرت حبیب بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جب کوئی قوم جمع ہوتی ہے اُن میں سے بعض دعا کرتے ہیں اور بعض امین کہتے ہیں تو اللہ تعالی اُن کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔

﴿ترغیب والترہیب حدیث: ۲۴۰۷ جلد: ۱/۱۹۶: کتاب الصلاۃ باب الترغیب فی التامین خلف الامام وفی الدعا، مجمع الزوائد ۱۰/ ۱۷۰، حاکم﴾

اجتماعی دعا کی ایک دلیل یہ ہے کہ جب امام سورہ فاتحہ ختم کرتا ہے تو سب آمین کہتے ہیں بعض آہستہ اور بعض زور سے تو سورہ فاتحہ بھی دعا ہے جب عین حالتِ نماز میں اجتماعی دعا کرنا جائز ہے تو خارجِ نماز بھی جائز ہے۔

اسی طرح خطبہ جمعہ میں اور حرمین شریفین میں وتروں میں اجتماعی دعا کی جاتی ہے سب لوگ امین کہتے ہیں کہ وتروں میں ہاتھ اٹھا کر دعا کی جاتی ہے اور خطبہ میں بغیر ہاتھ اٹھائے۔ لیکن احناف کے نزدیک وتروں میں بھی نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر دعا کی جاتی ہے۔

ختم شریف میں تمام اہل خانہ کو جمع کر کے دعا مانگنا

عَنْ قتادة التابعی رضی اللہ عنہ قال:

كَانَ اَنَسُ بنُ مالِكٍ رضی اللہ عنہ إذَا خَتَمَ الْقُرْآنَ جَمَعَ اَهْلَهُ وَدَعَا۔

﴿روی ابن أبی داود بإسنادَینِ صَحِیحَینِ﴾

امام نووی شارح مسلم لکھتے ہیں:

کہ ابن ابی داود نے دو صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا کہ حضرت قتادہ تابعی بیان کرتے ہیں: کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب قرآن پاک ختم فرماتے تو اپنے اہل وعیال کو جمع کرتے اور دعا فرماتے۔

﴿کتاب الاذکار: ۹۷/ کتاب تلاوۃ القرآن﴾

﴿دارمی حدیث: ۳۳۳۹، ۳۳۳۸ کتاب فضائل القرآن باب ختم القرآن﴾

﴿جلاء الافہام ابن قیم جوزی: ۴۰۲/ موطن درود شریف نمبر ۱۷ عقب ختم القرآن﴾

ختم شریف میں عزیز واقارب کو بلانا

عَنِ الحَکَمِ بْنِ عُتَیْبَۃَ التابعی رضی اللہ عنہ قال: أرْسَلَ إلَیَّ مُجَاھِدْ وَعُبَادَۃُ بْنُ أبی لُبَابَۃَ فَقَالا: إنَّا أرْسَلْنَا إلَیْکَ لِأنَّا أرَدْنَا أنْ نَخْتِمَ القرآنَ ،وَإنَّہُ بَلَغَنَا أنَّ الدُّعَاءَ یُسْتَجَابُ عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْآنِ قال: فَدَعَوْا بِدَعَوَاتٍ۔

حکم بن عتیبہ تابعی بیان کرتے ہیں کہ مجھے مجاہد اور عبادہ بن ابولبابہ نے بلایا اور فرمایا ہم نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ ہم نے ختم قرآن کا ارادہ کیا ہے اور ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے پھر انہوں نے دعا مانگی۔

﴿کتاب الاذکار:۹۷رکتاب تلاوۃ القرآن﴾

﴿دارمی حدیث:۳۳۴۶ کتاب فضائل القرآن باب ختم القرآن﴾

﴿جلاء الافہام ابن قیم جوزی:۴۰۲رموطن درود شریف نمبر۱۷عقب ختم القرآن﴾

ان احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ صحابہ کرام وتابعین عظام ختم قرآن کے وقت اپنے گھر والوں اور لوگوں کو جمع کر کے دعا مانگتے تھے اور یہ دعا صرف اپنے لئے نہیں ہوتی تھی بلکہ پوری امت کے لئے بخشش کی دعا مانگی جاتی تھی اور ہم بھی ایصال ثواب گیارہویں شریف عرس شریف اور تیجے دسویں چالیسویں میں ختم قرآن کر کے لوگوں کو جمع کر کے دعا مانگ کر سنتِ صحابہ پر عمل کرتے ہیں۔

ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

دعا میں ہاتھ اٹھانے کے متعلق دو احادیث نمبر (تین اور پانچ) پہلے گذر چکی ہیں ایک حدیث اور ملاحظہ ہو۔

عَنْ سلمان رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

إِنَّ رَبَّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمہارا رب حیاء والا ہے کرم والا ہے اس سے حیا فرماتا ہے کہ بندہ اُس کی بارگاہ میں ہاتھ اُٹھائے اور وہ انہیں خالی لوٹائے۔

﴿ أبوداود حدیث ۱۴۸۸ کتاب الصلاۃ باب الدعاء ﴾

اس حدیث کو ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے

سوال: -- آپ قرآن شریف ختم کر کے پھر دوبارہ سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ شروع کر دیتے ہیں کیا تمہارے پاس اس کا ثبوت ہے؟

جواب: تم حق بات کو ماننے والے بنو ہم اس کا بھی ثبوت حدیث پاک سے پیش کر دیتے ہیں۔

ایک ختم شریف کے بعد دوبارہ قرآن شروع کرنا

عَنِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما قال: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ قَالَ: الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ قَالَ وَمَا الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ؟ قَالَ الَّذِي يَضْرِبُ مِنْ أَوَّلِ الْقُرْآنِ إِلَى آخِرِهِ كُلَّمَا حَلَّ ارْتَحَلَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ کے ہاں کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منزل میں اُترنے اور کوچ کرنے والا اُس نے کہا منزل میں اترنے اور کوچ کرنے

والے کا کیا مطلب ہے فرمایا: جو شخص قرآن ختم کرے پھر شروع کردے اور اسی طرح کرتا رہے۔

﴿دارمی حدیث: ۳۳۴۱ کتاب فضائل القرآن باب ختم القرآن﴾

﴿ترمذی حدیث ۲۹۴۸ کتاب فضائل القرآن﴾

سوال: - آپ نے ایصال ثواب کے متعلق جتنے دلائل دیئے ہیں وہ حق ہیں ہم بھی ان کو مانتے ہیں کہ قرآن خوانی یا صدقہ خیرات کر کے دعا کرنا اور ثواب پہنچانا جائز ہے لیکن آپ نے ختم شریف کے وقت کھانا آگے رکھ کر دعا مانگنے والی جو بدعت نکالی ہے اس کو ہم نہیں مانتے کیونکہ اس کا حدیث میں ثبوت نہیں آپ اس کا ثبوت پیش کریں یا اس بدعت کو چھوڑ دیں۔

جواب: - ختم شریف کے وقت کھانا سامنے ہونا ضروری نہیں کہ کھانا آگے رکھے بغیر بھی ثواب پہنچ جاتا ہے لیکن اگر برکت کے لئے کھانا آگے رکھ کر دعا مانگی جائے تو بدعت بھی نہیں بلکہ سنت رسول اللہ ﷺ ہے جو چیز سنت سے ثابت ہو اس کو بدعت کہنا جائز نہیں میں آپ سے درخواست کروں گا آپ مطالعہ میں وسعت پیدا کریں علم حدیث بڑا وسیع علم ہے جو چیز آپ کے علم میں نہ ہو اسے فوراً بدعت نہ کہہ دیا کریں اس طرح تو آپ منکر حدیث بن جائیں گے۔

﴿باب نمبر:۵﴾

کھانا سامنے رکھ کر دُعا مانگنا

کھانا سامنے رکھ کر دعا مانگنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

عَن أبی هريرة رضی اللہ عنہ قال:كَانَ النَّاسُ إذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاؤُا بِهِ إِلَى النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم فَإذَا أخَذَهُ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِيْنَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا، اللّٰهُمَّ إنَّ إبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَإِنِّي أدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَادَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ)) قَالَ ثُمَّ يَدْعُوْا أَصْغَرَ وَلِيْدٍ لَهُ فَيُعْطِيْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ پہلا پھل دیکھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو قبول کرنے کے بعد یہ دعا کرتے، اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما۔ہمارے مدینہ میں برکت عطا فرما۔ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما۔اے اللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے، تیرے خلیل، تیرے نبی ہیں، اور میں تیرا بندہ، اور تیرا نبی ہوں، انہوں نے مکہ مکرمہ کے لئے دعا کی تھی میں ان کی دعاؤں کے برابر اور اس سے ایک مثل زائد مدینہ کے لئے دعا کرتا ہوں (یعنی مدینہ میں مکہ سے دوگنی برکتیں نازل فرما) پھر آپ کسی چھوٹے بچے کو بلا کر اسے یہ پھل عطا فرما دیتے۔

﴿مسلم:۱۳۷۳کتاب، مشکوۃ کتاب المناسک باب حرم المدینۃ:۲۷۳۱﴾

شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں صاحب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:
یعنی باغ والے اپنے باغ کا پہلا پھل یونہی مدینہ والے جب بازار میں نیا پھل دیکھتے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۃً لاتے تاکہ باغ میں اور گھروں میں برکت رہے بعض لوگ پہلے پھل پر فاتحہ دے کر بچوں میں تقسیم کرتے ہیں اُن کا ماخذ یہ حدیث ہے۔
اس حدیث سے پھل سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا بچوں میں تقسیم کرنا سب کچھ ثابت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پھل سامنے رکھ کر یا ہاتھ میں لے کر یہ دعا پڑھتے تھے، فاتحہ میں کھانا، پھل سامنے ہوتے ہیں، ایصالِ ثواب اور دعائیہ کلمات کہے جاتے ہیں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کو پھل دیئے، اب بھی بچوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔
﴿مراۃ ج۴ص:۲۱۱﴾

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے تاکہ آپ اُن پر کچھ پڑھ دیں

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم بِتَمَرَاتٍ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللهِ ادْعُ اللهَ فِیْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ فَضَمَّهُنَّ ثُمَّ دَعَالِی فِیْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ فَقَالَ: خُذْهُنَّ وَاجْعَلْهُنَّ فِی مِزْوَدِكَ هٰذَا كُلَّمَا أَرَدْتَّ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَیْئًا فَأَدْخِلْ فِیْهِ یَدَكَ فَخُذْهُ وَلَا تَنْثُرْهُ نَثْرًا فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذٰلِكَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ وَسْقٍ فِی سَبِیْلِ اللهِ فَكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ وَكَانَ لَایُفَارِقُ حِقْوِیْ حَتّٰی كَانَ یَوْمُ قَتْلِ عُثْمَانَ فَإِنَّهُ انْقَطَعَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ چھوارے لایا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ان میں برکت کی دعا فرمائیں تو انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملادیا پھر اُن میں میرے لئے برکت کی دعا کی فرمایا انہیں لے لو اُسے اپنے توشہ دان میں ڈال لو جب اس میں سے کچھ لینا چاہو تو اُس میں اپنا ہاتھ ڈال کر لے لیا کرو لیکن اُسے کبھی جھاڑنا مت میں نے ان چھوہاروں میں سے اتنے وسق اللہ کی راہ میں خیرات کئے ہم اُن میں سے کھاتے کھلاتے رہے وہ میری کمر سے کبھی جدا نہ ہوئے تھے حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن وہ تھیلا مجھ سے گر گیا۔

﴿ترمذی حدیث:۳۸۳۹/ابواب المناقب ☆ مشکوٰۃ حدیث:۵۹۳۳ کتاب الفضائل باب المعجزات﴾

اس وقت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے:

لوگوں کو تو ایک غم ہے لیکن مجھے دو غم ہیں ایک اپنے تھیلے کے گم ہونے کا اور دوسرا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا۔

جس جگہ یا چیز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہو جائے وہ چیز صحابہ کو جان سے زیادہ پیاری تھی۔ آپ اندازہ لگائیں جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کو شہید کر رہے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہ کو اس سے کتنی تکلیف ہوتی ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بھی ثابت ہوگیا کہ نبی کے چاہنے سے چھوہاروں میں برکت ہو سکتی ہے اور بھوک کی مشکل حل ہو سکتی ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کھانا پر جب کچھ پڑھ دیا جائے تو وہ تبرک ہو جاتا ہے اور اس کو تبرکاً باقی اشیاء میں ملا دیا جائے تو باعثِ برکت ہے ہم جو ختم پڑھے ہوئے تھوڑے کھانے کو تبرکاً باقی تمام کھانے میں ملا دیتے ہیں، اس کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے مشکلیں حل ہو جاتی ہیں

عَن أبي هريرة رضی اللہ عنہ قال: لَمَّا كَانَ يَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ أَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللهِ لَوْ اَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَأَكَلْنَا وَادَّهَنَّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم افْعَلُوْا فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ يَارسول اللهِ إِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الظَّهْرُ وَلَكِنِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَجْعَلَ فِي ذَلِكَ فَقَالَ رسولُ الله صلی اللہ علیہ وسلم نَعَمْ فَدَعَا بِنِطَعٍ فَبَسَطَهُ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ قَالَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ وَيَجِيْءُ الآخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَيَجِيْءُ الآخَرُ بِكَسْرَةٍ حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطَعِ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ يَسِيْرٌ فَدَعَا رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَيْهِ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ: خُذُوْا فِي أَوْعِيَتِكُمْ فَأَخَذُوْا فِي أَوْعِيَتِهِمْ حَتَّى مَاتَرَكُوْا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً إِلَّا مَلَئُوْهُ قَالَ فَأَكَلُوْا حَتَّى شَبِعُوْا وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَشْهَدُ أَنْ لَّااِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُوْلُ اللهِ لَايَلْقَى اللهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے سفر میں لوگوں کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم پانی لانے والے اونٹوں کو ذبح کر کے کھالیں اور چربی کا تیل بنالیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی اتنے میں حضرت عمر آ گئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ نے ایسا کیا تو سواریاں کم ہو جائیں گی البتہ آپ لوگوں کا بچا ہوا کھانا منگوا لیجئے اور اس پر برکت کی دعا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ برکت عطا فرمائے گا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ اور ایک چمڑے کا دستر خوان منگوا کر بچھا دیا۔ پھر لوگوں کا بچا ہوا کھانا منگوایا کوئی شخص اپنی ہتھیلی میں جوار اور کوئی کھجوریں اور کوئی روٹی کے ٹکڑے لئے چلا آ رہا تھا۔ یہ سب چیزیں مل کر بہت تھوڑی مقدار میں جمع ہوئی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پر برکت کی دعا فرمائی پھر فرمایا: کہ سب اپنے اپنے برتنوں میں کھانا بھر لیں چنانچہ تمام لوگوں نے اپنے اپنے برتن بھر لئے یہاں تک کہ لشکر کے تمام برتن بھر گئے سب نے مل کر کھانا کھایا اور سیر ہو گئے اور کھانا پھر بھی بچ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور جو شخص بھی اس کلمہ پر یقین کے ساتھ اللہ تعالی سے ملاقات کرے گا وہ یقیناً جنتی ہے۔

﴿مسلم حدیث: ۲۷ ☆ مشکوۃ حدیث ۵۹۱۲ کتاب الفضائل باب المعجزات﴾

معلوم ہوا کھانا سامنے رکھ کر دعا مانگنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا عقیدہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر اللہ کے محبوب ہاتھ اُٹھا دیں اور کھانے پر کچھ پڑھ دیں تو ایک آدمی کا کھانا پورا لشکر کھا سکتا ہے اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم با اختیار ہیں مجبور نہیں نبی کے چاہنے سے مشکلیں حل ہو سکتیں ہیں۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عرض کرنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا اے فاروق میں بھی تم جیسا انسان ہوں کوئی نفع نقصان نہیں دے سکتا کھانا اگر کم ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں ان کو اونٹ ذبح کرنے دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عرض کو شرفِ قبولیت بخش کر یہ ثابت کر دیا کہ میرے متعلق صحابہ کا عقیدہ بالکل صحیح ہے اگر میں چاہوں اور برکت کی دعا کر دوں تو بھوک کی مشکل دور ہو سکتی ہے اور جس کے چاہنے سے مشکلیں دور ہو جائیں وہ مشکل کشا نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر صحابہ کا یہ عقیدہ ہوتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں تو وہ کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درخواست

پیش نہ کرتے۔ صحابہ کرام کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ کی عطا سے نبی کریم ﷺ دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمْ ہیں۔ معلوم ہوا کہ مشکل کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس جانا اور مدد مانگنا سنت صحابہ ہے اور جو عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہی عقیدہ ہم اہل سنت کا

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں ☆ دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

جھولیاں کھول کے بے سمجھے نہیں دوڑ آئے ☆ ہمیں معلوم ہے دولت تیری عادت تیری

رسول اللہ ﷺ کی دعوت ولیمہ

عَن أنس بن مالك رضی اللہ عنہ قال:كَانَ النَّبِیّ ﷺ عَرُوْسًا بِزَيْنَبَ فَقَالَتْ لِی أُمُّ سُلَيْمٍ لَوْ اَهْدَيْنَا لِرَسُوْلِ اللهِ هَدِيَّةً فَقُلْتُ لَهَا افْعَلِی فَعَمَدَتْ إِلَى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَاَقِطٍ فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِی بُرْمَةٍ فَأَرْسَلَتْ بِهَا مَعِی إِلَيْهِ فَانْطَلَقْتُ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لِی ضَعْهَا ثُمَّ أَمَرَنِی فَقَالَ ادْعُ لِی رِجَالًا سَمَّاهُمْ وَادْعُ لِی مَنْ لَقِيْتَ فَفَعَلْتُ الَّذِیْ أَمَرَنِی فَرَجَعْتُ فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِأَهْلِهِ قِيْلَ لِأَنَسٍ عَدَدَ كَمْ كَانُوْا قَالَ زُهَاءَ ثَلَاثِ مِائَةٍ فَرَأَيْتُ النَّبِی ﷺ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِهَا مَاشَاءَ اللهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُوْا عَشَرَةً عَشَرَةً يَأْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَقُوْلُ لَهُمْ اذْكُرُوا اسْمَ اللهِ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيْهِ قَالَ حَتَّى تَصَدَّعُوْا كُلُّهُمْ عَنْهَا فَقَالَ لِی يَا أَنَسُ ارْفَعْ فَرَفَعْتُ فَمَا أَدْرِیْ حِيْنَ وَضَعْتُ كَانَ اَكْثَرَ أَمْ حِيْنَ رَفَعْتُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے زینب حضرت زینب سے نکاح کیا تو (والدہ ماجدہ) ام سلیم نے مجھ سے فرمایا کہ کاش ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کریں میں نے عرض کی ایسا ہی کیجئے پس انہوں

نے کھجوریں، گھی اور پنیر ہانڈی میں ڈال کر حلوہ تیار کیا اور پھر میرے ہاتھوں آپ کی خدمت میں روانہ کیا میں اُسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھ سے فرمایا: اسے رکھ دو اور حکم دیا کہ فلاں فلاں آدمیوں کو بلا لاؤ اور ان کے علاوہ اور جتنے ملیں انہیں بھی ان کا بیان ہے کہ میں نے وہی کیا جو آپ نے حکم فرمایا تھا۔ جب میں لوٹ کر واپس آیا تو دیکھا کہ کاشانہ اقدس حاضرین سے بھرا ہوا ہے۔ حضرت انس سے پوچھا گیا وہ کتنے آدمی تھے فرمایا تقریباً تین سو۔ پس میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دستِ اقدس حلوہ پر رکھا اور جو اللہ نے چاہا وہ پڑھا پھر آپ نے اس کھانے کے لئے دس آدمیوں کو بلایا اور اُن سے فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے وہ فرماتے ہیں کہ جب (دس دس کر کے) سب کھا چکے۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے انس! اس برتن کو اُٹھا دو حضرت انس کہتے ہیں میں فیصلہ نہیں کرسکا کہ جس وقت میں نے برتن رکھا اُس وقت اس میں کھانا زیادہ تھا یا جب میں نے وہ برتن اُٹھایا اُس وقت کھانا زیادہ تھا۔

﴿بخاری حدیث: ۵۱۶۳ کتاب النکاح ☆ مسلم حدیث ۱۴۲۸﴾

﴿مشکوۃ حدیث ۵۹۱۳ کتاب الفضائل باب المعجزات﴾

وضاحت:- گھر سے مراد گھر اور مسجد نبوی شریف دونوں ہیں ورنہ گھر شریف تین سو آدمیوں کی جگہ نہ تھی مہمان مسجد شریف میں ٹھہرائے جاتے تھے۔ معلوم ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا قرآن مجید پڑھنا جائز بلکہ سنت رسول اللہ ﷺ ہے فاتحہ میں یہ ہی ہوتا ہے کہ کھانا سامنے رکھ قرآن مجید پڑھتے ہیں اور ایصال ثواب کی دعا کرتے ہیں۔ حضور انور ﷺ قربانی کر کے جانور کو سامنے رکھ کر کہتے تھے کہ مولا یہ میری طرف سے اور اُمت کی طرف سے ہے اسے قبول فرما، یہ ہے ایصال ثواب۔

﴿مراۃ ج ۸ ص: ۲۲۸﴾

غزوہ خندق میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی دعوت

عَن أنس بن مالك رضى الله عنه قال:قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ قَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِى وَرَدَّتْنِى بِبَعْضِهِ ثُمَّ أرْسَلَتْنِى إلَى رسولِ الله ﷺ فَذَهَبْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ رسولَ اللهِ ﷺ جَالِسًا فِى الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ اَلِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهُ قُوْمُوْا قَالَ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رسولُ الله ﷺ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رسولَ الله ﷺ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ هَلُمِّى مَا عِنْدَكِ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَاشَاءَ اللهُ اَنْ يَقُوْلَ ثُمَّ قَالَ اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ حَتّٰى اَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا اَوْ ثَمَانُوْنَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ نے ام سلیم سے کہا: میں نے

رسول اللہ ﷺ کی آواز میں نقاہت محسوس کی ہے لگتا ہے آپ کو بھوک لگی ہے کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے، انہوں نے کہاہاں! پھر انہوں نے جو کی کچھ روٹیاں نکال کران کو اپنے دوپٹے میں لپیٹا، اور اُن کو میرے کپڑوں کے نیچے چھپادیا، اور کپڑے کا کچھ حصہ مجھ پر ڈال دیا، پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیا، حضرت انس کہتے ہیں کہ میں ان روٹیوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا، میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ کچھ صحابہ بھی تھے، میں اُن کے پاس کھڑا ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہاہاں! آپ نے فرمایا: کیا کھانے کے لئے؟ میں نے کہا ہاں! رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے کہا چلو۔

حضرت انس کہتے ہیں حضور ﷺ روانہ ہوئے اور میں اُن کے آگے آگے چل پڑا، حتیٰ کہ میں نے حضرت ابوطلحہ کے پاس جا کران کو یہ خبر دی، حضرت ابوطلحہ نے کہا: اے ام سلیم رسول اللہ ﷺ تو سب لوگوں کو لے کر آگئے ہیں لیکن ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ ان کو کھلاسکیں، انہوں نے کہا اللہ اوراس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر حضرت ابوطلحہ نے آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کا استقبال کیا، رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ آئے حتیٰ کہ وہ دونوں گھر میں داخل ہوگئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ لے آؤ! وہ جا کران روٹیوں کو لے آئیں، رسول اللہ ﷺ نے ان روٹیوں کو توڑنے کا حکم دیا، سو ان کو توڑا گیا (یعنی ان کے ٹکڑے کئے گئے) حضرت ام سلیم کے پاس گھی کا ایک ٹپہ تھا وہ انہوں نے ان روٹیوں پر نچوڑ دیا وہ سالن کے قائم مقام ہوگیا، پھر اُس میں رسول اللہ ﷺ نے وہ پڑھا جس کا پڑھنا اللہ نے چاہا پھر فرمایا: دس آدمیوں کو آنے کی اجازت دو، سو انہوں نے دس آدمیوں کو اجازت دی انہوں نے کھانا کھایا حتیٰ کہ سیر

ہوگئے اور پھر چلے گئے، پھر فرمایا: دس آدمیوں کو آنے کی اجازت دو، پھر انہوں نے کھایا اور سیر ہو کر چلے گئے، پھر فرمایا: دس آدمیوں کو آنے کی اجازت دو، (یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا) حتیٰ کہ پوری قوم کھا کر سیر ہوگئی اور ان کی کل تعداد ستر یا اسی تھی۔

﴿مسلم حدیث: ۲۰۴۰ کتاب الاشربۃ ☆ مشکوٰۃ حدیث ۵۹۰۸ کتاب لفضائل باب المعجزات﴾

اس سے ثابت ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر کچھ پڑھنا قرآن مجید وغیرہ سنت ہے ہم فاتحہ میں یہی کرتے ہیں کہ کھانا سامنے رکھ کر آیاتِ قرآنیہ دعائیں درود شریف وغیرہ پڑھتے ہیں ایصالِ ثواب کرتے ہیں یہ ممنوع یا شرک نہیں۔

یہاں مسجد سے مسجد نبوی مراد نہیں کیونکہ یہ واقعہ غزوۂ خندق کا ہے بلکہ مسجد سے مراد وہ جگہ ہے جو اُس دن نماز کے لئے وہاں میدان میں مقرر کی گئی تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ مجمع دیکھ کر روٹیاں پیش کرنے کی ہمت نہ کی کہ پونجی تھوڑی مقام شاندار عُشاق کی بھیڑ بہت زیادہ تھی مگر وہاں کون سی چیز مخفی تھی جسے عرش وفرش کی خبر ہے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بغل کی روٹیوں کی خبر کیوں نہ ہو سب کچھ بتادیا کہ تم کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے روٹیاں دے کر بھیجا ہے۔ ﴿مرآۃ جلد ۸/۲۱۷﴾

اس سے ملتی جلتی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس میں ہزار آدمیوں کا ذکر ہے

﴿مسلم حدیث: ۲۰۳۹ کتاب الاشربۃ﴾

﴿مشکوٰۃ حدیث ۵۸۷۷ کتاب الفضائل باب المعجزات﴾

﴿باب نمبر:٦﴾

کھانے پر غیراللہ کا نام

میں نے ایک عالم سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک جس کھانے پر قرآن پڑھا جائے تو وہ حرام ہوجاتا ہے تو پھر بسم اللہ کیوں پڑھتے ہو وہ بھی تو قرآن کی آیت ہے اگر ایک آیت پڑھی گئی تو کھانا حرام نہیں ہوا بلکہ بابرکت ہوگیا اگر سورۂ فاتحہ یا سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھ دی جائے تو کھانا حرام کیسے ہوگیا بلکہ اور زیادہ بابرکت ہونا چاہئے تو اُس نے کہا قرآن پڑھنے سے کھانا حرام نہیں ہوتا تم اُس پر جو غیراللہ کا نام لیتے ہو اس سے حرام ہوتا ہے میں نے کہا آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ تو انہوں نے قرآن کی یہ آیت پڑھی۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ

اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو۔

گیارھویں پر بھی غیراللہ کا نام آتا ہے لہٰذا وہ بھی حرام ہے۔

میں نے کہا ہمارا صرف اس آیت پر ایمان نہیں بلکہ پورے قرآن پر ایمان ہے قرآن اپنی تفسیر آپ کرتا ہے اس لئے قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے گی اور سید المفسرین اور امام المفسرین حضور ﷺ ہیں اس لئے قرآن کی تفسیر حدیث سے کی جائے گی اور اگر اپنی رائے سے تفسیر کی جائے تو ہر چیز حرام ہوجائے گی مثلاً اس آیت میں فرمایا گیا ہے مردار اور خون حرام ہیں تو کیا ہر مردار اور خون حرام ہے؟ ہرگز نہیں

مردہ مچھلی اور ٹڈی حلال ہیں حالانکہ وہ بھی مردار ہیں اسی طرح بہتا ہوا خون حرام ہے جما ہوا خون حلال ہے جیسے کلیجی اور تلی حالانکہ وہ بھی خون ہیں قرآن نے خود اس کی تفسیر کردی ہے اور فرمایا: اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا بہتا ہوا خون حرام ہے۔

﴿سورہ الانعام آیت:۱۴۵﴾

دو مردے اور دو خون حلال ہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قال قال رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:
اُحِلَّتْ لَنَا مَیْتَتَانِ وَدَمَانِ فَاَمَّا الْمَیْتَتَانِ: فَالْحُوْتُ وَالْجَرَادُ،
وَاَمَّا الدَّمَانِ : فَالْکَبِدُ وَالطِّحَالُ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے دو مردے اور دو خون حلال کئے گئے ہیں دو مردے تو مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہے۔ ﴿احمد:۵۶۹۰ ☆ مشکوٰۃ حدیث ۴۱۳۲ کتاب الصید باب ما یحل اکلہ﴾

جب میں نے یہ حدیث بیان کی تو عالم صاحب کہنے لگے میں اس حدیث کو تو مانتا ہوں لیکن ''وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ'' تو عام ہے اس میں کسی قسم کی تخصیص نہیں اس کا یہی ترجمہ ہے اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو وہ حرام ہے

میں نے کہا یہ آیت کس سورت کی ہے۔ کہنے لگے سورہ البقرہ آیت ۱۷۳۔

قرآنی سورتوں پر غیر اللہ کا نام

میں نے کہا: مجھے بتاؤ بقرہ کا معنی کیا ہے۔ کہنے لگے، گائے۔ میں نے کہا: گائے اللہ ہے یا غیر اللہ؟

اسی طرح اگلی سورت کا نام ہے آلِ عمران پھر اُس کے بعد ہے سورہ نساء، سورہ یوسف، سورہ محمد، سورہ ابراہیم وغیرہ وغیرہ یہ سب اللہ ہیں یا غیر اللہ؟ آپ کے ترجمہ کے مطابق جس پر غیر اللہ کا نام آ جائے وہ چیز حرام ہو جاتی تو پھر قرآن کی سورتوں کے نام غیر اللہ کے نام پر کبھی نہ رکھے جاتے۔

کتبِ حدیث پر غیر اللہ کا نام

قرآن کے بعد حدیث کا نمبر آتا ہے پہلی کتاب کا نام ہے بخاری دوسری مسلم تیسری ابوداود چوتھی ترمذی پانچویں نسائی اور چھٹی ابن ماجہ وغیرہ وغیرہ، یہ سب اللہ ہیں یا غیر اللہ آپ کے ترجمہ کے مطابق جس پر غیر اللہ کا نام آ جائے وہ حرام ہو جاتی تو پھر حدیث کی کتابوں کے نام غیر اللہ کے نام پر کبھی نہ رکھے جاتے۔

مسجدوں پر غیر اللہ کا نام

اُس کے بعد مسجدیں آتی ہیں مسجد نبوی، مسجد قبا، مسجد قبلتین، مسجد ابوبکر، مسجد عمر، مسجد عثمان، مسجد علی، مسجد اہل حدیث، مسجد فیصل مدرسہ دیوبند اور مدرسہ سلفیہ وغیرہ یہ سب اللہ ہیں یا غیر اللہ؟ آپ کے ترجمہ کے مطابق جس پر غیر اللہ کا نام آ جائے وہ حرام ہو جاتی تو پھر مسجدوں اور مدرسوں کے نام غیر اللہ کے نام پر کبھی نہ رکھے جاتے۔

ملک شہر اور گاؤں پر غیر اللہ کا نام

اسی طرح کسی شہر کا نام کراچی ہے کسی کا لاہور فیصل آباد وغیرہ ہے اسی طرح مکان اور دکانیں اُن کے مالکوں کے نام پر پکاری جاتی ہیں اسی طرح ملکوں کے نام غیر اللہ کے نام پر ہیں پاکستان افغانستان سعودی عرب ایران عراق مصر وغیرہ وغیرہ

کسی ملک کا نام اللستان نہیں ہے۔
یہ سب اللہ ہیں یا غیر اللہ؟ آپ کے ترجمہ کے مطابق جس چیز پر غیر اللہ کا نام آ جائے وہ حرام ہو جاتی تو پھر ملکوں کے نام غیر اللہ کے نام پر کبھی نہ رکھے جاتے اس لئے آپ کے لئے بہتر یہی ہے کہ آپ ملک کا نام بدلیں یا پھر ہمارا پاکستان چھوڑ دیں کیونکہ یہ تو آپ کے بقول غیر اللہ کے نام کی وجہ سے حرام ہو گیا ہے۔

بندوں پر غیر اللہ کا نام

اس طرح تو جس چیز پر غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ اگر حرام ہو جائے تو پھر آپ کی بیوی بھی آپ پر حرام ہو جائے گی اگر کوئی پوچھے یہ عورت کس کی بیوی ہے تو کہہ دیا کرو کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے ویسے رہتی میرے گھر میں ہے خرچہ میرے ذمہ ہے کیونکہ جب اُس پر آپ کا نام پکارا جائے گا تو آپ چونکہ غیر اللہ ہیں وہ اُسی وقت حرام ہو جائے گی اسی طرح اگر کوئی بچوں کے متعلق سوال کرے تو کہہ دیا کرو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کس کے ہیں ویسے جیب خرچ اور روٹی پانی میں دیتا ہوں۔
ناراض ہو کر کہنے لگے آپ زیادتی کر رہے ہیں میرا مطلب یہ نہیں تھا آپ بات دوسری طرف لے گئے میرا مطلب یہ تھا کہ کھانے یا بکرے پر غیر اللہ کا نام آنے سے یہ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔
میں نے کہا یعنی آپ نے تسلیم کر لیا ہے کہ اس آیت کا ترجمہ مطلق نہیں مقید ہے اسی طرف میں آپ کو لانا چاہتا تھا آپ کھانے کی قید لگاتے ہیں ہم وقت ذبح کی قید لگاتے ہیں اور کہتے ہیں اگر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے اور اُس کے پہلے یا بعد میں جس آدمی کو ثواب پہنچانا مقصود ہو اُس کا نام لیا جائے تو جائز ہے ہرگز حرام نہیں ہوتا اور یہی ترجمہ تمام مفسرین نے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کیا ہے "وآنچہ آواز بلند

کردہ شود در ذبح وے بغیر خدا"

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ الله والمراد الذبح على اسم الأصنام۔

بتوں کے نام پر ذبح کرنا مراد ہے ﴿تفسیر روح المعانی﴾

"تفسیر خازن"، "بیضاوی"، "مدارک"، "مظہری" وغیرہ میں بھی اسی طرح ہے ایصال ثواب اور گیارھویں شریف کے لئے جو بکرا ذبح کیا جاتا ہے اُس پر بھی ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہا جاتا ہے لہٰذا وہ کھانا بالاتفاق مفسرین حلال اور جائز ہے اب اگر کوی اہل قرآن ہو تو اُس کے قرآن اور اگر کوئی اہل حدیث ہو تو اُس کے لئے احادیث پیش کی جاتی ہیں تا کہ جو قرآن کو نہ مانے صرف اپنے مولوی کی مانے وہ منکر قرآن ٹھہرے اور جو حدیث نہ مانے منکر حدیث ٹھہرے۔

جانور کی زندگی میں اس پر کسی کا نام پکارنا اسے حرام نہیں کرادیتا

آیت نمبر ا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا جَعَلَ اللهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔

﴿سورہ المائدہ آیت:۱۰۳، پارہ:۷، رکوع:۴﴾

ترجمہ:- اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چرا ہوا اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور ان میں اکثر نرے بے عقل ہیں۔

یہ چار جانور وہ تھے جنہیں مشرکین عرب بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے پھر ان کا

گوشت حرام سمجھتے تھے ان کی تردید میں یہ آیت اتری اللہ تبارک وتعالیٰ نے بتادیا ان جانوروں کا گوشت حرام نہیں ہوگیا بلکہ حلال ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ جانور کی زندگی میں اس پر کسی کا نام پکارنا اسے حرام نہیں کرادیتا ہاں ذبح کے وقت غیر خدا کا نام پکارنا حرام کردے گا ﴿وما اهل به لغير الله﴾ کا یہی مطلب ہے اگر یہ جانور حرام ہو جاتے تو پھر کافر سچے تھے۔ معلوم ہوا ایسے جانوروں کو حرام سمجھنا کفار کا طریقہ ہے۔ صحابہ کرام جہاد میں کفار کے ہر قسم کے مال پر قبضہ کرتے تھے جن میں یہ جانور ضرور ہوتے تھے مگر سب کو غنیمت بنا کر آپس میں تقسیم کر لیتے تھے کوئی تحقیق نہ فرماتے تھے۔
﴿تفسیر نور العرفان ص:۱۹۷-۱۹۸﴾

حافظ ابن حجر عسقلانی نے **مَا جَعَلَ** کا ترجمہ کیا ہے **"مَا حَرَّمَ"** یعنی اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو حرام نہیں کیا۔ ﴿فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد۸ ص:۲۸۳﴾

اس بات کی دلیل کہ بحیرہ سائبہ وغیرہ جانور بتوں کے نام پر نامزد ہوتے تھے بخاری شریف میں ہے ﴿**اَلْبَحِيْرَةُ الَّتِى يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيْتِ وَلَا يَحْلُبُهَا اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ، وَالسَّائِبَةُ التى كَانُوا يُسَيِّبُوْنَهَا لِاٰلِهَتِهِمْ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ**۔﴾ [بخاری حدیث ۳۵۲۱ کتاب المناقب مسلم ۲۸۵۶]

بحیرہ وہ جانور ہے جس کا دودھ بتوں کے نام پر روک لیا جائے یعنی کوئی اس کا دودھ نہ دوہے اور سائبہ وہ جانور ہے جس کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے ہیں اُس پر سامان نہیں رکھا جاتا۔ (ترجمہ از وحید الزماں وہابی تیسر الباری جلد۲ ص:۱۱۶)

معلوم ہوا کہ سائبہ، وصیلہ وہی جانور ہیں جن کو وہ بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ان جانوروں کو اللہ نے حرام کیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو حرام نہیں کیا۔ان بتوں کے نام پر نامزد جانوروں کو جب اللہ نے حرام نہیں کیا بلکہ ان جانوروں کو پاکیزہ رزق قرار دیا ہے تو گیارھویں پیر کے نام ایصالِ ثواب کی چیز

کیسے حرام ہو جائے گی۔

قاضی شوکانی غیر مقلد اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

عن مجاهد فى قوله ﴿سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا﴾ هذا قول قريش أن الله حرم هذا – اى البحيرة والسائبة، والوصيلة والحام۔

حضرت امام مجاہد فرماتے ہیں کہ قریش کہتے تھے کہ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام ان جانوروں کو اللہ نے حرام کیا ہے۔ (تفسیر فتح القدیر جلد۲ص:۱۷۶)

اگر جانور پر بت کا نام آنے سے جانور حرام نہیں ہوتا تو ایصالِ ثواب کے لئے کسی بھی چیز پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام آ جائے وہ کس طرح حرام ہو سکتی ہے حالانکہ بت دشمنِ خدا ہے اور غوث پاک محبوبِ خدا۔

آیت نمبر۲

﴿قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا﴾

﴿پارہ۸سورۃ الانعام:۱۵۰﴾

ترجمہ:- آپ فرمائیے لاؤ اپنے گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ نے حرام کیا اسے۔

مکہ کے مشرک اپنے کچھ مخصوص جانوروں کو بتوں کے نام پر نامزد کر کے چھوڑ دیتے تھے۔ پھر ان کا دودھ پینا۔ ان کا گوشت کھانا حرام سمجھتے تھے خداوند کریم نے اُن کی تردید یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

غیر مقلد عالم احمد حسن صاحب دہلوی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

آگے فرمایا کہ اے اللہ رسول کے ان لوگوں سے یہ بھی کہہ دو کہ آسمانی کتاب کی سند یہ لوگ اپنے ڈھنگوں کے اچھے ہونے پر نہیں پیش کر سکتے تو اپنے کلام کی تائید میں کوئی گواہ لائیں جو آن کر یہ کہدے کہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کے نام کے جانوروں کو

حرام کیا ہے۔ ﴿احسن التفاسیر جلد۲ ص:۲۱۴﴾

آیت نمبر۳

ارشادِ ربانی ہے......

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللهِ الَّتِیٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ ﴿پارہ ۸ سورۃ الاعراف:۳۲﴾

آپ فرمایئے کس نے حرام کیا اللہ کی زینت کو جو پیدا کی اس نے اپنے بندوں کے لئے اور کس نے حرام کئے لذیذ پاکیزہ کھانے۔ آپ فرمایئے یہ چیزیں ایمان والوں کے لئے ہیں۔

یہ پاکیزہ کھانے کن کو کہا گیا ہے۔ ابن جریر میں ہے

وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ۔ وهو ماحرم اهل الجاهلية عليهم من اموالهم من البحيرة والسائبة والوصيلة والحام۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں لذیذ پاکیزہ کھانے ان جانوروں کو کہا گیا ہے جن کو اہل جاہلیت نے اپنے آپ پر حرام کر دیا تھا یعنی بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام۔ ﴿تفسیر ابن جریر جلد ۸ ص:۱۲۱﴾

آیت نمبر۴

ارشادِ ربانی ہے......

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الارض حَلٰلًا طَیِّبًا
وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ
﴿پارہ ۲ سورہ البقرہ:۱۶۸﴾

اے انسانو! کھاؤ اس میں سے جو زمین میں ہے حلال اور پاکیزہ چیزیں اور شیطان کے قدموں پر قدم نہ رکھو۔

اس آیت کریمہ میں ''حلال طیب'' کس چیز کو کہا گیا ہے دیگر مفسرین کے علاوہ وہابیہ کے عالم احمد حسن دہلوی لکھتے ہیں۔

''مشرکین مکہ نے اپنے رسم رواج کے طور پر بعضے جانوروں کو اپنے اوپر حرام ٹھہرا لیا تھا'' ﴿احسن التفاسیر جلد اص: ۱۴۰﴾

تفسیر ابن کثیر میں ہے

ونهاهم عن اتباع خطوات الشيطن وهى طرائقه ومسالكه فيما اضل اتباعه فيه من تحريم البحائر والسوائب والوصائل ونحوها

اللہ تعالیٰ نے شیطان کے طریقہ اور مسلک کی اتباع سے انسانوں کو منع فرمایا ہے۔ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ وغیرہ جانوروں کو حرام قرار دینا یہ شیطان کا طریقہ ہے اور اس نے اپنے پیروکاروں کو اس مسئلہ میں بھی گمراہ کر رکھا ہے۔

﴿تفسیر ابن کثیر جلد اص: ۲۰۳-۲۰۹﴾

دلائل قاہرہ سے معلوم ہوا کہ بتوں کے نام پر نامزد جانور حرام نہیں ہیں اس کو حرام سمجھنا شیطان کے چیلوں کا کام ہے اللہ تعالیٰ تو ان جانوروں کو حلال طیب کہہ رہا ہے۔ اللہ کے نام پر ان جانوروں کو ذبح کر کے کھایا جا سکتا ہے تو ایصال ثواب کیلئے غوث پاک کے نام کی گیارھویں شریف کس طرح حرام ہو سکتی ہے۔

سوال:- کھانے سے پہلے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے پر کیا دلیل شرعی ہے؟

جواب:- اس پر متعدد احادیث پہلے بیان ہو چکی ہیں ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

ثُمَّ رَفَعَ رسولُ الله ﷺ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلَى آلِ سَعْدٍ ثُمَّ اَصَابَ رَسُولُ الله ﷺ مِنَ الطَّعَامِ

پھر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی: اے اللہ سعد بن عبادہ کے گھر والوں کو رحمت و برکت عطا فرما اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کھانا تناول فرمایا۔

﴿ابوداؤد کتاب الادب باب کم مرۃ یسلم الرجل فی الاستیذان حدیث نمبر ۱۱۵۱۴﴾

حدیث میں ایصالِ ثواب والی چیز پر غیر اللہ کا نام

آیئے آپ کو یہ بھی دکھاتا چلوں کہ ایصال ثواب والی چیز پر غیر اللہ کا نام حدیث میں بھی موجود ہے۔

اس سے قبل حدیث نمبر ۲۱، ۲۲ گذر چکی ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اُمِ سعد وفات پا گئیں ہیں تو اب کونسا صدقہ بہتر ہے فرمایا: پانی لہٰذا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوایا اور فرمایا یہ کنواں اُمّ سعد کا ہے۔ نسائی میں ہے حضرت حسن بصری کہتے ہیں......

فَتِلْكَ سِقَايَةُ سَعْدٍ بِالْمَدِيْنَةِ یہ حضرت سعد کی سبیل مدینہ میں ہے۔

﴿ابوداود کتاب الزکوۃ الحدیث: ۱۶۸۱ نسائی حدیث: ۳۶۰۴، ۳۶۰۶ کتاب الوصایا﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے کون اس کا ضامن بنتا ہے کہ مسجد عشار میں میرے لئے دو چار رکعتیں پڑھ دے اور کہہ دے کہ یہ نماز ابو ہریرہ کی ہے۔

﴿ابوداؤد حدیث: ۴۳۰۸ ☆ مشکوۃ حدیث ۵۴۳۴ کتاب الفتن باب الملاحم﴾

قربانی کے جانور پر غیر اللہ کا نام

عن عائشة رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِي سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ فَأُتِيَ بِهٖ لِيُضَحِّيَ بِهٖ فَقَالَ لَهَا يَا عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا هَلُمِّي الْمُدْيَةَ ثُمَّ قَالَ اشْحَذِيْهَا بِحَجَرٍ فَفَعَلَتْ ثُمَّ أَخَذَهَا وَأَخَذَ الْكَبْشَ فَأَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ ثُمَّ قَالَ: بِسْمِ اللهِ اللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ

مُحَمَّدٍ و آلِ مُحمدٍ و مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحّٰی بِہٖ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سینگوں والا مینڈھا لانے کا حکم دیا، جس کے ہاتھ پیر اور آنکھیں سیاہ ہوں سو قربانی کے لئے ایسا مینڈھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کر دیا گیا، آپ نے فرمایا اے عائشہ! چھری لاؤ، پھر فرمایا: اس کو پتھر سے تیز کرو میں نے اس کو تیز کیا پھر آپ نے چھری لی، مینڈھے کو پکڑا، اُس کو لٹایا اور ذبح کرنے لگے پھر کہا (بِسْمِ اللہِ اللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ و آلِ مُحمدٍ و مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ) اللہ کے نام سے، اے اللہ! محمد، آلِ محمد اور امت محمد کی طرف سے اس کو قبول فرما پھر اس کی قربانی کی

﴿مسلم حدیث (١٩٦٧) مشکوٰۃ حدیث (١٤٥٤) کتاب الصلاۃ باب فی الأضحیۃ﴾

یعنی قربانی کے ثواب میں انہیں بھی شریک فرمادے اس سے معلوم ہوا کہ اپنے فرائض وواجبات کا ثواب دوسروں کو بخش سکتے ہیں اس میں کمی نہیں آسکتی، یہ حدیث کھانا سامنے رکھ کر ایصالِ ثواب کرنے کی قوی دلیل ہے کہ بکرا سامنے ہے اور حضور اس کا ثواب اپنی آل اور امت کو بخش رہے ہیں۔ ﴿مراۃ ج ٢ ص: ٣٦٨﴾

نیز اس بکرے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی آل پاک اور تمام امت کا نام آیا ہے اگر ایصالِ ثواب کی غرض سے بکرے پر صرف حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا نام آنے سے بکرا اور گیارھویں کا کھانا حرام ہو جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قربانی کے بکرے پر اپنی آل اور امت کا نام کبھی لیتے اور یہ قربانی اُس دن ہوئی جب دن دسواں رات گیارھویں تھی اور حضور غوث پاک آل پاک میں شامل ہیں اس سے معلوم ہوگیا کھانے وغیرہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما اور حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا نام لینا امام الانبیاء کی سنت ہے۔

کھانے پر قرآنی آیات پڑھنا

عن جابر رضی اللہ عنہ قال: ذبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الذبح کبشین اقرنین املحین موجئین فلما وجھھما قال: انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض علی ملۃ ابراھیم حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین اللھم منک ولک عن محمد وامتہ باسم اللہ واللہ اکبر ثم ذبح. وفی روایۃ وقال: بسم اللہ واللہ اکبر ھذا عنی وعمن لم یضح من امتی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قربانی کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسینگوں والے سرمئی خصی مینڈھے ذبح کئے جب آپ نے ان کو قبلہ کے رخ پر لٹایا تو یہ دعا پڑھی: میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے ملت ابراہیم پر ایک اسی کا ہوکر اور میں مشرکوں میں نہیں ☆ میری نماز میری قربانیاں اور میرا جینا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہان کا ☆ اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں ☆ الٰہی یہ تجھ سے ہے اور تیرے لئے ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کی طرف سے۔ بسم اللہ واللہ اکبر پھر ذبح کیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہا: بسم اللہ واللہ اکبر الٰہی یہ میری طرف سے اور میرے امت کے اُن لوگوں طرف سے جو قربانی نہ کرسکیں۔

﴿ابوداؤد:۲۷۹۵،۲۸۱۰ ☆ ترمذی:۱۵۲۱ ☆ ابن ماجہ حدیث:۲۱۲۱﴾

﴿مشکوۃ حدیث:۱۴۶۱ کتاب الصلاۃ باب فی الاضحیۃ﴾

اس روایت میں طعام پر قرآن مجید کی تلاوت اور ایصال ثواب کا واضح ثبوت

ہے۔ حضور ﷺ نے اس قربانی پر تین آیات پڑھی ہیں (سورۃ الانعام:۷۹،۱۶۲،۱۶۳)
اگر گوشت پر قرآن پڑھنا جائز ہے تو ایصال ثواب کے پکے ہوئے بکرے اور کھانے
پر بھی قرآن پڑھنا جائز ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اس قربانی پر اپنا اور پوری امت کا نام لیا ہے اگر غیر اللہ کا نام
لینے سے کھانا حرام ہو جاتا تو نبی کریم ﷺ اُس بکرے پر پوری اُمت کا نام کبھی نہ لیتے۔

کھانے پر آیۃ الکرسی پڑھنے سے کھانے میں برکت

عن عائشة رضی اللہ عنہا أنّ رُجُلًا أتَى النَّبِيَّ ﷺ فَشَكَا إليهِ أنَّ مافي بيْتِهِ
مَمْحُوْقٌ مِنَ الْبَرَكَةِ فَقَالَ أين أنتَ مِنْ آيةِ الكرسي ما تُلِيَتْ عَلَى طعامٍ
ولا إدامٍ إلّا أنْمَى اللهُ بَرَكَةَ ذلك الطعام والإدام

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے
شکایت کی کہ یارسول اللہ علیک الصلوۃ والسلام! گھر میں جو کچھ ہے اس میں برکت ختم ہوگئی ہے تو
آپ ﷺ نے فرمایا تم آیت الکرسی کی تلاوت سے کیوں غافل ہو یہ جس بھی کھانے یا
سالن پر پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ اُس کھانے اور سالن میں برکت زیادہ کر دیتا ہے۔

﴿تفسیر در منثور: آیت الکرسی کی تفسیر پارہ نمبر ۳/از علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ﴾

اس حدیث سے کھانا آگے رکھ کر قرآن پڑھنے کا ثبوت بھی ہوگیا۔ کہ یہ ختم شریف
بدعت نہیں ہے بلکہ حدیث سے ثابت ہے اس سنت پر عمل کرنے سے کھانے میں برکت ہو
جاتی ہے اور سو شہید کا ثواب بھی ملتا ہے۔

کوئی وہابی جنت میں نہیں جا سکتا

کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ جس چیز پر غیر اللہ کا نام آ جائے وہ حرام ہو جاتی ہے اسی لئے وہ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی طرف منسوب چیز اور ایصال ثواب ختم وغیرہ کو حرام کہتے ہیں حالانکہ ان کا یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی ادا کی اور اس پر اپنا، اپنی آل اور اپنی امت کا نام لیا اگر کھانے پر نام آنے سے وہ چیز حرام ہو جاتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نہ فرماتے ﴿اللھم تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وآل محمد ومن امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم﴾ (مسلم شریف) اگر یہ لوگ اپنے عقیدہ پر پکے ہیں کہ غیر اللہ کا نام آنے سے چیز حرام ہو جاتی ہے پھر جنت ان پر حرام ہے کیونکہ جنت کے ہر دروازہ پر اور جنت کے درختوں کے پتوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا ہوا ہے۔ اب اگر عقیدہ بچاتے ہیں تو جنت جاتی ہے اور اگر جنت حاصل کرنی ہے تو عقیدہ قربان کرنا پڑے گا۔ اسی لئے علامہ اقبال نے کہا......

دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامانِ موت
فیصلہ تیرا تیرے ہاتھ میں ہے دل یا شکم

معلوم ہوا کہ ان کا عقیدہ مردہ، بناوٹی اور خود ساختہ ہے جس کو حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہمارا عقیدہ زندہ عقیدہ ہے جو حشر میں بھی کام آئے گا اب ایمان افروز اور باطل سوز حدیث سنئے اور ایمان کو تازہ کیجئے۔

امام الوہابیہ اپنی کتاب ''فتاوی ابن تیمیہ'' میں حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رَسُوْلَ للہ صلی اللہ علیہ وسلم مَتی کُنْتَ نَبِیًّا قال لَمَّا خلقَ اللہُ الارضَ واستوی الی السماء فسواھن سبع سماوات وخلق العرش کتب علی ساق العرش محمدٌ رسولُ اللہ خاتم الانبیاء وخلق

الجنة التی اسکنها آدم وحوا فکتب اسمی علی الابواب والاوراق والقباب والخیام وآدم بین الروح والجسد فلما احیاه الله تعالی نظر الی العرش فرای اسمی فاخبره الله انه سید ولدك فلما غرهما الشیطان تابا واستشفعا باسمی الیه۔

یارسول اللہ! آپ کب کے نبی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے زمینوں کو پیدا کیا اور آسمانوں کا ارادہ کر کے ان کو سات عدد بنایا اور عرش کو پیدا کر کے اس کی ساق پر محمد رسول الله خاتم الانبیاء لکھ دیا پھر اس جنت کو پیدا کیا جس میں حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کو رکھا پس جنت کے دروازوں، پتوں، قبوں اور خیموں پر میرا نام لکھا۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام جسم اور روح کے مابین تھے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حیات بخشی تو انہوں نے عرش کی طرف دیکھا تو میرے نام پر نظر پڑی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو خبر دی کہ یہ تمہاری اولاد کے سردار ہوں گے۔ پھر جب شیطان نے آپ کو لغزش دی تو آپ نے توبہ کی اور میرے نام کے ذریعہ اللہ کی بارگاہ میں شفاعت طلب کی۔ ﴿الفتاوی جلد۲ ص ۱۵۰﴾

یہ حدیث علوی مالکی صاحب کی کتاب ''المفاہیم'' میں درج ہے جس کتاب پر تمام عرب وعجم کے علماء کی تقریظات ہیں اور اس کا ترجمہ انیس احمد دیوبندی نے کیا ہے اور اس پر مترجم نے لکھا ہے'' دنیا بھر کے جید علماء کرام اور پاکستان کے بڑے بڑے علماء دیوبند کی مصدقہ کتاب''

بہرحال اس سے ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی نہ صرف جنت بلکہ عرش پر بھی لکھا ہوا ہے اسکے لکھنے میں یہی حکمت ہو سکتی ہے تاکہ حضور کا کوئی گستاخ جنت میں نہ جا سکے۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
اللہ ، اللہ شاہِ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

کوئی کسی کے مکان پر اپنا نام نہیں لکھ سکتا کیونکہ وہ اس کا مالک نہیں ہوتا نام وہی لکھے گا جو اس کا مالک ہوگا تو جب سرکار کا نام عرش پر، جنت کے ہر دروزے اور جنت کے پتوں اور خیموں پر لکھا ہوا ہے تو اس کا مطلب یہی ہے آپ مالک جنت بلکہ قاسم جنت یعنی جنت تقسیم فرمانے والے ہیں تو وہ لوگ جنت میں کیسے جا سکتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کا مالک نہیں سمجھتے بلکہ وہ بتوں کے متعلق نازل ہونے والی آیات پڑھ کر کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں جنت میں وہی جائے گا جس کا یہ عقیدہ ہو......

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں ہے میرا تیرا

اولیاءاللہ کے نام کا جانور

مسئلہ:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ ”زید نے ایک بکرا، ”میاں کا“ اور عمرو نے ایک گائے ”چہل تن کی“ اور مرغ ”مدار کا پالا“ اور پال کر اُن کو ”باتکبیر“ ذبح کیا یا کرایا، اس کا کھانا، مسلمان کو ”عندالشرع جائز ہے یا نہیں“

بینوا توجروا۔

از لشکرِ گوالیار ڈاک دربار بجوابِ سوال مولوی نورالدین صاحب اوائل ذی قعدہ ۱۳۱۵ھ

الجواب:-حامدا لك ومصليا ومسلما على حبيبك واله يا وهاب اللهم هداية الحق والصواب اقول وبالله التوفيق۔

حق مسئلے میں یہ ہے کہ حلت وحرمت ذبیحہ میں حال وقول ونیت ذابح کا اعتبار ہے نہ مالک کا مثلاً مسلمان کا جانور کوئی مجوسی ذبح کرے تو حرام ہوگیا اگر چہ مالک مسلم تھا اور مجوسی کا جانور مسلم ذبح کرے تو حلال اگر چہ مالک مشرک تھا۔ یا زید کا جانور عمرو ذبح کرے اور قصداً تکبیر نہ کہے حرام ہوگیا اگر چہ مالک برابر کھڑا سو بار بسم اللہ اللہ اکبر کہتا رہے اور ذابح تکبیر سے ذبح کرے تو حلال اگر چہ مالک ایک بار بھی نہ کہے۔

ذابح کلمہ گو نے غیر خدا کی عبادت وتعظیم مخصوص کی نیت سے ذبح کیا تو حرام ہوگیا اگر چہ مالک کی نیت خاص اللہ عزوجل کے لئے ذبح کی تھی یونہی ذابح نے خاص اللہ عزوجل کے لئے ذبح کیا تو حلال اگر چہ مالک کی نیت کسی کے واسطے کی تھی۔

تمام صورتوں میں حال ذابح کا اعتبار ماننا اور اس شکل خاص (یعنی اولیاء کرام کے ایصال ثواب کے لئے جانور ذبح کرنے والی صورت) میں انکار کرنا محض تحکم باطل ہے جس پر شرع مطہر سے اصلاً دلیل نہیں۔

پھر مسلمان ذابح کی نیت بھی وقت ذبح کی معتبر ہے اس سے قبل وبعد کا اعتبار نہیں، ذبح سے ایک آن پہلے تک خاص اللہ عزوجل کے لئے نیت تھی ذبح کرتے وقت غیر خدا کے لئے جان دی ذبیحہ حرام ہوگیا وہ پہلی نیت کچھ نفع نہ دے گی یوہیں اگر ذبح سے پہلے غیر خدا کے لئے ارادہ تھا ذبح کے وقت اس سے تائب ہوکر مولیٰ تبارک وتعالیٰ کے لئے اراقتِ دم کی (خون بہایا) تو حلال ہوگیا یہاں وہ پہلی نیت کچھ نقصان نہ دے گی۔ ردالمحتار میں ہے "اِعْلَمْ اَنَّ الْمَدَارَ عَلَى الْقَصْدِ عِنْدَ اِبْتِدَاءِ

الذبح" جان لو کہ ارادہ کا دارومدار ذبح کی ابتداء کے وقت ہے۔

﴿جلد ۵ کتاب الذبح: ۲۱۷﴾

غرض ہر عاقل جانتا ہے کہ تمام افعال میں اصل نیت مقارنہ ہے (یعنی فعل سے ملی ہوئی نیت) نماز سے پہلے خدا کے لئے نیت تھی تکبیر کہتے وقت دکھاوے کے لئے پڑھی قطعاً مرتکب کبیرہ ہوا اور نماز نا قابل قبول اور اگر دکھاوے کے لئے اٹھا تھا نیت باندھتے وقت تک یہی قصد تھا جب نیت باندھی قصدِ خالص رب جل وعلا کے لئے کرلیا تو بلا شبہ وہ نماز پاک وصاف وصالح قبول ہوگئی۔ اور ذبح سے پہلے کی شہرت و پکار کا کچھ اعتبار نہیں نا فع نفع دے نہ مضر ضرر خصوصاً جب کہ پکارنے والا غیر ذابح ہو کہ اسے تو اس باب میں کچھ دخل ہی نہیں۔

پھر اضافت (یعنی ایک چیز کو دوسری کی طرف منسوب کرنا) معنیٔ عبادت میں منحصر نہیں کہ خواہی نخواہی (یعنی زبردستی) مدار کے مرغ چہل تن کی گائے کے معنی ٹھہرا لئے جائیں کہ وہ مرغ وگاؤ جس سے ان حضرات کی عبادت کی جائے گی، اضافت کو ادنی علاقہ کافی ہوتا ہے، ظہر کی نماز، جنازہ کی نماز، مسافر کی نماز، امام کی نماز، مقتدی کی نماز، بیمار کی نماز، پیر کا روزہ، اونٹوں کی زکوۃ، کعبہ کا حج جب ان اضافتوں سے نماز وغیرہ میں کفر و شرک وحرمت درکنار، نام کو کراہت بھی نہیں آتی حضرت مدار کے مرغ، حضرت احمد کبیر کی گائے، فلاں کی بکری کہنے سے یہ خدا کے حلال کئے ہوئے جانور جیتے جی مردار اور سور ہو گئے کہ اب کسی صورت حلال نہیں ہو سکتے؟

یہ شریعت مطہر پر سخت جراءت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿اَحَبُّ الصَّلاةِ اِلَی اللّٰہِ صَلٰوۃُ داؤدَ وَاَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰہِ صیامُ داؤدَ﴾

﴿بخاری حدیث: ۱۱۳۱ ☆ مسلم: ۱۱۵۹ ☆ مشکوۃ: ۱۲۲۵ کتاب الصلاۃ باب التحریض علی قیام الیل﴾

اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں محبوب ترین نماز حضرت داود علیہ السلام کی نماز ہے اور اللہ کی

بارگاہ میں محبوب ترین روزہ حضرت داود علیہ السلام کا روزہ ہے۔ علماء فرماتے ہیں مستحب نمازوں میں صلوٰۃ الوالدین یعنی ماں باپ کی نماز ہے ردالمحتار میں شیخ اسماعیل سے شرح شرعۃ الاسلام سے روایت ہے کہ ''مستحبات میں سے ''توبہ کی نماز'' اور ''والدین کی نماز'' ہے۔

سبحان اللہ داوٗد علیہ السلام کی نماز، داوٗد علیہ السلام کے روزے، ماں باپ کی نماز کہنا صواب (یعنی درست) پڑھنا ثواب اور جانور کی اضافت وہ سخت آفت کہ قائلین کفار، جانور مردار۔

کیا ذبح نماز روزے سے بڑھ کر عبادتِ خدا ہے یا اس (اضافتِ جانور) میں شرک حرام، ان (یعنی نماز روزے) میں روا (یعنی جائز) ہے؟

خود اضافاتِ ذبح کا فرق سنئے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لعن اللّٰہُ من ذبح لغیر اللّٰہ

اللہ کی لعنت اُس پر جو غیر خدا کے لئے ذبح کرے۔

﴿مسلم: ۱۹۷۸ ☆ مشکوٰۃ حدیث: ۴۰۷۰﴾

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ ذَبَحَ لِضَيْفِهِ ذَبِيْحَةً كَانَتْ فِدَائُهُ مِنَ النَّار

جو اپنے مہمان کے لئے جانور ذبح کرے وہ ذبیحہ اس کا فدیہ ہو جائے آتشِ دوزخ سے۔ ﴿روہ الحاکم فی تاریخہ عن جابر رضی اللہ عنہ﴾

تو معلوم ہوا کہ ذبیحہ میں غیر خدا کی نیت اور اُس کی طرف نسبت مطلقاً کفر کیا، حرام بھی نہیں، بلکہ موجبِ ثواب ہے، تو ایک حکمِ عام، کفر حرام کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟

ولہٰذا علماء فرماتے ہیں، مطلقاً نیتِ غیر کو موجبِ حرمت جاننے والا سخت جاہل اور قرآن وحدیث وعقل کا مخالف ہے، آخر قصاب کی نیت، تحصیلِ نفعِ دنیا (یعنی دنیا

کے نفع کو حاصل کرنا) اور ذبائح شادی کا مقصود، بارات کو کھانا دینا ہے، نیت غیر تو یہ بھی ہوئی، کیا یہ سب ذبیحے حرام ہو جائیں گے؟

یوں ہی مہمان کے واسطے ذبح کرنا درست و بجا ہے کہ مہمان کا اکرام، عین اکرامِ خدا ہے، درمختار میں ہے

''لو ذَبَحَ لِلضَّيْفِ لايَحْرُمُ لِاَنَّهُ سُنَّةُ الْخَلِيْلِ وَاِكْرَامُ الضَّيْفِ اِكْرَامُ اللّٰهِ''

اگر کسی نے مہمان کے لئے ذبح کیا تو وہ حرام نہ ہوگا اس لئے کہ یہ خلیل اللہ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کی سنت ہے اور مہمان کی تعظیم کرنا اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم کرنا ہے۔ ﴿درمختار جلد۲ کتاب الذبح:۲۳۰﴾

ردالمحتار میں ہے: ''قال البزازی وَمَنْ ظَنَّ اَنَّهُ لايَحِلُّ لِاَنَّهُ ذُبِحَ لِاَكْرَامِ ابْنِ آدَمَ فَيَكُوْنُ اُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالَى فَقَدْ خَالَفَ القرآنَ والحديثَ والعقلَ فَاِنَّهُ لارَيْبَ اَنَّ الْقَصَّابَ يَذْبَحُ لِلرِّبْحِ وَلَوْ عَلِمَ اَنَّهُ يَبْخَسُ لايَذْبَحُ فَيَلْزَمُ هٰذَ الجاهلُ اَنْ لاياكلَ مَاذَبَحَهُ القَصَّابُ وَمَاذُبِحَ لِلْوَلائِمِ والاعراس والعقيقةِ''۔

بزازی فرماتے ہیں: وہ شخص کہ جس نے گمان کیا کہ یہ ذبیحہ حلال نہیں کیونکہ وہ ابن آدم کی تعظیم کے لئے ذبح کیا گیا ہے پس وہ اُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ (یعنی ایسا جانور جس کو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا) ہو گیا تو بے شک اس نے قرآن وحدیث اور عقل کی مخالفت کی ہے، کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ قصاب نفع کیلئے ذبح کرتا ہے اور اگر اسے معلوم ہو جائے کہ اسے گھاٹا ہوگا تو وہ ذبح نہ کرتا۔ پس اس (گمان کرنے والے) جاہل کو لازم ہے کہ یہ اس (جانور) کو نہ کھائے کہ جسے قصاب نے ذبح کیا ہو اور (نہ اس جانور کو) جو ولیموں اور شادیوں اور عقیقوں کے لئے ذبح کیا گیا ہو۔

﴿ردالمحتار جلد۵ کتاب الذبح:۲۱۷﴾

دیکھو علمائے کرام صراحتاً ارشاد فرماتے ہیں کہ مطلقاً نیت ونسبتِ غیر کو موجبِ حرمت جاننا اور (وما اُھِلَّ بِہٖ لِغَیۡرِ اللّٰہِ) میں داخل ماننا نہ صرف جہالت بلکہ جنون ودیوانگی اور شرع وعقل دونوں سے بیگانگی ہے جب نفعِ دنیا کی نیت مخل نہ ہوئی تو ''فاتحہ اور ایصالِ ثواب'' میں کیا زہر مل گیا؟ اور اکرام مہمان عینِ اکرام خدا ٹھہرا تو اولیاء کرام (تو) بدرجہ اولیٰ (تعظیمِ الٰہی ٹھہرے گا)

ہاں اگر کوئی جاہل اجہل یہ نسبت واضافت ''بقصد عبادت غیر'' ہی کرتا ہے تو اس کے کفر میں شک نہیں پھر بھی اگر ذابح اس نیت سے بری ہے تو جانور حلال ہو جائے گا کہ نیت غیر اس پر اثر نہیں ڈالتی ...... کما حققنا آنفاً۔

مگر جب کہ ہم حدیثاً وفقہاً دلائلِ قاہرہ سے ثابت کر چکے کہ اضافت معنیٔ عبادت ہی میں منحصر نہیں تو صرف اس بناء پر حکمِ کفر محض جہالت وجراءت وحرامِ قطعی اور مسلمانوں پر ناحق بدگمانی ہے، تم سے کس نے کہہ دیا کہ وہ آدمیوں کا جانور کہنے سے عبادتِ آدمیاں کا ارادہ کرتے ہیں اور انہیں اپنا معبود وخدا بنانا چاہتے ہیں؟ اللہ عزوجل فرماتا ہے

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ﴾

﴿الحجرات پارہ:۲۶ آیت ۱۲﴾

﴿اے ایمان والوں! بہت سے گمان سے بچو بے شک کچھ گمان گناہ ہیں﴾

اور فرماتا ہے

﴿وَلَا تَقۡفُ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنۡہُ مَسۡئُوۡلًا﴾۔ ﴿سورۃ الاسراء پارہ:۱۵ آیت:۶﴾

﴿بے یقین بات کے پیچھے نہ پڑ، بیشک کان، آنکھ اور دل سب سے سوال ہونا ہے﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

﴿إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ﴾

﴿گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھکر جھوٹی بات ہے﴾

﴿بخاری حدیث:٦٠٦٦ ☆ مسلم:٢٥٦٣ ☆ مشکوۃ:٥٠٢٨ کتاب الآداب: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ﴾

اور فرماتے ہیں:

﴿أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ حَتّٰى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا﴾

﴿تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا کہ دل کے عقیدے پر اطلاع پاتا﴾

﴿مسلم عن اسامۃ رضی اللہ عنہ حدیث:٩٦ ☆ مشکوٰۃ:٣٤٥٠ کتاب القصاص﴾

امام عارف باللہ سیدی احمد زورق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

﴿انما يَنْشَأُ الظَّنُّ الْخَبِيْثُ عَنِ القلب الخبيثِ﴾

بدگمانی، خبیث دل سے، ہی پیدا ہوتی ہے

﴿نقلہ سیدی عبدالغنی نابلسی فی شرح الطریقۃ المحمدیۃ﴾

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے "تحقیقی فتویٰ سبل الاصفیاء فی حکم الذبح للاولیاء" سے میں نے صرف چند باتیں لکھیں ہیں۔ تفصیل کے لئے اولیاء کرام کے ایصال ثواب کے لئے ذبح کئے جانے والے جانور کے حکم پر مشتمل ایک تحقیقی فتویٰ "اولیاء اللہ کے نام کا جانور" ناشر مکتبہ اعلیٰ حضرت مزنگ لاہور کا مطالعہ ضرور کریں۔

﴿باب نمبر:۷﴾

دن مقرر کرنا

ہمارے نزدیک ایصال ثواب کے لئے دوسرا یا تیسرا دسواں یا چالیسواں دن ضروری نہیں کسی وقت بھی میت کو ثواب پہنچایا جا سکتا ہے یہ تعیین صرف لوگوں کی سہولت کی خاطر ہے ہم اس کو شرعا لازم نہیں سمجھتے۔

سلطان الواعظین مولانا ابوالنور صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ قبلہ عالم حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مسئلہ گیارہویں شریف بیان فرماتے ہوئے فرمایا: کہ یہ منکرین جو گیارھویں کے دن مقرر کرنے پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ دن کیوں مقرر کیا جاتا ہے؟ ان سے میں کہتا ہوں کہ تم اگر اتنے ہی مقرر کرنے کے خلاف ہو۔ تو پھر جب بیٹے یا بیٹی کی شادی کرتے ہو۔ تو جب بیٹے والے برأت کے لئے دن مقرر کرنے کے لئے آتے ہیں۔ تو وہاں بھی یہی بات کہا کرو۔ کہ بھئی! دن مقرر کرنا بدعت ہے۔ اس لئے ہم دن مقرر نہیں کریں گے۔ کسی نہ کسی دن برات لے کر آ جانا۔

اور پھر جب مقرر کرنا بدعت ہی ٹھہرا۔ تو پھر ایک برات ہی کے لئے دن کا مقرر کرنا بدعت کیوں ہو۔ لڑکے کا ''مقرر'' کرنا اور لڑکی کا ''مقرر'' کرنا بھی بدعت ہونا چاہئے۔ اور ان لوگوں کو یوں کہنا چاہیے: کہ کسی نہ کسی دن برات لے کر آ جانا اور کسی نہ کسی لڑکے کو لے آنا اور کسی نہ کسی لڑکی کو لے جانا۔

﴿سنی علماء کی حکایت: ۴۳ رمولانا ابوالنور﴾

ان منکرین کی باتیں عجیب بے ڈھنگی ہیں ایسوں کے لئے شاہ صاحب کا جواب خوب ہے۔ان سے کوئی پوچھے کہ کوئی کام ایسا دکھاؤ جو بغیر تقرر وقت کے ہو جاتا ہو۔ انہوں اپنی مسجدوں میں نماز کے اوقات لکھ کر لگائے ہوتے ہیں ان سے کوئی کوئی پو چھے ظہر کی نماز تو دو بجے بھی ہو سکتی ہے تین بجے بھی ہو سکتی ہے تم نے یہ ڈیڑھ بجے کا ٹائم کیو مقرر کیا ہے۔تو اس کا جوب یہی دیا جائے گا۔کہ اگر چہ نماز مقرر کردہ ٹائم سے آگے پیچھے بھی ہو سکتی ہے مگر لوگوں کی سہولت کے لئے ہم نے یہ مقرر کر رکھا ہے۔

اسی طرح گیارھویں یا ایصال ثواب کے لئے ہم جو دن مقرر کرتے ہیں۔وہ محض لوگوں کی سہولت کے لئے کرتے ہیں تا کہ احباب یوم مقررہ پر اس تقریب سعید میں شرکت کر سکیں۔حالانکہ ایصال ثواب کے لئے یہی ایک دن مخصوص نہیں یا تیجا، دسواں، چالیسواں مخصوص نہیں بلکہ کسی دن بھی ایصال ثواب ہو سکتا ہے۔

ہمارے پاکستان میں سکولوں کالجوں میں چھ دن پڑھائی ہوتی ہے اور دفتروں میں چھ دن کام ہوتا ہے اتوار کو چھٹی ہوتی ہے اور دینی مدرسوں میں جمعہ کو چھٹی ہوتی ہے اور وہ ہمیشہ ہی ایسا کرتے ہیں تو کیا اس سے یہ سمجھا جائے گا کہ یہ ان دنوں میں پڑھائی یا کام کو فرض ,واجب یا سنت سمجھتے ہیں؟ پڑھائی یا کام تو کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے پھر ان دنوں کی پابندی کیوں انہوں نے یہ دن کیوں مقرر کئے ہیں؟ کیا وہ ان مقررہ اوقات میں پڑھائی یا کام کرنے کی وجہ سے گنہگار ہونگے؟

ان سب کا جواب یہی ہے کہ انہوں نے یہ اوقات اپنی سہولت کی خاطر مقرر کئے ہیں ان کو فرض، واجب یا سنت نہیں سمجھتے اس لئے وہ گنہگار بھی نہیں ہونگے یہی معاملہ یہاں ہے تیجا دسواں چالیسواں کا تعین عرفی ہے شرعی نہیں ہے اگر کوئی یہ سمجھے کہ صرف انہی دنوں میں ایصال ثواب ہو سکتا ہے اور دنوں میں نہیں تو اس کا یہ کہنا غلط ہوگا۔ اسلام میں ضروری سمجھے بغیر کسی عبادت یا کام کے لئے دن مقرر کرنا گناہ بھی نہیں بلکہ

اس کا ثبوت ملتا ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

تیجے وچالیسویں وغیرہ کا تعین عرفی ہے جس سے ثواب میں خلل نہیں آتا۔

﴿فتاویٰ رضویہ:۲۲۲/۴﴾

تیجے کی حکمت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے......

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوْفًا۔

پھر بانٹتے وقت اگر رشتہ دار اور یتیم اور مسکین آجائیں تو اُس میں سے انہیں بھی کچھ دو اور ان سے اچھی بات کہو

﴿سورہ النساء آیت ۸﴾

مفتی سید نعیم الدین صاحب مرادآبادی لکھتے ہیں:

اس آیت میں عذرِ جمیل وعدہ حسنہ اور دعائے خیر سب داخل ہیں اس آیت میں میت کے ترکہ سے غیر وارث رشتہ داروں اور یتیموں مسکینوں کو کچھ بطور صدقہ دینے اور قول معروف کا حکم دیا زمانہ صحابہ میں اس پر عمل تھا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ان کے والد نے تقسیم میراث کے وقت ایک بکری ذبح کرا کے کھانا پکایا اور رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں کو کھلایا اور یہ آیت پڑھی۔ (یہ واقعہ ابن کثیر نے بھی تفسیر میں لکھا ہے) ابن سیرین نے اسی مضمون کی عبیدہ سلیمانی سے بھی روایت کی ہے اس میں یہ بھی ہے اگر یہ آیت نہ آئی ہوتی تو یہ صدقہ میں اپنے مال سے کرتا۔

تیجہ جس کو سوئم کہتے ہیں اور مسلمانوں میں معمول ہے وہ بھی اسی آیت کا اتباع ہے کہ رشتہ داروں یتیموں مسکینوں پر تصدق ہوتا ہے اور کلمہ کا ختم اور قرآن پاک کی تلاوت اور دعا قول معروف ہے اس میں بعض لوگوں کو بے جا اصرار ہوگیا ہے جو بزرگوں کے اس عمل کا ماخذ تو تلاش نہ کر سکے باوجودیکہ اتنا صاف قرآن پاک میں موجود تھا لیکن انہوں نے اپنی رائے کو دین میں دخل دیا اور عمل خیر کو روکنے پر مصر ہوگئے۔ اللہ ہدایت کرے۔ ﴿تفسیر خزائن العرفان ص ۱۱۴﴾

یہ مسئلہ فقہ میں موجود ہے کہ تعزیت کے لئے تین دن ہیں اور تیسرا دن تعزیت کا آخری دن ہے تو میت کا ترکہ اسی دن تقسیم کیا جاتا تھا اور روزِ سوم کی تخصیص اس بنا پر تھی کہ اعزہ واقرباء دور دراز مقاموں پر رہتے ہیں تو روزِ سوم پر خبر موت سن کر آجاتے ہیں۔ تو روزِ سوم کا مقرر کرنا اس بنا پر مناسب ہوا تو بوقت تقسیم وارثوں کو تو ان کا شرعی حصہ ملے گا۔ اگر اجنبی یتیم مسکین ہوں تو یہ آیت انہیں مال متروکہ میں سے کچھ دینے کا حکم کرتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب ان سب کا اجتماع ہوگا تو اس میں افضل ذکر قرآن کریم اور کلمہ طیبہ کا ورد اور میت کے لئے دعا استغفار اور صدقات اور ایصال ثواب کرنا حق میت ہے جو انکے ذمہ پر ہے۔ اور یہ سب چیزیں علماء دیوبند سے بھی ثابت ہیں۔

مخالفین کے پیشوا شاہ ولی اللہ کا بھی تیجہ ہوا چنانچہ اس کا تذکرہ شاہ عبد العزیز صاحب اپنے ملفوظات ص: ۸۰ میں اس طرح فرماتے ہیں: کہ تیسرے دن لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر ہے اکیاسی ختم کلام اللہ شمار میں آئے اور زیادہ بھی ہوئے ہوں گے کلمہ طیبہ کا تو اندازہ نہیں۔

دیکھو اس میں دن کا تعین بھی ہے۔ اجتماع بھی ایسا ہے کہ شمار سے باہر ہے اور قرآن خوانی بھی ایسی ہے کہ اکیاسی تو شمار میں آئے اور کلمہ طیبہ بھی پڑھا گیا وہ بھی لاکھ یا سوا لاکھ نہیں بلکہ بے شمار و بے حساب ہے۔

دو یا تین دن کے بعد دعائے مغفرت کا ثبوت

عن بريدة رضی اللہ عنہ قال :جَاءَ مَاعِزْ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم
فَقَالَ يَارَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم طَهِّرْنِي فَقَالَ وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللهَ
وَتُبْ إِلَيْهِ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ جَاء
فَقَالَ يَارَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم طَهِّرْنِي فَقَالَ وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللهَ
وَتُبْ إِلَيْهِ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ جَاءَ
فَقَالَ يَارَسُولَ اللهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلَ ذٰلِكَ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْمَ أُطَهِّرُكَ فَقَالَ مِنَ الزِّنَى فَسَالَ رَسُولُ الله صلی اللہ علیہ وسلم أَبِهِ جُنُوْنٌ فَأُخْبِرَ أَنَّهُ لَيْسَ بِمَجْنُوْنٍ فَقَالَ أَشَرِبَ خَمْرًا فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْكَهَهُ فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُ رِيْحَ خَمْرٍ فَقَالَ رسولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَزَنَيْتَ فَقَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ فَكَانَ النَّاسُ فِيْهِ فِرْقَتَيْنِ قَائِلٌ يَقُوْلُ لَقَدْ هَلَكَ لَقَدْ أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيْئَتُهُ وَقَائِلٌ يَقُوْلُ مَا تَوْبَةٌ أَفْضَلَ مِنْ تَوْبَةِ مَاعِزٍ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَوَضَعَ يَدَهُ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَالَ اقْتُلْنِيْ بِالْحِجَارَةِ قَالَ فَلَبِثُوْا بِذٰلِكَ يَوْمَيْنِ أو ثَلاثَةً ثُمَّ جَاءَ رسولُ الله صلی اللہ علیہ وسلم وَهُمْ جُلُوْسٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالُوا غَفَرَ اللهُ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ رسولُ الله لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ مجھے گناہوں سے پاک کر دیجئے آپ نے فرمایا تمہیں ہلاکت ہو، جاؤ اللہ سے استغفار کرو، اور توبہ کرو، انہوں نے پھر تھوڑی

دیر بعد واپس آ کر کہا: یارسول اللہ مجھے گناہوں سے پاک کر دیجئے آپ نے فرمایا: تمہیں ہلاکت ہو، جاؤ اللہ سے استغفار کرو، اور توبہ کرو، انہوں نے پھر تھوڑی دیر بعد واپس آ کر کہا: یارسول اللہ مجھے گناہوں سے پاک کر دیجئے تو نبی ﷺ نے پھر اُسی طرح فرمایا حتیٰ کہ چوتھی بار رسول اللہ ﷺ نے اُن سے فرمایا: میں تم کو کس چیز سے پاک کروں؟ انہوں نے کہا زنا سے، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق پوچھا کیا ان کا دماغ خراب ہے؟ انہوں نے کہا یہ پاگل نہیں ہیں، آپ نے پوچھا کیا اس نے شراب پی ہے؟ ایک شخص نے کھڑے ہو کر ان کا منہ سونگھا تو شراب کی بدبو محسوس نہیں کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے زنا کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، پھر آپ نے اُن کو رجم کرنے کا حکم دے دیا، پھر حضرت ماعز کے متعلق لوگوں کی دو رائیں ہو گئیں، بعض کہتے تھے کہ حضرت ماعز ہلاک ہو گئے اور اس گناہ نے انہیں گھیر لیا اور بعض لوگ کہتے تھے کہ حضرت ماعز کی توبہ سے کسی کی توبہ افضل نہیں ہے، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور عرض کیا مجھے پتھروں سے مار ڈالئے لوگ دو تین دن ٹھہرے پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے دراں حالیکہ وہ بیٹھے ہوئے تھے آپ سلام کرنے کے بعد بیٹھ گئے پھر آپ نے فرمایا: ماعز بن مالک کے لئے دعاء مغفرت کرو، صحابہ نے کہا اللہ تعالیٰ ماعز بن مالک کی مغفرت کرئے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ماعز نے ایسی شاندار توبہ کی ہے اگر اُسے تمام امت میں تقسیم کر دیا جائے تو اُسے کافی ہو جائے گی۔

﴿مسلم حدیث: ۱۶۹۵ کتاب الحدود ☆ مشکوۃ حدیث: ۳۵۶۲ کتاب الحدود﴾

اس حدیث سے موت کے دوسرے یا تیسرے دن دعائے مغفرت کا ثبوت ہوا نبی کریم ﷺ صحابہ کے پاس تشریف لائے اور صحابہ بیٹھے ہوئے تھے آپ سلام کرنے کے بعد بیٹھ گئے پھر آپ نے فرمایا ماعز کے لئے مغفرت کی دعا کرو نبی ﷺ کے حکم پر

تمام صحابہ نے اجتماعی دعا کی اور پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابی کی فضیلت بیان کی ایصالِ ثواب اور تیجا کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت چاہیئے۔ ان کے گناہ کی معافی تو رجم سے ہی ہوگئی تھی اب اس دعا سے اُن کی ترقی درجات ہوگی معلوم ہوا کہ کوئی شخص دعائے خیر سے خصوصاً حضور کی دعا سے مستغنی نہیں اور دعائے مغفرت صرف گناہ کی معافی کے لئے نہیں بلکہ بلندیِ درجات کے لئے بھی ہوتی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا تبلیغ کے لئے دن مقرر کرنا

عن أبی وائل قال: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ
يُذَكِّرُ النَّاسَ فِي كُلِّ خَمِيْسٍ

حضرت ابووائل بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
ہر جمعرات کو وعظ فرماتے تھے۔

﴿بخاری حدیث:۷۰ ☆ مسلم حدیث:۲۸۲۱ ☆ مشکوۃ:۲۰۷ کتاب العلم﴾

اس سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال کے لئے دن اور وقت مقرر کرنا شرک یا حرام نہیں سنت صحابہ ہے اسی لئے اب دینی مدرسوں کے امتحان و تعطیل کے لئے دن اور مہینے اور تعلیم کے لئے اوقات مقرر کئے جاتے ہیں لہٰذا میلاد شریف فاتحہ عرس وغیرہ کے لئے دن مقرر کرنا جائز ہیں اسے حرام کہنا غلطی ہے۔ ﴿مرآۃ ج ۱ ص:۱۹۳﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغ کے لئے دن مقرر کرنا

عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ قَالَ اجْتَمِعْنَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَأَتَاهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ:

مَامِنْکُنَّ مِنَ امْرَأَۃٍ تُقَدِّمُ بَیْنَ یَدَیْھَا مِنْ وَلَدِھَا ثَلَاثَۃً اِلَّا کَانُوْا لَھَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت نے آ کر کہا: یارسول اللہ! آپ کی احادیث تو مرد لے گئے، آپ ہمارے لئے ایک دن مقرر فرمادیں جس میں ہم آپ کے پاس حاضر ہوں، اور آپ ہم کو ان چیزوں کی تعلیم دیں جو اللہ تعالی نے آپ کو تعلیم کی ہیں، آپ نے فرمایا: تم فلاں فلاں دن جمع ہو جانا، وہ جمع ہوئیں، پھر اُن کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جو اللہ تعالی نے آپ کو علم دیا تھا اس میں سے اُن کو تعلیم دی، پھر فرمایا: تم میں سے جو عورت خود سے پہلے اپنے تین بچے روانہ کرے گی، وہ اُس کے لئے دوزخ کی آگ سے حجاب ہو جائیں گے۔

﴿مسلم حدیث:۲۶۳۳ کتاب البر، بخاری:۷۳۱۰ کتاب الاعتصام﴾

﴿مشکوۃ:۱۷۵۳ کتاب الجنائز باب البکاء علی المیت﴾

اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ وغیرہ کے لئے دن مقرر کرنا بالکل جائز بلکہ سنت ہے آج مدرسوں میں تعلیم، تعطیل، امتحان کے لئے دن مقرر ہوتے ہیں، ان سب کا ماخذ یہ حدیث ہے اسی طرح میلاد شریف، گیارھویں شریف عرس بزرگانِ دین کے لئے دن مقرر کرنا جائز ہے کہ ان سب میں دین کی تبلیغ ہوتی ہے تبلیغ کے لئے تعیین درست۔

﴿مرآۃ جلد۲ص:۵۱۶﴾

نفلی عبادت کے لئے دن مقرر کرنا

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَأتِی مَسْجِدَ قُبَاءٍ کُلَّ

سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا فَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ کے دن مسجد قباء تشریف لے جاتے تھے آپ پیدل بھی جاتے اور سوار ہو کر بھی اور وہاں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ ﴿بخاری: ۱۱۹۳، ۱۱۹۴ ☆ مسلم: ۱۳۹۹ ☆ مشکوۃ حدیث: ۶۹۵﴾

علامہ عینی فرماتے ہیں اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ نفلی عبادات کو بعض ایام کے ساتھ مخصوص کر لینا جائز ہے البتہ جن ایام میں آپ نے کسی عبادت کرنے سے منع کر دیا ہے وہ اس عموم سے مستثنیٰ ہیں۔ ﴿عمدۃ القاری ج ۷ ص: ۲۵۸﴾

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ بعض اعمال کو بعض ایام کے ساتھ خاص کر لینا جائز ہے اور ان اعمال پر مداومت اور ہمیشگی کرنا جائز ہے۔ ﴿فتح الباری ج ۳ ص: ۶۹﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بلال میں نے آج رات جنت میں اپنے آگے تمہاری جوتوں کی آہٹ سنی ہے۔

﴿بخاری حدیث ۱۱۴۹ ☆ مسلم حدیث: ۲۴۵۸﴾

اس کے تحت حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اپنے اجتہاد سے کسی عبادت کا وقت مقرر کرنا جائز ہے کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دخولِ جنت کا یہ مرتبہ اپنے اجتہاد اور استنباط سے حاصل کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب فرمائی (اور یہ نہیں فرمایا کہ تم نے از خود ہر وضو کے بعد نماز پڑھنے کو کیوں مقرر کر لیا؟) ﴿فتح الباری جلد ۳ ص: ۳۴﴾

اس قیاس پر ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر اذان سے کچھ وقفہ پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا، جمعہ کی نماز کے بعد کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا، بارہ ربیع الاول کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی میں جلوس نکالنا اور محافلِ میلاد منعقد کرنا، موت کے تیسرے دن، چالیسویں

دن اور ایک سال بعد صدقات وخیرات کا ایصالِ ثواب کرنا، ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ایصالِ ثواب کرنا، ان تمام عبادات کے لئے جو اوقات علماء اور صالحین نے اپنے اجتہاد سے مقرر کئے ہیں وہ اس حدیث کی روشنی میں جائز اور صحیح ہیں البتہ ان عبادات کے لئے ان اوقات کی تعیین کو لازم اور ضروری قرار دینا یا اس تعیین کو تعیینِ شرعی سمجھنا بدعتِ سیئہ اور بدعتِ ضلالہ ہے۔

﴿شرح مسلم سعیدی جلد ۶ ص: ۱۱۴﴾

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ بعض ایام کو زیارت کے ساتھ خاص کر لینا جائز ہے۔ ﴿شرح مسلم ج ۳ ص: ۵۲۰﴾

اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

ہر دو حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی مقصود مباح یا کسی اطاعت کے لئے تعیین یوم اگر باعتقاد قربت نہ ہو بلکہ کسی مباح مصلحت کے لئے ہو جائز ہے، جیسے مدارس دینیہ میں اسباق کے لئے گھنٹے متعین ہوتے ہیں اور اگر باعتقاد قربت ہو منہی عنہ ہے پس عرس میں جو تاریخ معین ہوتی ہے اگر اس تعیین کو قربت نہ سمجھیں بلکہ کسی اور مصلحت سے یہ تعیین ہو مثلاً سہولت اجتماع تاکہ تداعی صعوبت یا بعض اوقات اس کی کراہت شبہ سے مامون رہیں اور خود اجتماع اس مصلحت سے ہو کہ ایک سلسلہ کے احباب باہم ملاقات کر کے حب فی اللہ کو ترقی دیں اور اپنے بزرگوں کو آسانی سے اور کثیر تعداد میں جو کہ اجتماع میں حاصل ہے فائدہ پہنچانا ہے بے تکلف میسر ہو جائے، نیز اس اجتماع میں طالبوں کو اپنے لئے شیخ کا انتخاب بھی سہل ہوتا ہے یہ تو ظاہری مصالح ہیں جو مشاہد ہیں یا کوئی باطنی مصلحت داعی ہو جیسے میں نے بعض اکابر اہل ذوق سے سنا ہے کہ میت کو اپنے یوم وفات کے عود سے وصول ثواب کے انتظار کی تجدید ہوتی ہے اور مصلحت محض کشفی ہے جس کا کوئی مکذب، عقلی یا نقلی موجود نہیں اس لئے صاحب کشف کو یا اس

صاحب کشف کے معتقد کو بدرجہ ظن اس کی رعایت کرنا جائز ہے البتہ جزم جائز نہیں بہر حال ایسے مصالح سے یہ تعیین ہو تو فی نفسہ جائز ہے۔ ﴿بوادر نوادر ص ۴۵۸﴾

حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں

جب منکر نکیر آتے ہیں مقبولان الٰہی سے کہتے ہیں "نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ" عرس کہ رائج ہے اسی سے ماخوذ ہے، اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے اور اس میں عرس کرے تو کون سا گناہ لازم ہوا۔

تھانوی صاحب حاشیہ میں لکھتے ہیں: تعیین یوم میں آنے والوں کو سہولت ہے باقی اس تعیین کو مثل احکام مقصود کے سمجھنا غلو ہے۔ ﴿امداد المشتاق ص:۸۸﴾

الحمد للہ دن مقرر کرنا حدیث پاک سے اور اُس کے بعد محدثین شارح بخاری ابن حجر عسقلانی وعلامہ عینی اور شارح مسلم امام نووی اور علماء دیوبند سے بھی ثابت ہو گیا بلکہ علماء دیوبند نے عرس کا جواز بھی ثابت کر دیا اس کے جواز میں اب کوئی شبہ نہیں رہا اس کو ناجائز یا بدعت کہنا جہالت ہے۔

﴿باب نمبر ۸﴾

ایصالِ ثواب کے متعلق علمائے اُمت کے نظریات

ایصالِ ثواب ابن تیمیہ کی نظر میں

ابن تیمیہ نے اپنے بعض رسائل میں ایصالِ ثواب کے ثبوت پر تیس دلائل قائم کئے ہیں۔

ابوالعباس ابن تیمیہ حنبلی حرانی لکھتے ہیں:

سنت صحیحہ کی تصریح کے مطابق میت کے لئے جو نیک اعمال کئے جاتے ہیں ان کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور میت کو اس سے نفع ہوتا ہے، اور ائمہ کا اتفاق ہے کہ میت کو غلام آزاد کرنے اور حج کا ثواب پہنچتا ہے حدیث میں ہے جو شخص فوت ہوجائے اور اُس پر روزے ہوں اُس کا ولی اُس کی طرف سے روزے رکھے۔ (یعنی روزوں کا فدیہ دے "سعیدی")

﴿صحیح بخاری: ۱۹۵۲ کتاب الصوم ☆ مسلم حدیث: ۱۱۴۷﴾

اسی طرح حدیث صحیح میں نذر کے روزوں کے بارے میں ہے اور یہ مسئلہ ﴿وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾ کے معارض نہیں ہے اور اس کی دو وجہیں ہیں:

وجہ اوّل:۔ نصوص صریحہ اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ مومن کو ان

اعمال کا اجر بھی ملتا ہے جو اس کی سعی سے حاصل نہیں ہوتے جیسے مسلمانوں کے لئے فرشتوں کی دعا اور استغفار قرآن مجید میں ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا

﴿سورہ المومن (غافر) آیت: ۷ پارہ: ۲۴، رکوع: ۶﴾

ترجمہ:- وہ جو عرش اُٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کی دعاؤں اور استغفار کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔

وَصَلِّ عَلَیْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ

﴿سورہ التوبہ آیت: ۱۰۳﴾

اور اُن کے حق میں دعائے خیر کرو بیشک تمہاری دُعا
اُن کے دلوں کا چین ہے

اسی طرح مسلمانوں کا میت کے لئے نمازِ جنازہ میں دعا کرنا، اور زائرین قبر کا قبر والوں کے لئے دعا کرنا۔

وجہ ثانی:- اس آیت کا معنی یہ ہے کہ انسان صرف اپنی کوشش سے اجر کا مستحق ہوتا ہے لیکن یہ اس کے منافی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ دوسرے ذرائع اور اسباب سے اس تک نفع پہنچادے، کیونکہ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کے لئے پس پشت دعا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جب بھی وہ دعا کرتا ہے فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے تیرے لئے بھی اُس کی مثل ہو۔

﴿مسلم حدیث: ۲۷۳۲-۲۷۳۳ ☆ مشکوۃ حدیث: ۲۲۲۸ کتاب الدعوات﴾

اسی طرح حدیث صحیح میں ہے: جو شخص نماز جنازہ پڑھتا ہے اس کو ایک قیراط اجر ملتا ہے اور جو دفن ہونے تک جنازے کے ساتھ رہتا ہے اُس کو دو قیراط اجر ملتا ہے اور ایک قیراط احد پہاڑ جتنا ہے۔

﴿مسلم حدیث ۹۴۵ ☆ بخاری حدیث ۴۷ ☆ مشکوٰۃ حدیث: ۱۶۵۱ کتاب الجنائز﴾

کبھی اللہ تعالی میت کی دعا سے نماز جنازہ پڑھنے والے پر رحمت فرماتا ہے اور کبھی اس زندہ کی دُعا سے میت پر رحم فرماتا ہے۔

﴿فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۷ ص: ۵۰۰-۴۹۸ مطبوعہ بامر افہد بن عبد العزیز السعودی﴾

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:- مسلمان کو دوسرے مسلمانوں کے صدقات اور دعاؤں سے فائدہ پہنچتا ہے، جس طرح دنیا میں انسان کا حق صرف اپنے مال پر ہوتا ہے لیکن دوسرا شخص تبرع اور احسان کر کے اس کو اپنے مال سے فائدہ پہنچادے تو جائز ہے اسی طرح مرنے کے بعد انسان کا استحقاق صرف اپنی عبادات پر ہے لیکن دوسرے مسلمان جو اس کو تبرع اور احسان سے نیک اعمال کا ایصال ثواب کریں تو وہ ثواب اُس کو پہنچتا ہے۔

﴿فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۲۴ ص: ۳۶۷ مطبوعہ بامر افہد بن عبد العزیز السعودی﴾

ابن تیمیہ کے کلام میں یہ بات قابل غور ہے کہ "کبھی اللہ تعالی میت کی دعا سے نماز جنازہ پڑھنے والے پر رحمت فرماتا ہے اور کبھی اس زندہ کی دعا سے میت پر رحم فرماتا ہے"۔ یعنی جن کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے یا ایصال ثواب کیا جاتا ہے وہ سب برابر نہیں ہوتے اولیاء کرام کی نماز جنازہ اور ایصال ثواب سے ہمیں فائدہ ہوتا ہے اور عام مؤمنین کو ہماری دعا سے فائدہ ہوتا ہے۔

اس کی ایک مشہور مثال ہے جو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور میں نقل کی ہے۔

حکایت

کفن چور کی بخشش

عن أبي ابراهيم وكان قاضي نيشابور، فدخلَ عليهِ رجلٌ، فَقِيْلَ لَهُ: إنَّ عندَ هذا حديثاً عَجَباً فقال له يا هذا وماهو ؟ قال إعلَمْ أنّي كنتُ رجلاً نبّاشاً أنبشُ القبورَ، فَمَاتَتْ امرأةٌ فذَهَبْتُ لأعرفَ قبْرَهَا فصَلّيتُ عليها فلَمّا جنّ الليلُ ذَهَبْتُ لأنبشَ عنها وضربتُ يدِي إلى كفنِها لأسلبَها فقالتْ سبحانَ الله! رجلٌ مِنْ أهلِ الجنةِ يَسْلُبُ امرأةً مِنْ أهلِ الجنةِ ؟ ثم قالتْ: ألمْ تَعْلَمْ أنّكَ مِمَّنْ صَلّى عَلَيَّ، وأنَّ اللهَ عزوجلَ قَدْ غَفَرَ لِمَنْ صَلّى عَلَيَّ۔

امام بیہقی اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ قاضی نیشاپور ابوابراہیم کے پاس ایک آدمی آیا تو اسے کہا گیا کہ اس آدمی کو ایک عجیب وغریب معاملہ پیش آیا ہے تو قاضی نے کہا کہ وہ واقعہ بیان کرو تو اس آدمی نے بیان کیا کہ میں گورکن تھا قبریں کھودا کرتا تھا ایک عورت فوت ہوگئی تو میں نے اُس کی نماز جنازہ پڑھی تاکہ میں اُس کی قبر پہچان سکوں پس جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو میں نے اُس کی قبر اکھیڑی اور اُس کا کفن چرانے کیلئے ہاتھ آگے بڑھایا تو اُس عورت نے کہا سبحان اللہ ایک جنتی جنتی عورت کا کفن چرا رہا ہے پھر اُس نے کہا کیا تو نہیں جانتا کہ تو نے میری نماز جنازہ پڑھی ہے اور اللہ عزوجل نے ہر اُس آدمی کو بخش دیا ہے جس نے میری نماز جنازہ پڑھی ہے۔

﴿روہ البیہقی فی شعب الایمان (شرح الصدور ص:۲۹۶ دارالتراث مدینہ منورہ﴾

ولی کے جنازہ میں شرکت کرنے والوں کوانعام خداوندی

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوکر کہنے لگا کہ میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بصارت کی نعمت سے مالا مال فرمائے آپ نے کھڑے ہوکر دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اُسے بینائی کی نعمت بخش دی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آج رات میرا سفر آخرت ہے مجھے غسل دے کر میرا احرام ہی بجائے کفن استعمال میں لے آنا اور جب لوگ جمع ہو جائیں تو میری تدفین کردینا۔ حاضرین کہتے ہیں کہ جب ہم آپ کی وصیت کی تعمیل میں آپ کا جنازہ باہر لائے تو ہم نے دریا سے ایک کشتی نکلتی دیکھی جس میں بہت سے حضرات باہر نکلے اور ہمارے قریب آ کر کہنے لگے الحمدللہ! ہمیں آپ کی نماز جنازہ نصیب ہوئی۔ ہم نے آپ کو نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کردیا۔ فراغت کے بعد ہم نے اُن سے پوچھا کہ آپ کو کیسے پتہ چل گیا کہ حضرت وفات پا گئے ہیں؟ قائد جماعت نے کہا: ہمیں خواب میں بشارت ہوئی تھی کہ فلاں شخص فوت ہوگیا ہے۔ جو شخص بھی اُس کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوگا اللہ تعالیٰ اُسے جنتِ ماویٰ عطا فرمائے گا۔ ہم اس کشتی کو کرائے پر لے کر نمازِ جنازہ میں شرکت کے لئے دوڑے آئے ہیں۔

﴿شواھد النبوۃ ص۴۱۰﴾

ایصالِ ثواب ابن قیم کی نظر میں

ابن قیم کی کتاب ''الروح'' ایصال ثواب بہترین کتاب ہے اس کا مطالعہ کیا جائے میں نے اپنی اس کتاب میں اکثر حوالے اسی سے درج کئے ہیں۔

ایصال ثواب علمائے اہلحدیث کی نظر میں

اسماعیل دہلوی غیر مقلدین کے شہید لکھتے ہیں:

پس ان امور کی خوبی میں فاتحہ، عرس، نذر، نیاز اموات میں شک وشبہ نہیں ہے۔

﴿صراط مستقیم ص:۵۵﴾

جب کبھی میت کو نفع پہچانا منظور ہو تو اُسے کھانا کھلانے پر موقوف نہ رکھیں اگر میسر ہو تو بہتر ہے ورنہ صرف سورہ فاتحہ واخلاص کا ثواب بہترین ثواب ہے۔

﴿صراط مستقیم ص:۶۵﴾

پہلے طالب کو چاہئے کہ باوضو دوزانو نماز کے طریقے پر بیٹھے اور اس طریقہ (چشتیہ) کے اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہما کے نام کی فاتحہ پڑھ کر درگاہ الٰہی میں ان بزرگوں کے وسیلہ سے التجا کرے اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تضرع وزاری کے ساتھ اپنے حل مشکل کی دعا کر کے دوضربی ذکر شروع کرے۔ ﴿صراط مستقیم ص:۱۱۱﴾

اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

اگر شخصے بُزے را در خانہ پرور کند تا گوشتِ اوخوب شود اور اذبحہ کردہ و پختہ فاتحہ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ بخواندہ بخوراند خللے نیست۔ یعنی اگر کوئی آدمی گھر میں ایک بکرا پرورش کرے یہاں تک کہ وہ خوب موٹا ہو جائے پھر اُس کو ذبح کر کے اس کا گوشت

پکا کر اس پر حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ پڑھ کر لوگوں کو کھلا دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ﴿صراط مستقیم﴾

اسماعیل دہلوی حضور غوث پاک کو غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ لکھ رہے ہیں لیکن قاری عبدالباسط دیوبندی مقیم جدہ اخبار اردو نیوز سعودی عرب جمعہ ۲۸ جون ۲۰۰۲ء میں غوث کہنے والوں پر شرک کا فتوی لگایا ہے

''لفظ غوث چونکہ غیر اللہ سے مدد واستعانت کے لئے استعمال ہوتا ہے جبکہ کسی مخلوق کو غوث یا غوثِ اعظم کہنا ناجائز بلکہ شرک ہے''

معلوم ہوا کہ ان کے شرک کے فتوں سے اپنے اکابر بھی محفوظ نہیں ہیں اور یا پھر مطالعہ کی کمی ہے کہ فتووں کے شوق اپنے ائمہ کی کتابیں بھی نہ پڑھ سکے اگر ان کے اکابر غوث کہنے سے مسلمان رہیں تو ہم مشرک کیسے ہو سکتے ہیں؟

یہی اہلحدیثوں کے شہید صاحب لکھتے ہیں: کہ حضرت سعد بن معاذ صحابی کی والدہ نے وفات پائی تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری والدہ کو کچھ کہنے کا موقع نہ ملا اگر ملتا تو وہ وصیت کرتی، اگر میں اس کے لئے کچھ کروں تو کیا اس کو نفع پہنچے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کنواں بناؤ اور کہو کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔

﴿صراط مستقیم ص:۵۵﴾

وحید الزماں غیر مقلد مترجم صحاح ستہ کا عقیدہ

رہی غیر اللہ کی نذر تو یہ صریح شرک ہے کیونکہ نذر عبادت ہے اور اگر نذر اللہ تعالی کے لئے ہے اور اس کا ثواب نبی یا ولی یا اموت میں سے کسی کو پہنچانا مقصود ہے تو یہ جائز ہے اور اس زمانہ میں اس کا نام فاتحہ ہے اور اس کی صراحت مولانا عبدالعزیز دہلوی اور مولانا اسحٰق اور دوسروں نے کی ہے اور بعض نے کہا اس عمل کی اصل شرع

میں نہیں پائی جاتی لہذا بدعت قرار پائے گی جب کہ دوسروں نے اس کے جواب میں کہا! اس کی اصل شریعت میں موجود ہے اور وہ حضرت ام سعد کے کنوئیں کی حدیث ہے اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیر حاء کنویں کے لئے کہا کہ یہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف منسوب ہے اور دوسری روایت میں ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول اللہ ﷺ کی طرف صدقہ ہے۔

﴿بخاری حدیث: ۱۴۶۱، ۲۷۵۸ کتاب الوصایا باب من تصدق الی وکیلہ﴾

﴿مسلم: ۹۹۸ ☆ مشکوۃ حدیث: ۱۹۴۵ کتاب الزکوۃ باب افضل الصدقہ﴾

میں کہتا ہوں! یہ عمل تمام صوفیاء کرام کے درمیان بغیر اختلاف وانکار متداول اور مروّج ہے۔ ﴿ہدیۃ المہدی مترجم ص: ۷۶﴾

ہمارے زمانے کے لوگوں میں یہ امر مشہور ہے کہ وہ کھانا پکاتے ہیں اور حلوہ تیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ فلاں انبیاء واولیاء کی نیاز ہے، پس اگر نیاز کا معنی ہدیہ تحفہ ہے اور غیر اللہ کی نذر مقصود نہیں بلکہ اُس کی روح کو ایصال ثواب کرنا مقصود ہے تو راجح صورت کی حثیت سے حلال ہے جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں اور اگر راجح کے علاوہ ہے تو اس کی حرمت ہے۔ ﴿ہدیۃ المہدی مترجم ص: ۷۸﴾

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں

زندہ انسان نماز، روزہ، تلاوت قرآن،، حج اور دیگر عبادات کا جو ثواب میت کو ہدیہ کرتا ہے وہ میت کو پہنچتا ہے اور زندہ انسان کا اپنے فوت شدہ بھائی کے لئے یہ عمل نیکی، احسان اور صلہ رحمی کے قبیل سے ہے، اور تمام مخلوقات میں جس کو نیکی اور احسان کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ میت ہے جو تحت الثریٰ میں رہین ہے اور اب نیک اعمال کرنے سے عاجز ہے پھر اپنے فوت شدہ بھائی کے لئے عبادات کا ہدیہ پیش

کرنا ایک نیکی ہے اور ہر نیکی کا دس گنا اجر ملتا ہے سو جو شخص میت کے لئے ایک دن کے روزے یا قرآن مجید کے ایک پارے کی تلاوت کا ہدیہ پیش کرتا ہے اللہ تعالی اس کو دس روزوں اور دس پاروں کا اجر عطا فرمائے گا، اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ اپنی عبادات کو دوسروں کے لئے ہدیۃً پیش کرنا اس سے بہتر ہے کہ انسان ان عبادات کا اپنے لئے ذخیرہ کرے، یہی وجہ ہے جس صحابی نے کہا تھا کہ میں اپنی دعا کا تمام وقت آپ پر صلوۃ پڑھنے پر صرف کروں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہارے لئے کافی ہے!

﴿ترمذی حدیث: ۲۴۵۷، مشکوۃ حدیث: ۹۲۹ باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم﴾

یہ وہ صحابی ہیں جو بعد کے تمام لوگوں سے افضل ہیں، پھر اس قول کا کیا جواز ہے کہ سلف صالحین نے فوت شدہ لوگوں کے لئے ایصال ثواب نہیں کیا! کیونکہ اس قسم کے ایصالِ ثواب کے لئے لوگوں کی شہادت کی ضرورت نہیں ہے،---اور اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ سلف صالحین نے ایصال ثواب نہیں کیا تھا تو اس سے ایصال ثواب میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ مستحب ہے، واجب نہیں ہے اور ہمارے لئے ایصال ثواب کے جواز کی دلیل موجود ہے خواہ ہم سے پہلے کسی نے ایصال ثواب کیا ہو یا نہ!۔

ابن قیم نے ایصال ثواب کے دلائل میں سے دعاء استغفار اور نماز جنازہ کو پیش کیا ہے اور ان تمام کاموں کو سلف صالحین نے کیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ آپ کے لئے اذان کے بعد فضیلہ اور وسیلہ (بلند درجہ) کی دعا کی جائے اور آپ پر صلوۃ پڑھی جائے (مسلم: ۳۸۴ مشکوۃ ۶۵۷) اور یہ قیامت تک مشروع ہے اور ہم نے اپنے مشائخ اور قرابت داروں کو دعاء اور تلاوت قرآن اور صدقات کا ثواب پہنچایا اور ہم نے خواب دیکھا کہ انہوں نے اس پر ہمار شکریہ ادا کیا اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ ان تک ہمارا نفع پہنچا ہے۔

عبدالحق نے روایت کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر

سورہ بقرہ پڑھی جائے۔ امام احمد پہلے ایصال ثواب کا انکار کرتے تھے جب انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول کا علم ہوا تو انہوں نے اس انکار سے رجوع کرلیا۔

﴿کتاب الروح: ۳۳ رازابن قیم﴾

امام ابن ابی شیبہ حجاج بن دینار سے مرفوعاً روایت کیا: نیکی کے بعد نیکی یہ ہے کہ تم اپنی نمازوں کے ساتھ ماں باپ کی طرف سے نماز پڑھو، اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کی طرف سے روزے رکھو، اور اپنے صدقہ کے ساتھ ان کی طرف سے صدقہ کرو۔ ﴿شرح الصدور ص: ۴۰۱﴾

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِقْرَؤُوْا عَلٰى مَوْتَاكُمْ ﴿یٰسٓ﴾ "اپنے مردوں پر یٰس پڑھو" اس کا ایک احتمال یہ ہے کہ انسان کی موت کے وقت پڑھو اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس کی قبر پر پڑھو۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جمہور نے پہلی صورت کو اختیار کیا ہے اور ابن قیم نے کئی دلائل سے دوسری صورت کو ترجیح دی ہے۔

عبدالواحد مقدسی نے کہا یہ احادیث مرفوعہ اور صالحین کی بشارتیں ایصال ثواب کے جواز پر اور میت کو اس سے نفع پہنچنے پر دلالت کرتی ہیں، شیخ نے کہا ہر چند کہ صرف صالحین کی بشارتیں دلیل نہیں بن سکتیں، لیکن بکثرت بشارات اس کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: تمہارے خوابوں سے اس کی موافقت ہوتی ہے کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ میں ہے۔

﴿السراج الوہاج شرح مسلم از نواب صدیق حسن صاحب ج ۲ ص: ۵۵ مطبوعہ مطبع صدیقی بھوپال﴾

نواب صاحب (وَاَنْ لیس للانسان الا ما سعی) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ابوالعباس ابن تیمیہ حنبلی نے کہا ہے کہ جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کو صرف اس کے عمل سے نفع ہوتا ہے وہ اجماع کا مخالف ہے اور یہ متعدد وجوہ سے باطل ہے

اور پھر نے اکیس دلائل پیش کیے جس سے ثابت کیا کہ انسان کو غیر کے عمل سے فائدہ پہنچتا ہے۔

۱- انسان کو دوسرے شخص کی دعا سے فائدہ پہنچتا ہے۔

﴿مسلم حدیث:۱۶۳۱ ☆ مشکوۃ:۲۰۳﴾

اور یہ عمل غیر سے فائدہ پہنچا۔

۲- نبی صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ محشر میں پہلے حساب کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔

﴿بخاری ۴۷۱۲ ☆ مشکوۃ:۵۵۷۵﴾

پھر جنت میں دخول کے لئے سفارش کریں گے ﴿بخاری:۷۵۱۰، مشکوۃ:۵۵۷۳﴾

اور آپ کے عمل سے دوسروں کو فائدہ پہنچے گا۔

۳- مرتکب کبیرہ (گنہگار) شفاعت کے ذریعہ دوزخ سے نکالے جائیں گے

﴿بخاری:۷۴۳۹ ☆ مشکوۃ:۵۵۷۹﴾ یہ نفع عمل غیر سے ہوگا۔

۴- فرشتے زمین والوں کے لئے دعا اور استغفار کرتے ہیں۔ ﴿سورہ المومن:۷﴾

۵- اللہ تعالیٰ بعض ایسے گنہگاروں کو جہنم سے نکالے گا جن کا کوئی عمل صالح نہیں ہوگا ﴿مسلم:۱۸۳ ☆ مشکوۃ:۵۵۷۹﴾ اور یہ نفع بغیر عمل اور سعی کے حاصل ہوا۔

۶- مسلمانوں کی اولاد اپنے آباء کے عمل سے جنت میں جائے گی ﴿سورۃ طور:۲۱﴾

اور یہ عمل غیر سے نفع ہے۔

۷- اللہ تعالی نے دو یتیم لڑکوں کے قصہ میں بیان فرمایا ﴿وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا﴾ (سورہ الکھف:۸۲) ان لڑکوں کو اپنے باپ کی نیکی کا فائدہ پہنچا۔

۸- سنت اور اجماع سے ثابت ہے کہ میت کو دوسروں کے کئے ہوئے صدقات سے فائدہ پہنچتا ہے۔

۹- حدیث سے ثابت ہے کہ میت کے ولی کی طرف سے حج کرنے سے میت

سے حج مفروض ساقط ہوجاتا ہے (بخاری:۱۸۵۲، مشکوۃ:۲۵۱۲) اور یہ فائدہ بھی عمل غیر سے ہے۔

۱۰- حدیث میں ہے کہ نذر مانا ہوا حج اور نذر مانا ہوا روزہ بھی غیر کے کرنے سے ادا ہوجاتا ہے۔﴿ابوداود:۳۳۰۸، احمد:۱۷۶۴﴾

۱۱- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقروض کی نماز جنازہ نہیں پڑھی حتیٰ کہ ابوقتادہ نے اس کا قرض ادا کردیا۔ (بخاری:۲۲۸۹ ☆ مشکوۃ:۲۹۰۹) اس طرح غیر کے عمل سے قرض ادا ہوا۔

۱۲- ایک شخص تنہا نماز پڑھ رہا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص اس پر صدقہ کیوں نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھے اور اس کو جماعت کا ثواب مل جائے۔﴿ترمذی:۲۲۰ ☆ ابوداؤد:۵۷۴ ☆ مشکوۃ:۱۱۴۶﴾

۱۳- اگر کسی میت کی طرف سے لوگ قاضی کے حکم سے قرض ادا کردیں تو میت کا قرض ادا ہوجاتا ہے۔

۱۴- جس شخص پر لوگوں کے حقوق ہیں اگر وہ لوگ حقوق معاف کردیں تو وہ بری ہوجاتا ہے۔

۱۵- نیک پڑوسی سے زندگی میں اور موت کے بعد بھی نفع حاصل ہوتا ہے۔

۱۶- حدیث شریف میں ہے کہ ذکر کرنے والوں کی مجلس میں بیٹھا ہوا ایک ایسا شخص بھی بخشا گیا جس نے ذکر نہیں کیا تھا صرف ان کی مجلس میں بیٹھنے کی وجہ سے بخشا گیا۔﴿مسلم:۲۶۸۹ ☆ بخاری ۶۴۰۸ ☆ مشکوۃ:۲۲۶۷﴾

۱۷- میت پر نماز جنازہ پڑھنا اور اُس کے لئے استغفار کرنا، عمل غیر کا نفع ہے۔

۱۸- اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ﴾ جب تک آپ اُن میں ہیں اُن کو عذاب نہیں ہوگا﴾ (سورہ الانفال:۳۳)

۱۹-﴿وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنٰتٌ...... ﴾(سورہ الفتح:۲۵) یعنی کفار مکہ پر اس لئے عذاب نہیں آتا کہ ان میں مومنین صالحین موجود ہیں اگر یہ نہ رہیں تو عذاب آجائے۔ ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ﴾ (سورہ بقرہ:۲۵۱) یعنی اگر بعض لوگوں کی نیکیوں کے سبب اللہ تعالیٰ بعض بُروں سے عذاب نہ ٹالے تو زمین تباہ وبرباد ہو جائے۔ اور یہ عمل غیر سے نفع ہے۔

(اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ مومنین دافع البلاء ہیں۔ ابوابراہیم)

۲۰-نابالغ کی طرف سے بالغ صدقہ فطر ادا کرتا ہے۔

۲۱-(ائمہ ثلاثہ کے نظریہ کے مطابق) نابالغ کی طرف سے اس کا ولی زکوٰۃ ادا کرے تو ادا ہو جائے گی اور یہ عمل غیر سے نفع حاصل کرنا ہے۔ معلوم ہوا کہ کتاب وسنت اور اجماع کی روشنی میں عمل غیر سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

(نواب صاحب کی تفسیر فتح البیان ج ۹ ص:۱۴۳)

میں نے ان کے بیان کردہ دلائل میں احادیث مبارکہ کی تخریج بھی کر دی ہے تاکہ دلیل تلاش کرنے میں آسانی رہے۔

ایصالِ ثواب علمائے دیوبند کی نظر میں

علمائے دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فیصلہ ہفت مسئلہ میں لکھتے ہیں:

سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین میں سے کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب ولسان کے لئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے۔ اسی طرح اگر یہاں (فاتحہ میں) زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشارٌ الیہ اگر روبرو

موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے۔ کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع بین العبادتین ہے قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اُٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہوگئی۔

﴿فیصلہ ہفت مسئلہ ص:٦﴾

پھر آگے چل کر حاجی صاحب لکھتے ہیں: اور گیارھویں شریف حضرت غوث پاک قدس سرہ اور دسواں بیسواں چہلم وششماہی وسالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ وحلوائے شب برات و دیگر ثواب کے کام اسی قاعدہ پر مبنی ہیں۔

﴿فیصلہ ہفت مسئلہ ص:٧﴾

''مثنوی شریف کا ختم'' اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں

مولوی صادق الیقین صاحب فرماتے ہیں کہ جب مثنوی شریف ختم ہوگئی (حاجی امداداللہ صاحب نے) شربت بنانے کا حکم دیا اور فرمایا اس پر مولانا روم کی نیاز کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا: نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا، یہ جائز ہے، لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے۔

﴿امدادالمشتاق اشرف علی تھانوی ص:٩٢﴾

رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں

بزرگوں کو جو نذر دیتے ہیں وہ ہدیہ ہے اور درست ہے اور جو اموات اولیاء کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے، درست ہے۔ ﴿فتاویٰ رشیدیہ:۱/۵۱﴾

ایصالِ ثواب کی نیت سے گیارھویں و توشہ کرنا درست ہے۔

﴿فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب:۱۰۶﴾

بخاری شریف کا ختم

سوال:۔کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرونِ ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں؟

جواب:۔قرونِ ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں۔

﴿فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب:۱۰۲﴾

اگر بلا تعیین یوم کے جمع ہو کر ختم قرآن کریں یا کلمہ طیبہ اور ایصالِ ثواب اُس کا کریں تو جائز ہے اکثر علماء کے نزدیک۔

﴿فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب:۱۰۵﴾

بلا تعیین کھانا تقسیم کرنا یا دینا بطور صدقہ جائز ہے کیونکہ صدقہ کرنا طعام کا کسی کے نزدیک ناجائز نہیں ہے ثواب اس کا میت کو پہنچتا ہے باتفاق البتہ عبادات میں خلاف امام شافعی اور امام مالک کا ہے مالی میں کسی کا خلاف نہیں۔

قال فی الهداية: الاصل فی هذا الباب أن الإنسان له أن يجعل

ثواب عمله لغيره صلاة او صوما او صدقة او غيرها۔

﴿فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب:۱۰۲﴾

انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں

میت کی طرف سے قرضوں کو ادا کرنا، صدقات کرنا اور دیگر تمام عبادات معتبر ہیں۔ ﴿فیض الباری:۴۱۳/۳ مطبوعہ مطبع حجازی مصر﴾

شبیر احمد عثمانی نے متعدد کتب حدیث کے حوالوں سے ایصالِ ثواب کے ثبوت میں احادیث بیان کیں اور اس کے بعد لکھا ان احادیث اور آثار کے علاوہ بکثرت احادیث اور آثار ہیں جو حد تواتر تک پہنچتے ہیں اور ان سے ایصال ثواب ثابت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنی عبادات کا ثواب دوسروں کو پہنچاتا ہے اس سے دوسروں کو نفع ہوتا ہے اور یہ چیز تواتر سے ثابت ہے۔

﴿فتح الملہم شرح مسلم:۳۹/۳﴾

فرض و نفل کا ثواب

عثانی صاحب لکھتے ہیں:

البحر الرائق میں ہے جس شخص نے روزہ رکھا، نماز پڑھی یا صدقہ دیا اور اُس کا ثواب زندوں اور مردوں میں سے کسی کو پہنچا دیا تو جائز ہے اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک ان کو یہ ثواب پہنچ جائے گا اسی طرح بدائع میں ہے علامہ شامی نے کہا: اس سے معلوم ہوا کہ جس کو ثواب پہنچایا وہ عام ہے خواہ زندہ ہو یا مردہ اور عبادت کرتے وقت خواہ اپنی نیت کرے یا غیر کی اور عبادات بھی عام ہے فرض ہو یا نفل۔

اس کے بعد لکھتے ہیں: علامہ ابن حجر اپنے فتاویٰ فقہیہ میں ذکر کیا ہے کہ حافظ ابن

تیمیہ کا زعم ہے کہ نبی کریم ﷺ کو تلاوت قرآن مجید کا ثواب پہنچانا ممنوع ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی عظیم بارگاہ میں اسی چیز کا ثواب پہنچانا چاہئے جس کی آپ نے اجازت دی ہو اور وہ صرف درود شریف اور آپ کے لئے وسیلہ کی دعا ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ علامہ سبکی وغیرہ نے ابن تیمیہ کا رد کیا ہے کہ آپ کو ثواب پہنچانے کے لئے اذن کی ضرورت نہیں ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک عرصہ تک آپ کی طرف سے عمرہ کرتے رہے اور اس کا کوئی اذن نہیں تھا اور ابن موفق نے جو جنید کے طبقہ سے ہیں آپ کی طرف سے ستر حج کئے اور ابن السراج نے آپ کی طرف سے دس ہزار بار قرآن شریف ختم کیا اور متعدد بار آپ کی طرف سے قربانی کی۔

عثمانی صاحب لکھتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں کہ جب ہمارے علماء یہ فرماتے ہیں کہ انسان اپنی عبادات کا ثواب غیر کو پہنچا سکتا ہے تو اس کے عموم میں نبی ﷺ بھی داخل ہیں بلکہ آپ زیادہ حقدار ہیں کیونکہ آپ ہمیں گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لائے ہیں اور اس اہداء ثواب میں آپ کا شکریہ ادا کرنا ہے اور کامل زیادتی کمال کو قبول کرتا ہے اور بعض مانعین کا یہ خیال غلط ہے کہ آپ کو عبادات کا ثواب اس لئے نہیں پہنچانا چاہئے کہ تمام اعمالِ امت تو آپ کے میزانِ عمل میں پہلے ہی موجود ہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہمیں آپ پر درود شریف پڑھنے کا حکم کیوں دیتا۔

﴿فتح الملہم جلد: ۳۹/۳ مکتبۃ الحجاز کراچی﴾

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب

عثمانی صاحب کی اس عبارت پر تبصرہ فرماتے ہیں:

عثمانی صاحب کی عبارت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ آپ کی بارگاہ میں ایصال

ثواب کے لئے کسی خاص دلیل یا اجازت کی ضرورت نہیں ہے اس طرح جو افعال آپ کی تعظیم کے لئے کئے جائیں ان کے لئے بھی کسی خاص اجازت کی ضرورت نہیں ہے بشرطیکہ وہ افعال کسی دلیل شرعی سے ممنوع نہ ہوں، رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ وسلام پڑھتے وقت مسلمان جو تعظیماً قیام کرتے ہیں وہ بھی اسی دلیل سے جائز ہے۔

دوسری اہم بات عثمانی نے یہ لکھی ہے کہ کامل زیادتی کمال کو قبول کرتا ہے اس لئے کوئی شخص آپ کے لئے ایصال ثواب کو اس وجہ سے منع نہ کرے کہ آپ تو خود کامل ہیں آپ کو ثواب کے اہداء کی کیا ضرورت ہے کیونکہ کامل زیادتی کمال کو قبول کرتا ہے۔اور سچ پوچھئے تو آپ کو ثواب اہداء کرنے کی ہمیں ضرورت ہے تاکہ آپ کے ساتھ نسبت قائم رہے اور ہم پر آپ کی نظر التفات ہوتی رہے کیونکہ آپ نے خود فرمایا ہے ﴿تَهَادَوْا تَحَابُوا﴾ ایک دوسرے کو ہدیے دو اور ایک دوسرے سے محبت کرو ہم آپ کی خدمت میں عبادات کا ہدیہ محبت سے پیش کرتے ہیں کسی ضرورت کے خیال سے نہیں کرتے۔ ﴿شرح مسلم جلد:۲/۹۳۲﴾

ان تمام عبارتیں لکھنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ ہم سے جھگڑنے بحث مباحثہ کرنے سے پہلے ہر مکتب فکر اپنے اپنے اکابر کی عبارتیں پڑھیں اور ہم پر فتویٰ بازی کے شوق میں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ شرک وبدعت کا فتویٰ کہیں ان کے اپنے اکابر پر نہ لگ جائے دیکھ لو ہمیں ان کے اکابر کا کتنا خیال ہے پھر بھی یہ ہم سے نارض رہتے ہیں اور ہم پر فتوی بازی کرتے رہتے ہیں۔

ایصال ثواب کون سی قسم ہے جو میں نے ان کے اکابر سے ثابت نہیں کردی اہل سنت کے ہر معمولات کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے کے بعد ان کے صف اول اور چوٹی کے علماء سے بھی ثابت کر دیا ہے اس کے باوجود اگر کوئی ہم پہ فتوی لگائے تو بڑے شوق سے لیکن وہ یہ بات کان کھول کر سن لے وہ فتوی ہم پر بعد میں لگے گا اُس

کا پہلا نشانہ ان کے اکابر ہونگے۔

بچو گے تم اور نہ ساتھی تمہارے
اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبو گے سارے

آؤ اس کے بعد مختصر طور پر اُن علماء کے عقائد و معمولات بھی بتا دوں جن پر تمام مکاتبِ فکر متفق ہیں سب سے پہلے تمام مکاتب فکر کے متفق علیہ مجدد پاک کا مبارک کلام ملاحظہ ہو۔

اور یہ وہی مجدد پاک ہیں جنہیں علامہ اقبال نے یوں خراجِ تحسین پیش کیا ہے

حاضر ہوا میں شیخِ مجدد کی لحد پر
وہ خاک جو ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا دستور تھا کہ میں کھانا پکا کر اُسے اہل عبا سے مخصوص کرتا اور فاتحہ خوانی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم کا نام بھی ملاتا تھا۔ ایک رات خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میں نے سلام عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ نہ فرمائی اور رُخ انور دوسری طرف پھیر لیا۔ میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا۔

''من طعام خانہء عائشہ می خورم۔ ہر کہ مرا طعام فرستد بخانہء عائشہ فرستد'' یعنی میں کھانا عائشہ کے گھر سے کھاتا ہوں۔ جو شخص مجھے کھانا بھیجے وہ عائشہ کے گھر بھیجے''

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب مجھے پتہ چلا کہ حضور ﷺ نے میرے سلام کے جواب میں رُخ انور اس لئے پھیر لیا ہے کہ میں فاتحہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام نہیں لیا کرتا تھا۔ اس کے بعد میں نے فاتحہ میں حضرت عائشہ بلکہ ساری ازواج مطہرات کا نام لینا شروع کر دیا۔ ﴿مکتوبات جلد:۲/۵۹﴾

معلوم ہوا کہ کھانا پکا کر اس پر فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب بزرگانِ دین کی خدمت میں حاضر کرنا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا۔ اگر یہ بات بدعت ہوتی تو حضرت مجدد صاحب جو قاطع بدعت ہیں، اس پر عمل کیوں کرتے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فاتحہ خوانی سے ثواب پہنچتا ہے۔ ورنہ حضور ﷺ حضرت مجدد صاحب سے یوں فرماتے کہ تمہاری فاتحہ کا ہمیں کچھ نہیں پہنچتا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بہت بڑا مقام ہے اور حضور ﷺ سے ان کو ایک خاص نسبت ہے۔

﴿علم وعرفاں از مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب:۱۳۱﴾

اولیاءِ کرام کی بعد از وصال زندگی کے متعلق وہابیوں کا عقیدہ

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی سلیمان کا ہاتھ پکڑ لیا

غیر مقلد عبد المجید سوہدروی شاگرد مولوی ابراہیم سیالکوٹی لکھتا ہے: صوفی حبیب الرحمٰن صاحب کا بیان ہے کہ ۱۹۱۰ء میں جب حضرت ضیا معصوم صاحب مرشد امیر حبیب اللہ خاں کابل پٹیالہ تشریف لائے تو انہوں نے سرہند جانے کے لئے قاضی سلیمان (مصنف ''رحمۃ للعالمین'') کو اپنے ساتھ لیا۔ حضرت ضیا معصوم جب روضہ مجدد الف ثانی پر مراقبہ کے لئے بیٹھے۔ تو قاضی جی نے دل میں کہا کہ شاید ان بزرگوں

نے کوئی راز کی بات کہنی ہو۔ان سے الگ ہو جانا چاہئے۔ابھی اپنے جی میں یہ خیال لے کر اٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا۔اور فرمایا کہ سلیمان بیٹھے رہو۔ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے۔صوفی صاحب کا بیان ہے کہ قاضی صاحب نے بعض دوستوں سے ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ واقعہ مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں بلکہ بیداری کا ہے۔﴿کرامات اہل حدیث:۹﴾

اس سے ثابت ہو گیا کہ اللہ والے قبر میں زندہ ہوتے ہیں دلوں کی باتیں جانتے ہیں اور قبر سے باہر بھی آسکتے ہیں جب اولیاء کرام کی یہ شان ہے تو انبیاء کرام کا کیا مقام ہوگا۔

اسماعیل دہلوی کے دادا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور چاچا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کا فرمان

یہ وہ محدث اور عالم ہیں جن پر تمام مکاتب فکر متفق ہیں اور اپنے لئے ان کے فرمان کو حجت مانتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کا فرمان

دودھ چاول کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکانے اور کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے جائز ہے اور اگر کسی بزرگ کے نام کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے۔﴿زبدۃ النصائح :۱۳۲﴾

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

اس کے بعد تین سو ساٹھ (۳۶۰) مرتبہ وہی دعا مذکور پڑھے پھر دس مرتبہ درود شریف پڑھے اور ختم تمام کرے اور تھوڑی سی شرینی پر فاتحہ بنام خواجگان چشت

پڑھے اور اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے عرض کرے اسی طرح ہر روز کرے ان شاء اللہ چند روز میں مقصد حاصل ہوگا۔ ﴿انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ: ۱۱۰﴾

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے والدِ مکرم شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ میں ایام مولود شریف میں کھانا پکایا کرتا تھا تا کہ میلاد شریف پر اظہارِ خوشنودی کرسکوں ایک سال میں اتنا تنگدست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا میں نے کچھ بُھنے ہوئے چنے لئے اور لوگوں میں تقسیم کردیئے کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بُھنے ہوئے چنے رکھے ہیں اور آپ ہشاش بشاش ہیں۔

﴿درثمین فی مبشرات النبی الامین حدیث الثانی واعشرون: ۴۱﴾

اولیاءِ کرام کے مزارات پر مانی ہوئی نذر ادا کرنا

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں: میرے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب مخدوم شیخ اللہ دیہ کے مزار شریف کی زیارت کے لئے قصبہ ڈاسنہ میں تشریف لے گئے رات کو ایک ایسا وقت آیا کہ اس حالت میں فرمایا کہ مخدوم صاحب ہماری ضیافت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھا کے چلے جانا، ہم ٹھہر گئے حتی کہ لوگوں کی آمد ورفت بند ہوگئی۔ زیادہ دیر ہوجانے کی وجہ سے دوستوں کو ملال پیدا ہوا۔ چنانچہ ایک عورت چاولوں اور شیرینی کا تھال سر پر رکھے ہوئے آئی اور کہا میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا خاوند واپس آجائے تو میں اسی وقت یہ کھانا مخدوم اللہ دیہ کی درگاہ پر بیٹھنے والوں کو پہنچاؤں گی، میرا شوہر اس وقت آیا ہے تو میں نے منت پوری کی ہے، میری تمنا تھی کہ کوئی وہاں موجود ہو جو اس کھانے کو کھالے (چنانچہ سب نے کھایا)

﴿انفاس العارفین: ۴۵﴾

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کا فرمان

وہ کھانا جو حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم کی نیاز کے لئے پکایا جائے اور جس پر فاتحہ،قل اور درود پڑھا جائے وہ تبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

﴿فتاوی عزیزیہ:۷۵﴾

یہی شاہ صاحب فرماتے ہیں:

حضرت علی اور ان کی تمام اولاد پاک کو تمام افرادِ امت پیروں مرشدوں کی طرح مانتے ہیں اور تکوینی امور کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ اور درود صدقات اور نذر و نیاز ان کے نام کی ہمیشہ کرتے ہیں۔ چنانچہ تمام اولیاء اللہ کا یہی حال ہے۔﴿تحفہ اثناعشریہ:۳۹۶﴾

نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی نے تحفہ اثناعشریہ کا جو اردو ترجمہ شائع کیا ہے اس میں سے یہ عبارت بدل دی ہے۔ یہ بدترین علمی خیانت ہے۔

مرنے کے بعد فاسق مومن کو مسلمانوں کے طریقے پر غسل دیں اور استغفار اور فاتحہ و درود اور صدقات و خیرات اس کے لئے لازم تصور کریں۔﴿تفسیر عزیزی:۱۸۲﴾

ایصالِ ثواب کے متعلق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ

فاتحہ دلاتے وقت کھانا سامنے رکھنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

اور وقت فاتحہ کھانے کے قاری کے پیشِ نظر ہونا اگرچہ بیکار بات ہے مگر اس کے سبب سے وصولی ثواب یا جوازِ فاتحہ میں کچھ خلل نہیں، جو اُسے ناجائز اور ناروا کہے ثبوت اس کا دلیل شرعی سے دے، ورنہ اپنی طرف سے بحکم خدا اور رسول کسی چیز کو ناجائز و ناروا کہہ دینا خدا اور رسول پر افتراء کرنا ہے، ہاں اگر کسی شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ جب

تک کھانا سامنے نہ کیا جائے گا ثواب نہ پہنچے گا تو یہ گمان اس کا محض غلط ہے لیکن نفس فاتحہ میں اس اعتقاد سے بھی کچھ حرف نہیں آتا۔ ﴿فتاویٰ رضویہ:۱۹۵/۴﴾

تیجہ اور چالیسویں کو معین کرنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

اموات مسلمین کو ایصال ثواب قطعاً مستحب ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تم میں سے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہے تو نفع پہنچائے۔

﴿مسلم حدیث:۲۱۹۹ ☆ مشکوۃ حدیث ۴۵۲۹ کتاب الطب﴾

اور یہ تعینات عرفیہ ہیں، ان میں اصلاً حرج نہیں جبکہ انہیں شرعاً لازم نہ جانے، یہ نہ سمجھے کہ انہیں دنوں ثواب پہنچے گا، آگے پیچھے نہیں۔ ﴿فتاویٰ رضویہ:۲۱۹/۴﴾

نیز لکھتے ہیں: تیجے و چالیسویں وغیرہ کا تعین عرفی ہے جس سے ثواب میں خلل نہیں آتا۔ ﴿فتاویٰ رضویہ:۲۲۲/۴﴾

محتاج ختم پڑھ کر خود کھالے اپنے بیوی بچوں کو کھلا دے، سب ثواب ہے

تیجا، دسواں، چہلم وغیرہ جائز ہیں جبکہ اللہ کے لئے کریں اور مساکین کو دیں، اپنے عزیزوں کا ارواح کو علم ہوتا ہے اور اُن کا آنا نہ آنا کچھ ضرور نہیں، فاتحہ کا کھانا بہتر یہ ہے کہ مسکین کو دے اور اگر خود محتاج ہے تو آپ کھالے، اپنے بی بی بچوں کو کھلائے سب اجر ہے---- حضور ﷺ نے ایصالِ ثواب کے لئے حکم بھی دیا اور صحابہ نے ایصالِ ثواب کیا اور آج تک کے مسلمانوں کا اس پر اجماع رہا، تخصیصات عرفیہ جب کہ لازم شرعی نہ سمجھی جائیں خدا نے مباح کی ہیں اور عرس کہ منہیات شرعیہ سے خالی ہو اور شیرینی پر ایصالِ ثواب یہ سب جائز ہیں اور نزد قبر رکھنے کی ضرورت نہیں نہ اُس میں جرم جبکہ لازم نہ جانے۔ ﴿فتاویٰ رضویہ:۲۱۸/۴﴾

کسی نے کہا کوئی ایسی حدیث لکھ دیجئے جس سے ثابت ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فاتحہ دلائی تھی (اسی طرح سوئم، چہلم اور عرس کے بارے میں بھی سوال

کیا جاتا ہے)

اس کے بارے میں اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

فاتحہ دلانا شریعت میں جائز ہے اور جس طرح مدارس اور خانقاہیں اور مسافر خانے بنائے جاتے ہیں اور سب مسلمان ان کو فعلِ ثواب سمجھتے ہیں، کیا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بنائے یا بنوائے تھے یا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ فاتحہ جس طرح اب دی جاتی ہے جس میں قرآن مجید اور کھانے دونوں کا ثواب میت کو پہنچاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا، اور جب ممانعت کا ثبوت نہیں دے سکتا اور بے شک ہرگز نہیں دے سکتا تو جس چیز سے اللہ اور رسول نے منع نہ فرمایا اور دوسرا کہ منع کرے گا اپنے دل سے شریعت گڑھے گا۔

إِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ۔

﴿بے شک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا﴾ ﴿تھوڑا برتنا ہے اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے﴾

﴿سورہ النحل آیت:۱۱۶-۱۱۷ پارہ:۱۴، رکوع:۲۱ ☆ فتاویٰ رضویہ:۴/۲۲۶﴾

﴿باب نمبر:۹﴾

عُرس اولیاء اللہ

عرس کے لغوی معنی ہیں شادی ۔ اسی لئے دولہا اور دلہن کو عروس کہتے ہیں۔ بزرگانِ دین کی تاریخ وفات کو عرس اس لئے کہتے ہیں کہ جب اولیاء کرام قبر کے امتحان سے پاس ہوجاتے تو انہیں کہا جاتا ہے نَمْ کَنَوْمَةِ الْعُرُوْس ،عرس اسی سے ماخوذ ہے اور سالانہ عرس بھی ایصال ثواب کی ایک قسم ہے اس کے دلائل وہی ہیں جو ایصال ثواب کے ہیں

عن أبی هريرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم:

إذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ أتَاهُ مَلَكَانِ أسْوَدَانِ أزْرَقَانِ يُقَالُ لِأحَدِهِمَا الْمُنْكَرُ وَالآخَرُ النَّكِيْرُ فَيَقُوْلانِ مَاكُنْتَ تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُل فَيَقُوْلُ مَاكَانَ يَقُوْلُ هُوَ عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهُ أشْهَدُ أنْ لَّا إلٰهَ إلَّا اللهُ وَأنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ فَيَقُوْلانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أنَّكَ تَقُوْلُ هٰذَا ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِي سَبْعِيْنَ ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهُ فِيْهِ ثُمَّ يُقَالُ لَهُ نَمْ فَيَقُوْلُ أرْجِعُ إلَى أهْلِي فَأُخْبِرُهُمْ فَيَقُوْلانِ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ الَّذِي لايُوْقِظُهُ إلَّا أحَبُّ أهْلِهِ إلَيْهِ حَتَّى يَبْعَثَهُ اللهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میت دفن کی جاتی ہے تو اُس کے پاس دوسیاہ رنگ نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں، ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے، وہ کہتے ہیں تو ان صاحب کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ وہ شخص وہی بات کہتا ہے جو دنیا میں کہتا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے

رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔تب وہ کہتے ہیں ہم تو جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا۔پھر اُس کی قبر کو طولاً عرضاً ستر ستر ہاتھ کشادہ اور منور کیا جاتا ہے پھر اُسے کہا جاتا ہے (آرام سے) سوجا۔وہ کہتا ہے میں واپس گھر جا کر گھر والوں کو بتا آؤں۔وہ کہتے ہیں نہیں دلہن کی طرح سو جاؤ جس کو گھر والوں میں سے محبوب ترین شخص ہی اُٹھاتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُسے اُس کی خواب گاہ سے اُٹھائے گا۔

﴿ترمذی حدیث:۱۰۷۱ ابواب الصلاۃ باب عذاب القبر﴾

﴿مشکوۃ حدیث:۱۳۰ کتاب الایمان باب عذاب القبر﴾

شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں صاحب فرماتے ہیں:

مرقات میں فرمایا: کہ یہاں سونے سے مراد آرام کرنا ہے یعنی یہ برزخی زندگی آرام سے گزار کہ تجھ تک سوا خدا کی رحمت کے کوئی آفت یا بلا نہیں پہنچ سکے گی جیسے کہ عروس دلہن کے پاس دولہا کے سوا کوئی نہیں پہنچتا یہ نیند غفلت والی مراد نہیں اگر غفلت والی نیند مراد ہوتی تو قبرستان پہنچ کر سلام کرنا سنت نہ ہوتا کیونکہ سونے والوں کو سلام کرنا منع ہے۔﴿مرآۃ جلد:۱/۱۳۴﴾

چونکہ اس دن نکیرین نے اُن کو عروس کہا اس لئے وہ دن روزِ عرس کہلایا۔یا اس لئے کہ وہ جمالِ مصطفیٰ ﷺ کے دیکھنے کا دن ہے اور وصالِ محبوب کا دن عرس کا دن ہے لہٰذا یہ عرس کہلایا۔؎

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا

حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں......

جب منکر نکیر آتے ہیں، مقبولانِ الٰہی سے کہتے ہیں ”نَمْ کَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ“

عرس کہ رائج ہے اسی سے ماخوذ ہے، اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے اور اس میں عرس کرے تو کون سا گناہ لازم ہوا۔

اشرف علی تھانوی صاحب حاشیہ میں لکھتے ہیں: تعیین یوم میں آنے والوں کو سہولت ہے باقی اس تعیین کو مثل احکام مقصود کے سمجھنا غلو ہے۔

﴿امداد المشتاق:۸۸﴾

اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

پس عرس میں جو تاریخ معین ہوتی ہے اگر اس تعیین کو قربت نہ سمجھیں بلکہ کسی اور مصلحت سے یہ تعیین ہو مثلاً سہولت اجتماع تاکہ تداعی صعوبت یا بعض اوقات اس کی کراہت شبہ سے مامون رہیں اور خود اجتماع اس مصلحت سے ہو کہ ایک سلسلہ کے احباب باہم ملاقات کر کے حب فی اللہ کو ترقی دیں اور اپنے بزرگوں کو آسانی سے اور کثیر تعداد میں جو کہ اجتماع میں حاصل ہے فائدہ پہنچانا ہے، بے تکلف میسر ہو جائے، نیز اس اجتماع میں طالبوں کو اپنے لئے شیخ کا انتخاب بھی سہل ہوتا ہے، یہ تو ظاہری مصالح ہیں جو مشاہد ہیں یا کوئی باطنی مصلحت داعی ہو جیسے میں نے بعض اکابر اہل ذوق سے سنا ہے کہ میت کو اپنے یوم وفات کے عود سے وصول ثواب کے انتظار کی تجدید ہوتی ہے اور مصلحت محض کشفی ہے جس کا کوئی مکذب، عقلی یا نقلی موجود نہیں اس لئے صاحب کشف کو یا اس صاحب کشف کے معتقد کو بدرجہ ظن اس کی رعایت کرنا جائز ہے البتہ جزم جائز نہیں بہر حال ایسے مصالح سے یہ تعیین ہو تو فی نفسہ جائز ہے۔

﴿بوادر نوادر:۴۵۸﴾

اسماعیل دہلوی غیر مقلدین کے شہید لکھتے ہیں:

پس ان امور کی خوبی میں فاتحہ، عرس، نذر، نیاز اموات میں شک وشبہ نہیں ہے۔

﴿صراط مستقیم:۵۵﴾

عرس کی حقیقت

عرس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ ہر سال تاریخ وفات پر قبر کی زیارت کرنا اور قرآن خوانی اور صدقات کا ثواب پہنچانا، اس اصل عرس کا ثبوت حدیث پاک اور اقوال فقہاء سے ہے

ہر سال شہداء اُحد کی زیارت کرنا

عن عباد بن أبی صالح: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْتِي قُبُوْرَ الشُّهَدَاءِ بِأُحُدٍ عَلَى رَأْسِ كُلِّ حَوْلٍ فَيَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ قَالَ: وَجَاءَهَا أَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ ﴿روی ابن شیبۃ﴾

حضرت عباد بن ابوصالح بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے: سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔ پھر اُن کے بعد خلفاء راشدین آتے رہے۔

﴿دلائل النبوۃ:۳/۳۰۸ ☆ کتاب المغازی:۱/۳۱۳ ☆ کتاب وفاء الوفاء:۹۳۲﴾

﴿تبیان القرآن جلد:۴/۲۰۳ ☆ شرح الصدور:۲۸۲ باب زیارۃ القبور ☆ شامی جلد اول باب زیارۃ القبور﴾

مزارت پر منبر بچھانا

عن عقبة بن عامر رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ، وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيْحَ الْأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِي، وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز شہدائے احد پر نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے جیسے میت پر نماز پڑھی جاتی ہے پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا: میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور بے شک خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اب بھی دیکھ رہا ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے (میری تمہاری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں اُسے اب بھی اس جگہ پہ کھڑے ہو کر دیکھ رہا ہوں) اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں، عطا فرمادی گئی ہیں یا زمین کی کنجیاں اور بے شک خدا کی قسم مجھے تمہارے متعلق ڈر نہیں ہے کہ میرے بعد شرک کرنے لگو گے لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ دنیا کی محبت میں پھنس جاؤ گے۔

﴿ابوداؤد حدیث (۳۲۲۳) ☆ نسائی حدیث (۱۹۵۳)﴾

﴿مشکوٰۃ حدیث: ۵۹۵۸ کتاب الفضائل باب الوفاۃ﴾

﴿بخاری حدیث: ۱۳۴۴ کتاب الجنائز باب الصلاۃ علی الشہید﴾

﴿بخاری: ۴۰۴۲ کتاب المغازی باب غزوۃ احد ☆ مسلم حدیث: ۲۲۹۶ کتاب الفضائل﴾

اس حدیث میں جہاں مزارات پر منبر بچھا کر تقریر کرنے عرس، منانے کا ثبوت مل رہا ہے وہاں علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ثابت ہو رہا ہے کہ آپ زمین پر کھڑے ہو کر حوض کوثر کو دیکھ رہے ہیں اور قسم اُٹھا کر فرما رہے ہیں کہ میری امت دنیا دار تو ہو سکتی ہے لیکن مشرک نہیں ہو سکتی، اب جو بات بات پر مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں وہ جھوٹے ہیں کہ انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم پر بھی اعتبار نہیں، جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر اعتماد نہ ہو وہ منکر حدیث ہے وہ اہل سنت نہیں ہو سکتا ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ نبی کا فرمان خدا کا فرمان ہے۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

مزارات پرتقریر کرنا

عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قَالَ:خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِی جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ وَكَأَنَّ عَلَى رُؤُسِنَا الطَّيْرَ وَفِي يَدِهِ عُوْدٌ يَنْكُتُ فِي الأرض فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ :اسْتَعِيْذُوْا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ:إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الآخِرَةِ نَزَلَ إِلَيْهِ مَلَائِكَةٌ مِنَ السَّمَاءِ بِيْضُ الْوُجُوْهِ كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الشَّمْسُ مَعَهُمْ كَفْنٌ مِنْ أَكْفَانِ الْجَنَّةِ وَحَنُوْطٌ مِنْ حَنُوْطِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَجْلِسُوْا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَجِيْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ علیہ السلام حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَيَقُوْلُ: أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ اخْرُجِي إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنَ اللهِ وَرِضْوَانٍ فَتَخْرُجُ تَسِيْلُ كَمَا تَسِيْلُ الْقَطْرَةُ مِنْ فِي السِّقَاءِ فَيَأْخُذُهَا فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوْهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتَّى يَأْخُذُوْهَا فَيَجْعَلُوْهَا فِي ذٰلِكَ الْكَفَنِ وَفِي ذٰلِكَ الْحَنُوْطِ وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَطْيَبِ نَفْحَةِ مِسْكٍ وُجِدَتْ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ فَيَصْعَدُوْنَ بِهَا فَلَا يَمُرُّوْنَ يَعْنِي بِهَا عَلَى مَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا قَالُوْا مَا هٰذَا الرُّوْحُ الطَّيِّبُ فَيَقُوْلُوْنَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِأَحْسَنِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانُوْا يُسَمُّوْنَهُ بِهَا فِي الدُّنْيَا حَتَّى يَنْتَهُوْا بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَسْتَفْتِحُوْنَ لَهُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ فَيُشَيِّعُهُ مِنْ كُلِّ سَمَاءٍ مُقَرَّبُوْهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي تَلِيْهَا حَتَّى يُنْتَهَى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَيَقُوْلُ اللهُ عزوجل : اكْتُبُوْا كِتَابَ عَبْدِيْ فِي عِلِّيِّيْنَ وَأَعِيْدُوْهُ إِلَى الأَرْضِ فَإِنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيْهَا أُعِيْدُهُمْ وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى قَالَ فَتُعَادُ رُوْحُهُ فِي جَسَدِهِ فَيَأْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُوْلَانِ

لَهُ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللهُ فَيَقُوْلَانِ لَهُ مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ دِيْنِيَ الإِسْلامُ فَيَقُوْلَانِ لَهُ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللهِ فَيَقُوْلَانِ لَهُ وَ مَا عِلْمُكَ فَيَقُوْلُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ فِي السَّمَاءِ أَنْ صَدَقَ عَبْدِيْ فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَأَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ قَالَ: فَيَأْتِيْهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيْبِهَا وَيُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ مَدَّ بَصَرِهِ وَيَأْتِيْهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ حَسَنُ الثِّيَابِ طَيِّبُ الرِّيْحِ فَيَقُوْلُ أَبْشِرْ بِالَّذِيْ يَسُرُّكَ هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِيْ كُنْتَ تُوْعَدُ فَيَقُوْلُ لَهُ مَنْ أَنْتَ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيْءُ بِالْخَيْرِ فَيَقُوْلُ أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ فَيَقُوْلُ رَبِّ أَقِمِ السَّاعَةَ حَتّٰى أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِيْ وَمَالِي۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے قبر پر پہنچے تو قبر ابھی تیار نہیں تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے ہم آپ کے آس پاس ایسے بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں پر پرندے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چھڑی تھی جس سے آپ زمین کریدنے لگے پھر اپنا سر اُٹھایا دو یا تین بار فرمایا کہ عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگو پھر فرمایا:

بندہ مؤمن جب دنیا سے روانہ ہو کر آخرت کی طرف جانے لگتا ہے تو اُس پر آسمان سے سفید چہرے والے فرشتے اترتے ہیں گویا اُن کے چہرے سورج ہیں جن کے ساتھ جنت کے کفنوں سے کفن اور وہاں کی خوشبو ہوتی ہے، حتی کہ میت کی حد نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت علیہ السلام آتے ہیں اُس کے سر کے پاس بیٹھ کر کہتے ہیں اے پاک روح اللہ کی بخشش اور رضا کی طرف نکل تو وہ نکلتی ہے ایسے بہتی ہوئی جیسے مشک سے قطرہ ملک الموت اُسے لے لیتے ہیں جب لیتے ہیں تو فرشتے اُن کے ہاتھ میں پل بھر نہیں چھوڑتے حتی کہ اُسے لے لیتے ہیں اُس کو کفن اور خوشبو میں ڈال

دیتے ہیں اس میت سے ایسی نفیس خوشبو نکلتی ہے جیسے روئے زمین پر بہترین مشک سے
فرمایا: اُسے لے کر چڑھتے ہیں تو فرشتوں کی کسی جماعت پر سے نہیں گذرتے مگروہ کہتے ہیں
کہ یہ کیا ہی پاکیزہ روح ہے فرشتے کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے اُس کا وہ اعلیٰ نام لے
کر جو زمین میں لیا جاتا تھا حتی کہ اُسے لے کر آسمانِ دنیا پر پہنچتے ہیں تو اُس کے لئے
(دروازے) کھلوائے جاتے ہیں تو اُن کیلئے کھول دیئے جاتے ہیں اُسے ہر آسمان کے
فرشتے دوسرے آسمان تک پہنچاتے ہیں حتی کہ ساتویں آسمان تک پہنچا دیئے جاتے ہیں۔
رب فرماتا ہے میرے بندے کی کتاب علیین میں لکھو اور اُسے زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ
میں نے انہیں زمین سے پیدا کیا ہے وہاں ہی انہیں پھیر لے جائیں گے اور اُسی سے انہیں
دوبارہ نکالیں گے فرمایا:

تب اُس کی روح جسم میں واپس کی جاتی ہے پھر اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں
اُسے بٹھاتے ہیں اور اُس سے کہتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے
وہ کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے وہ کہتے ہیں وہ صاحب کون ہیں
جو تم میں بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ کہتے ہیں تجھے کیسے معلوم ہوا یہ کہتا
ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اُس پر ایمان لایا اُس کی تصدیق کی تو آسمان سے ایک
پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے اُس کے لئے جنت کا فرش بچھاؤ جنتی لباس پہناؤ
اور جنت کی طرف دروازہ کھول دو فرمایا: تب اُس تک جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے تاحدنگاہ
اُس کی قبر میں فراخی کی جاتی ہے اُس کے پاس ایک خوبصورت اچھے کپڑوں اچھی خوشبو والا
شخص آتا ہے کہتا ہے اس سے خوش ہو جو تجھے مسرور کرے یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تجھ سے
وعدہ کیا جاتا تھا یہ کہتا ہے تو کون ہے تیرا چہرہ بھلائی لاتا ہے وہ کہتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں
تب بندہ کہتا ہے یارب قیامت قائم کر یہاں تک کہ میں اپنے گھربار اور مال میں پہنچوں۔

﴿احمد حدیث:۱۸۰۶۳ ☆ مشکوٰۃ حدیث ۱۶۳۰ کتاب الجنائز باب مایقال عندمن حضرہ الموت﴾

مؤمن کا یوم وصال آزادی کا دن ہے

عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ قال :قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دنیا مؤمن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔

﴿مسلم حدیث ۲۹۵۶، مشکوٰۃ حدیث ۵۱۵۸ کتاب الرقاق﴾

یعنی مؤمن دنیا میں کتنا ہی آرام میں ہو، مگر اُس کے لئے آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں دنیا جیل خانہ ہے، جس میں وہ دل نہیں لگاتا، جیل اگرچہ اے کلاس ہو، پھر بھی جیل ہے، اور کافر خواہ کتنی ہی تکالیف میں ہوں، مگر آخرت کے عذاب کے مقابل اُس کے لئے دنیا باغ اور جنت ہے، وہ یہاں دل لگا کر رہتا ہے۔

﴿مرأۃ جلد:۷/۴﴾

جب قیدی کو جیل خانہ سے آزادی ملتی ہے تو وہ دن قیدی کے لئے خوشی کا دن ہوتا ہے اسی طرح مؤمن جب دنیا کے قید خانہ سے چھوٹتا ہے اور اللہ کی رحمت میں چین پاتا ہے تو وہ دن اُس کی خوشی اور عرس کا ہوتا ہے۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں

نشان مردِ مؤمن باتو گویم
چو مرگ آید تبسم برلبِ اوست

آ میں تجھ کو مؤمن کی نشانی بتاؤں کہ جب اُس کی موت کا وقت آتا ہے تو اُس کے لبوں پر تبسم ہوتا ہے

مؤمن دنیا کی تکالیف سے چھوٹ کر اللہ کی رحمت میں جاتا ہے

عن أبی قتادة رضی اللہ عنہ أنه كان يُحَدِّثُ :
أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ:مُسْتَرِيْحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ.
قَالُوْا يَارسولَ اللّٰهِ، مَا الْمُسْتَرِيْحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْه؟ قَالَ:
العَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللّٰهِ،
وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ، وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جنازہ گذرا تو آپ نے فرمایا: اس سے راحت حاصل کی گئی یا راحت پا گیا، لوگ بولے یارسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام راحت پانے والے اور اس سے چھوٹنے والے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا کہ بندہ مؤمن دنیا کی تکلیف اور اذیتوں سے چھوٹ کر اللہ کی رحمت میں جاتا ہے اور بدکار بندے سے انسان، شہر، درخت اور جانور سب ہی راحت پاتے ہیں۔

﴿بخاری حدیث:۶۵۱۲، کتاب الرقاق، مسلم۹۵۰، مشکوۃ حدیث:۱۶۰۳﴾

جیو تو ایسے کہ ہر شخص احترام کرے
مرو تو ایسے کہ دشمن بھی تجھے سلام کرے

مؤمن کی موت عید اور کافر کی موت مصیبت ہے

عن عبادة بن الصامت رضی اللہ عنہ قَالَ :قال رسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ
قَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ :إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ: لَيْسَ ذَاكِ، وَلَكِنَّ

اَلْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهِ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ وَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوبَتِهِ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ سے ملنا چاہتا ہے اللہ اُس سے ملنا چاہتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اُس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیویوں نے کہا کہ ہم تو موت سے گھبراتی ہیں تو فرمایا کہ یہ مطلب نہیں لیکن مؤمن کو جب موت آتی ہے تو اُسے اللہ کی رضا اور اُس کے انعامات کی بشارت دی جاتی ہے تب اُسے کوئی چیز اگلے جہان سے زیادہ پیاری نہیں ہوتی اس پر وہ اللہ سے ملنا چاہتا ہے اور اللہ اُس سے ملنا چاہتا ہے اور کافر کو جب موت حاضر ہوتی ہے تو اُسے اللہ کے عذاب اور سزا کی خبر دی جاتی ہے تب اُسے اگلے جہان سے زیادہ کوئی شے ناپسند نہیں ہوتی لہذا وہ اللہ کو ملنا ناپسند کرتا ہے اور اللہ اُس سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔

﴿بخاری حدیث: ۶۵۰۷ کتاب الرقاق، مسلم حدیث ۲۶۸۳ مشکوۃ حدیث: ۱۶۰۱﴾

کافر کو موت کے وقت تین مصیبتوں کا سامنا ہوتا ہے دنیا چھوٹنے کا غم آئندہ مصیبتوں کا خوف جان نکلنے کی شدت غرضکہ مومن کی موت عید ہے اور کافر کی موت مصیبت اسی لئے اولیاء اللہ کی موت کو عرس کہا جاتا ہے یعنی شادی۔

﴿مرأۃ جلد: ۲/۴۳۷﴾

خلاصہ

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ بندۂ مومن اور اولیاء اللہ کا وصال اُس کے لئے رنج و ملال نہیں بلکہ فرحت آرام وخوشی کا باعث ہوتا ہے وہ خدا تعالی کے دیدار کا مشتاق ہوتا ہے رحمت کے فرشتے اُسے مبارکباد دیتے ہیں۔ اور اُس کے وصال سے خوش ہوتے ہیں۔ پروردگارِ عالم کی طرف سے اُسے خوشنودی اور سرخروئی کا سہرا اور تاج عطا ہوتا ہے۔ اور اُس کی بے انتہا رحمتیں اور برکتیں اُس پر نازل ہوتی ہیں۔ آسمان کے فرشتے اُسے بشارت دیتے ہیں اور اُس کا استقبال کرتے ہیں اور اُس کے لئے جنتی فرش بچھایا جاتا ہے اور فردوس کا حُلہ اور جوڑا عطا ہوتا ہے۔ اور اس کا عمل صالح اُسے مژدۂ جانفزا اور مبارکباد دیتا ہے۔ ارواح مومنین اس سے اور وہ ان سے مل کر خوش ہوتے، شادیاں رچاتے اور خوشیاں مناتے ہیں اور اُس سے کہا جاتا ہے دولہا اور نوشہ کی طرح عیش و آرام سے خوابِ ناز میں سوجا اور عیش و آرام سے رہ۔ گویا یہ دولہا اور باقی تمام فرشتے اور ارواح مؤمنین اس کی برات ہوتے ہیں۔ اور خشنودی فرش و فروش اور جنتی لباس وغیرہ اس کا سامانِ برات ہوتا ہے۔ پس اس عروس جنت کے یوم وصال کو اُس کا یوم عُرس کہتے ہیں۔

اعتراض:۔ عرس منانے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجا کرو کہ تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے تم جہاں بھی ہو۔

﴿ابوداؤد حدیث (۲۰۴۲) کتاب المناسک﴾

﴿مشکوۃ حدیث (۹۲۶) کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علی النبی ﷺ﴾

یہ حدیث کتاب التوحید کے ص نمبر ۱۷ پر موجود ہے اس میں لاتَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا کا ترجمہ لقمان سلفی صاحب نے یہ کیا ہے میری قبر کو عرس کی جگہ نہ ٹھہراؤ۔

جواب:- عید کا ترجمہ عرس عربی کی کسی لغت میں نہیں ملتا یہ حدیث کی معنوی تحریف ہے

اگر عید کا معنی عرس کیا جائے تو پھر اس آیت کا ترجمہ یوں ہونا چاہیے

رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَآخِرِنَا

اے اللہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اُتار کہ وہ ہمارے لئے عرس ہو اور اگلوں پچھلوں کے لئے بھی۔ ﴿سورہ مائدہ: ۱۱۴﴾

اس حدیث کا ترجمہ یوں ہونا چاہئے حضرت عبید بن سباق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعوں میں سے ایک جمعہ کے دن فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللهُ عِيْدًا

اے مسلمانوں کے گروہ یہ وہ دن ہے جسے اللہ نے عرس بنایا

﴿مشکوۃ حدیث ۱۳۹۸﴾

معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن حضرت آدم علیہ السلام کے عرس کا دن ہے اگر یہاں عرس کے معنی صحیح نہیں تو وہاں بھی معنی عرس کرنا تحریف معنوی ہے

اس حدیث کا صحیح مفہوم کیا ہے اس کے متعلق شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری فرماتے ہیں:

کہ حافظ منذری کہتے ہیں کہ احتمال ہے کہ آپ کی مراد قبر شریف کی کثرت زیارت پر برانگیختہ کرنا ہو اور اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت عید کی طرح مت بناؤ کہ ہر سال میں ایک دو مرتبہ سے زائد نہ آؤ۔ اور لا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا سے مراد مکانوں میں نماز ترک کرنا ہے اور مکانوں کو مثل قبور بنا دینا

ہے یعنی مثل مُردوں کے پڑے رہیں اور کوئی اطاعت وعبادت نہ کریں (یعنی فرائض مسجد میں ادا کرو اور نوافل گھر میں) اور امام سبکی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے مراد زیارت کے لئے تعین وقت کی ممانعت ہے جیسا کہ عید کے لئے وقت مقرر ہے بلکہ تمام سال اور پوری زندگی زیارت کا وقت ہے یا عید سے تشبیہ دینے کا مقصد یہ رہا ہوگا کہ اس میں زینت وآرائش اور اجتماع سے پرہیز کیا جائے جیسا کہ عید میں رسم ہے بلکہ چاہئے کہ زیارت سلام اور دعا پر ہی اکتفا کرے۔

﴿جذب القلوب باب گنبدِ خضراء کی زیارت:۲۹۴﴾

علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ بعض یہود اور نصاریٰ اپنے انبیاء کرام کی قبور کی زیارت کے لئے جمع ہوتے اور کھیل کود میں مشغول ہوتے تو نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو اس سے منع فرمایا۔ ﴿القول البدیع:۲۴۱﴾

مفتی احمد یار خاں صاحب فرماتے ہیں:

یعنی جیسے عیدگاہ میں سال میں صرف دو بار جاتے ہیں ایسے میرے مزار پر نہ آؤ بلکہ اکثر حاضری دیا کرو یا جیسے عید کے دن کھیل کود کے لئے میلوں میں جاتے ہیں ایسے تم ہمارے روضے پر بے ادبی سے نہ آیا کرو بلکہ باادب رہا کرو۔

﴿مرأۃ شرح مشکوۃ:۲/۱۰۱﴾

اعتراض:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لاتُشَدُّ الرِّحَالُ إلا إلى ثلاثةِ مساجدَ مسجد الحرام والمسجد الأقصى ومسجدي هذا تین مسجدوں کے سوا اور کسی طرف سفر نہ کیا جائے، مسجد بیت اللہ اور مسجد بیت المقدس اور میری مسجد۔

﴿بخاری حدیث ۱۱۹۷ ☆ مسلم ۱۳۹۷ ☆ مشکوۃ ۶۹۳﴾

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان تین مسجدوں کے سوا اور کسی طرف سفر کرنا جائز

نہیں اور زیارت قبور بھی ان تینوں کے سوا ہے۔

جواب:- شیخ کبیر محدث جلیل سید محمد بن علوی مالکی فرماتے ہیں:

اس حدیث کا مفہوم سمجھنے میں لوگ غلطی کر جاتے ہیں اور اس سے زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شدِ رحال کے حرام ہونے پر استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سفر گناہ و معصیت ہے۔ یہ استدلال کلیۃً مردود ہے کیونکہ باطل فہم و عقل پر مبنی ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ آپکا ارشادِ گرامی مذکور اہل لغت وغیرہ کے نزدیک مشہور ومعروف طریقہ کلام یعنی استثناء کے طریقہ پر ہے۔ اور یہ طریقہ کلام مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ کو چاہتا ہے جو إلا کے بعد مذکور ہوتا ہے اُس کو مستثنی کہتے ہیں اور إلا کے ماقبل والے کلام کو مستثنیٰ منہ کہتے ہیں اور مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ کالفظاً، حقیقۃً یا تقدیراً ہونا ضروری ہے

جب ہم اس حدیث پاک میں غور کرتے ہیں تو اس حدیث پاک میں مستثنی إلا إلی ثلاثة مساجد کی تصریح ہے اور مستثنیٰ منہ إلا سے پہلے مذکور نہیں ہے لہٰذا یہ مستثنیٰ منہ یقیناً مقدر ہوگا۔ اگر ہم مستثنیٰ منہ لفظِ ,,قبر،، مان لیں تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہوگا لاتشد الرحال إلی قبر إلا إلی ثلاثة مساجد ظاہر ہے کہ یہ سیاق تو غیر منظم اور بلاغتِ نبویہ کے بالکل نامناسب ہے اس صورت میں مستثنی مستثنی منہ میں داخل نہ ہوگا کہ کلام میں ہے کہ مستثنی مستثنی منہ میں داخل ہوتا ہے۔

اب اگر اس جگہ "مکان" مستثنی فرض کرلیں تو سیاق جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوگا وہ یہ ہوگا لاتشد الرحال إلی مکان إلا إلی ثلاثة مساجد اور معنی یہ ہوں گے کہ کسی بھی تجارت و تحصیل علم کے لئے سفر مت کرو۔ یہ بھی ظاہر البطلان ہے۔

پس حدیث شریف میں مستثنیٰ کا تو ذکر ہے لیکن مستثنیٰ منہ غیر مذکور ہے اور باتفاق اہل لغت اس کا مقدر ہونا ضروری ہے اس صورت میں صرف تین احتمال ہیں چوتھا کوئی

احتمال نہیں ہے

احتمالِ اول:...... یہ ہے لفظ قبر مقدر ہو لہذا تقدیر عبارت یہ ہوگی لاتُشَدُّ الرِّحَالُ إلی قبر إلا إلی ثلاثة مساجد۔ یہ صورت ان لوگوں کے نزدیک ہے جو حدیث پاک سے زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سفر کے حرام ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔ اس صورت کو تو کوئی سننا بھی پسند نہیں کرتا، اور جو شخص کلامِ عرب کو سمجھنے کی تھوڑی سی بھی صلاحیت رکھتا ہے وہ اس تقدیر کو ناجائز کہے گا۔

احتمالِ دوم:...... یہ ہے کہ حدیث پاک میں مستثنیٰ منہ لفظ عام ''مکان ہو'' اور یہ بھی باطل ہے، کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔

احتمالِ سوم:...... یہ ہے کہ مستثنیٰ منہ لفظ مسجد ہو اب حدیث پاک میں عبارت یہ ہوگی لاتُشَدُّ الرِّحَالُ إلی مسجد إلا إلی ثلاثة مساجد۔ ہم نے غور کیا تو بالکل درست اور فصیح و بلیغ ہے۔ اور پہلی دو صورتوں میں کلام کا بے معنی ہونا بھی ظاہر ہوگیا۔ اس تیسرے احتمال میں روح نبوت روشن ہوگئی اور یہ اس صورت میں ہے جب کسی بھی روایت میں مستثنیٰ منہ کی تصریح نہ پائی جائے لیکن جب کسی روایت میں صراحت مل جائے تو کسی بھی دیندار کے لئے حلال نہیں کہ تصریح کو چھوڑ کر فرض محض کی طرف رجوع کرے اور لغت فصیحہ پر اعتماد نہ کرے۔ بحمد اللہ ہمیں ایسی روایت مل گئی ہیں جو کہ معتبر ہیں اور مستثنیٰ منہ صراحۃً مذکور ہے۔

حدیث:۔عن شهر بن حوشب قَالَ: سَمِعْتُ أبا سعيد الخدری رضی اللہ عنہ وَذُكِرَتْ عِنْدَهُ صَلاةٌ فِي الطُّوْرِ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: لايَنْبَغِي لِلْمَطِيِّ أَنْ تُشَدَّ رِحَالُهُ إِلَى مَسْجِدٍ يُبْتَغَى فِيْهِ الصَّلَاةُ غَيْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الأَقْصَى وَمَسْجِدِيْ هَذَا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق شہر بن حوشب روایت کیا کہ میں

نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنا کہ آپ کے پاس جبل طور پر نماز پڑھنے کا ذکر ہو رہا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز پڑھنے کے ارادے سے نمازی کو مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری مسجد کے علاوہ کسی مسجد کے لئے شدرحال نہیں کرنا چاہئے۔

﴿احمد حدیث ۱۱۱۸۱ ☆ فتح الباری ۳/۶۵﴾

حدیث: -عن عائشة رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم: أَنَا خَاتَمُ الأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي خَاتَمُ مَسَاجِدِ الأَنْبِيَاءِ أَحَقُّ الْمَسَاجِدِ أَنْ يُزَارَ وَتُشَدُّ إِلَيْهِ الرَّوَاحِلُ: الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ وَمَسْجِدِيْ، صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِيْ أَفْضَلُ مِنْ الفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم مساجد الانبیاء ہے زیارت اور سفر کے لئے کجاوے باندھنے کی تمام مساجد سے زیادہ حقدار مسجد حرام اور میری مسجد ہیں، میری مسجد میں ایک نماز ایک ہزار درجہ فضیلت رکھتی ہے ان نمازوں سے جو مسجد حرام کے علاوہ دوسری مسجدوں میں ادا کی جائیں۔ ﴿مجمع الزوائد جلد: ۴/۳﴾

مساجد کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام نے یہ واضح کر دیا ہے کہ ان تین مساجد کے علاوہ دوسری فضیلت میں برابر ہیں ان مساجد کے علاوہ کسی دوسری مسجد کی طرف سفر کرنے کی مشقت برداشت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ان مساجد کی تو فضیلت مزید ہے۔

اس حدیث پاک کے تحت قبور داخل نہیں ہوتیں۔ قبور کو اس میں بے سوچے سمجھے داخل کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کی ایک قسم ہوگی۔

﴿المفاہیم مترجم: ۳۰۶/۳۰۸﴾

سوال: -اللہ ہر جگہ ہے اُس کی رحمت ہر جگہ ہے پھر کس چیز کو ڈھونڈنے کے

لئے اولیاء اللہ کے مزاروں پر سفر کر کے جاتے ہیں دینے والا رب ہے وہ ہر جگہ ہے۔

جواب: - اللہ تعالیٰ رازق ہے اور وہ ہر جگہ ہے پھر کس لئے لاکھوں روپیہ خرچ کر کے امریکہ لندن اور سعودیہ عرب جاتے ہو دینے والا رب ہے وہ ہر جگہ ہے شافی الامراض رب تعالیٰ ہے اور وہ ہر جگہ ہے پھر ڈاکٹر کے پاس کیا لینے جاتے ہو؟ رب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس کیوں بھیجا؟ وہ سب کچھ ان کو یہاں ہی دے سکتا تھا اللہ تعالیٰ گنہگاروں کو کیوں مدینہ بھیج رہا ہے وہ تو ہر جگہ ہے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ رب کی رحمت کے دروازے ہیں اور رحمت حاصل کرنے کا سبب ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے......

﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللهِ قَرِيْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

بے شک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے۔ ﴿سورہ الاعراف آیت:۵۶﴾

اولیاء کے در پہ ہم گئے تو منکر نے کہا
در چھوڑ کر اللہ کا شرک میں ہوا مبتلا
خود پڑا بیمار جب در چھوڑ کر اللہ کا
ڈاکٹر کے در پہ جا پہنچا دوا کے واسطے

اولیاء کرام کی طرف سفر کرنے کا ثبوت

عَن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال:
كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ نَفْسًا، فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الأَرْضِ فَدُلَّ عَلَى رَاهِبٍ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّهُ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ نَفْسًا، فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: لَا، فَقَتَلَهُ فَكَمَّلَ بِهِ مِائَةً، ثُمَّ سَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الأَرْضِ فَدُلَّ عَلَى رَجُلٍ عَالِمٍ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَتَلَ مِائَةَ

نَفْسٍ، فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ وَمَنْ يَحُوْلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ. انْطَلِقْ إِلَى أَرْضِ كَذَا وَكَذَا فَإِنَّ بِهَا أُنَاسًا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ، فَاعْبُدِ اللّٰهَ مَعَهُمْ، وَلَا تَرْجِعْ إِلَى أَرْضِكَ فَإِنَّهَا أَرْضُ سَوْءٍ فَانْطَلَقَ حَتَّى إِذَا نَصَفَ الطَّرِيْقَ أَتَاهُ الْمَوْتُ فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ: جَاءَ تَائِبًا مُقْبِلًا بِقَلْبِهِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى وَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ: إِنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ، فَأَتَاهُمْ مَلَكٌ فِي صُوْرَةِ آدَمِيٍّ، فَجَعَلُوْهُ بَيْنَهُمْ، فَقَالَ: قِيْسُوْا مَا بَيْنَ الْأَرْضَيْنِ فَإِلَى أَيَّتِهِمَا كَانَ أَدْنَى فَهُوَ لَهُ، فَقَاسُوْهُ فَوَجَدُوْهُ أَدْنَى إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي أَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ۔

وفي رواية فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَقَرَّبِيْ وَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَبَاعَدِيْ وَقَالَ: قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا، فَوُجِدَ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهُ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں سے ایک شخص نے ننانوے قتل کیے پھر اس نے زمین والوں سے پوچھا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟ اسے ایک بڑا راہب (عیسائیوں میں تارک الدنیا عبادت گذار) کا پتا بتایا گیا وہ شخص اس راہب کے پاس گیا اور یہ کہا کہ اس نے ننانوے قتل کیے ہیں کیا اس کی توبہ ہوسکتی ہے؟ اس نے کہا نہیں اس شخص نے اس راہب کو بھی قتل کر کے سو کی گنتی پوری کر دی پھر اس نے زمین والوں سے پوچھا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو اس کو ایک عالم کا پتا دیا گیا اس شخص نے کہا کہ اس نے سو قتل کیے ہیں کیا اس کی توبہ ہوسکتی ہے؟ عالم نے کہا: ہاں! توبہ کی قبولیت میں کیا چیز حائل ہوسکتی ہے! فلاں فلاں جگہ جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں تم ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اپنی زمین کی طرف واپس نہ جاؤ کیونکہ وہ بُری جگہ ہے وہ شخص روانہ ہوا جب وہ آدھے راستہ پر پہنچا تو اس کو موت نے آلیا، اور اس

کے متعلق رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہو گیا رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ شخص توبہ کرتا ہوا اور دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوا آیا تھا اور عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے بالکل کوئی نیک عمل نہیں کیا، پھر اُن کے پاس آدمی کی صورت میں ایک فرشتہ آیا، انھوں نے اس کو اپنے درمیان حکم بنایا، اس نے کہا دونوں زمینوں کی پیمائش کرو وہ جس زمین کے زیادہ قریب ہو اسی کے مطابق اس کا حکم ہوگا، جب انہوں نے پیمائش کی تو وہ اس زمین کے زیادہ قریب تھا جہاں اس نے جانے کا ارادہ کیا تھا پھر رحمت کے فرشتوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ ﴿بخاری و مسلم﴾

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے پس جس بستی کی طرف وہ جا رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے نزدیک ہونے کا حکم دیا اور جس بستی سے وہ آیا تھا اسے دور ہونے کا حکم دیا پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کی جائے وفات سے دونوں بستیوں کا فاصلہ ماپ لو تو اس بستی سے ایک بالشت نزدیک نکلا چنانچہ اس کی مغفرت کر دی گئی۔

﴿مسلم (۲۷۶۶) کتاب التوبۃ باب إن الحسنات بخاری (۳۴۷۰) مشکوۃ ۲۳۲۷﴾

اولیاء کرام کی وجاہت

اس حدیث سے اولیاء کرام کی اللہ کے ہاں وجاہت اور قدر و منزلت معلوم ہوئی، کہ اگر کوئی گنہگار ان کے پاس جا کر توبہ کرنے کا صرف ارادہ کرے، ابھی وہاں گیا نہ ہو اور توبہ نہ کی ہو تب بھی بخش دیا جاتا ہے تو جو لوگ ان کے پاس جا کر ان کے ہاتھ پر بیعت ہوں توبہ کریں اور ان کے وظائف پر عمل کریں، ان کے مرتبہ اور مقام کا کیا عالم ہوگا، اور یہ تو پہلی امتوں کے اولیاء کرام کی وجاہت ہے تو امت محمدیہ کے اولیاء کرام خصوصًا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اللہ کے ہاں قدر و منزلت اور وجاہت کا کیا عالم ہوگا اور جو مسلمان ان کے سلسلہ سے وابستہ ہیں ان کے لیے حصول مغفرت اور

وسعت رحمت کی کتنی قوی اُمید ہوگی!

لیلۃ القدر کا بڑا مرتبہ ہے ایک رات میں عبادت کر لی جائے تو اس رات کی عبادت کا درجہ ایک ہزار راتوں کی عبادت سے زیادہ ہے، لیکن اگر کوئی اس رات کو پا کر عبادت نہ کرے تو اسے کوئی اجر نہیں ملے گا لیکن اولیاء اللہ کی کیا شان ہے کہ کوئی ان کے پاس جا کر عبادت اور توبہ نہیں کرتا صرف جانے کی نیت کر لیتا ہے تو بخش دیا جاتا ہے یہی حال کعبہ کا ہے، کوئی شخص کعبہ کی زیارت اور اس میں عبادت کرے گا تو اجر وثواب ملے گا، اگر کعبہ تک نہیں پہنچا، تو اجر وثواب نہیں ملے گا، پھر لیلۃ القدر اور کعبہ میں عبادت سے اجر وثواب میں اضافہ ہوتا ہے بخشش کی ضمانت نہیں ہے، لیکن جو شخص اللہ والوں کے پاس جا کر توبہ کرنے کی نیت کر لے بخش دیا جاتا ہے۔

﴿شرح مسلم ۷/۵۳۰/ از علامہ غلام رسول سعیدی﴾

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

یہ تو شان ہے اللہ کے ولی کی تو پھر اللہ کے نبی کی کیا شان ہوگی اور پھر امام الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا شان ہوگی

سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہے اُس کی رحمت بھی ہر جگہ ہے تو پھر اُس کو اولیاء کرام کی طرف کیوں بھیجا گیا معلوم ہوا کہ اولیاء رب کی رحمت کے اسٹیشن ہے اور رحمت الٰہی کا مظہر ہیں

ہرکہ خواہد ہم نشینی باخدا
اُو نشید در حضورِ اولیاء (مولانا روم)

اولیاء کرام کے مزاروں کی طرف سفر

علامہ سخاوی بیان فرماتے ہیں کہ

بلخ شہر میں ایک تاجر مالدار رہتا تھا اُس کے دو بیٹے تھے جب وہ تاجر فوت ہوا تو اُس کی جائیداد دونوں بیٹوں نے آدھی آدھی تقسیم کر لی لیکن اس خوش نصیب تاجر کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بال مبارک بھی تھے جب موئے مبارکہ کی تقسیم کی باری آئی تو ایک بال مبارک بڑے لڑکے نے اور ایک چھوٹے نے لے لیا تیسرے موئے مبارک کے متعلق بڑے بھائی نے کہا ہم اس کو توڑ کر آدھا آدھا کر لیتے ہیں یہ سُن کر چھوٹے بھائی نے کہا اللہ کی قسم ایسا ہرگز نہیں کرنے دونگا کیونکہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عظیم اس سے بالاتر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کو توڑا جائے جب بڑے بھائی نے چھوٹے کی عقیدت دیکھی تو اُس نے کہا کہ تینوں موئے مبارک تو لے لے اور باپ کی ساری جائیداد مجھے دیدو چھوٹے نے کہا مجھے اور کیا چاہئے اس خوش بخت وخوش نصیب نے فانی دنیا کی ساری جائیداد بڑے بھائی کے حوالے کر دی اور (ابدی دولت) یعنی تینوں بال مبارک لے لئے اور ان کو محفوظ جگہ ادب کے ساتھ رکھ دیا جب شوق آتا موئے مبارکہ کے سامنے درود پاک پڑھتا اور زیارت کرتا اللہ تعالی بے نیاز کے دربار ایسی غیرت آئی کہ بڑے کا سارا مال دنوں میں ختم ہو گیا اور وہ مفلس وکنگال ہو گیا اور اللہ تعالی نے چھوٹے بھائی کو موئے مبارکہ کی برکت سے دنیا کا مال بھی کثرت سے عطا کیا پھر وہ چھوٹا بھائی وہ عاشقِ رسول جب فوت ہوا تو کسی نیک آدمی نے اُس لڑکے کو اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب دیکھنے والے کو فرمایا: لوگوں میں اعلان کر دے کہ

﴿مَنْ کَانَتْ لَہٗ اِلَی اللّٰہِ حَاجَۃٌ فَلْیَاْتِ قَبْرَ فُلَانٍ ھٰذا وَیَسْاَلُ اللّٰہَ قَضَاءَ حَاجَتِہٖ﴾

جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو وہ اس (موئے مبارکہ والے) کی قبر پر آئے اور یہاں آ کر اللہ تعالی سے اپنی حاجت کا سوال کرے چنانچہ اس اعلان کے بعد لوگ قصد کر کے اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آتے اور پھر معاملہ یہاں تک پہنچ گیا جو کوئی اس قبر والے علاقہ سے گزرتا سواری سے اُتر کر پیدل چلتا (ادب و تعظیم) کے لئے۔

﴿البرھان:۱۴/۱۰۳ ☆ آب کوثر:۲۳۲/۲۳۰﴾

﴿اَلقولُ البدیع:۱۸۸/از علامہ سخاوی ☆ سعادۃُ الدارین:۱۲۲/علامہ نبہانی﴾

اور ''نزہۃ المجالس'' میں ہے کہ بڑے بھائی کا مال جب ختم ہو گیا اور وہ بالکل فقیر ہو گیا تو اُس نے خواب میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور اپنی حالت کی شکایت کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بدنصیب تو نے بال مبارک کو دنیا پر ترجیح دی اور تیرے بھائی نے وہ موئے مبارک لے لئے اور جب وہ ان مبارک بالوں کو دیکھتا ہے تو مجھ پر درود پڑھتا ہے اللہ تعالی نے اُس کو دونوں جہانوں میں نیک بخت اور سعید کر دیا ہے تب وہ بیدار ہوا تو چھوٹے بھائی کی خدمت میں حاضر ہو کر اُس کے خادموں میں شامل ہو گیا۔ ﴿نزہۃ المجالس علامہ عبدالرحمٰن صفوری:۱/۱۱۱﴾

معلوم ہوا کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کے تبرکات کی تعظیم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو بھی قابل تعظیم اور ولی بنا دیتا ہے

صدائیں درودوں کی آتی رہیں گی
مرا سن کے دل شاد ہوتا رہے گا
خدا آباد رکھے اہلِ نظر کو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد ہوتا رہے گا
گدا ہے جو شاہِ اُمم کی گلی کا
اُسے کوئی طعنہ نہ دے مفلسی کا
وہ اُجڑا نہیں ہے کرم ہے سخی کا
حقیقت میں وہ آباد ہوتا رہے گا

اولیاءِ کرام کے مزارات پر جانے سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں

شارح بخاری امام حجر بن عسقلانی کا عقیدہ

قال الحاکم سمعت اباعلی النیسا بوری یقول: کنت فی غم شدید فرایت النبی ﷺ فی المنام کانه یقول: صرالی قبر یحی بن یحی واستغفر سل تقض حاجتك فاصحبت ففعلت ذلك فقضیت حاجتی

امام حاکم بیان کرتے ہیں کہ ابو علی نیشا پوری نے فرمایا کہ میں سخت پریشان تھا میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو یحیٰ بن یحیٰ کی قبر کی طرف جا وہاں جا کر استغفار کر اور سوال کر تیری حاجت پوری ہو جائے گی میں صبح اٹھا اور آپ ﷺ کے فرمان پر عمل کیا تو میری حاجت پوری ہو گئی۔

﴿تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی:۱۱/۲۶۰﴾

امام شافعی کا عقیدہ

امام ابن عابدین شامی تحریر فرماتے ہیں کہ امام شافعی فرماتے ہیں:

انی لاتبرك بابی حنیفة واجیء الی قبره فاذا عرضت لی حاجة صلیت رکعتین وسالت الله عند قبره فتقضی سریعا

میں امام ابو حنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور اُن کی قبر کے پاس آتا ہوں۔ تو جب مجھے کوئی حاجت در پیش ہوتی ہے ان کی قبر کے پاس اللہ سے دعا کرتا ہوں تو حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے۔ ﴿ردالمحتار:۱/۳۸ ☆ بزرگوں کے عقیدے:۲۵۶﴾

زیارت قبور سے ممانعت والی حدیث منسوخ ہے

عن بُرَیْدَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ :قال رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم:
کُنْتُ نَھَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْھَا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو۔

﴿مسلم حدیث ۹۹۷ ☆ مشکوٰۃ حدیث:۱۷۶۲ کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور﴾

اس سے ہر طرح زیارت قبور کا جواز معلوم ہوا خواہ روزانہ ہو یا سال کے بعد اور خواہ تنہا زیارت کی جائے یا جمع ہو کر اب اپنی طرف سے اس میں قیود لگانا کہ مجمع کے ساتھ زیارت کرنا منع ہے سال کے بعد مقرر کر کے زیارت کرنا منع ہے محض لغو ہے معین کر کے ہو یا بغیر معین کئے ہر طرح جائز ہے۔﴿جاء الحق:۳۲۳﴾

فَزُوْرُوْا امر مطلق ہے لہٰذا مسلمانوں کو زیارت قبر کے لئے سفر کرنا بھی جائز ہے جب ہسپتالوں اور حکیموں کے پاس سفر کر کے جا سکتے ہیں تو مزارات اولیاء پر بھی سفر کر کے جا سکتے ہیں کہ ان کی قبور روحانی ہسپتال ہیں، نیز اگر کہیں قبر پر لوگ ناجائز حرکتیں کرتے ہوں تو اس سے زیارت قبور نہ چھوڑے، ہو سکے تو ان حرکتوں کو بند کرے کیونکہ فَزُوْرُوْا امر مطلق ہے، دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے بتوں کی وجہ سے کعبہ کو نہ چھوڑا بلکہ جب موقع ملا بت نکال دیئے آج بھی لوگ نکاح میں ناجائز حرکتیں کرتے ہیں مگر اس کی وجہ سے نہ نکاح بند کئے جاتے ہیں نہ وہاں کی شرکت، نکاح بھی سنت مطلقہ ہے اور زیارت قبور بھی سنت مطلقہ نکاح و زیارت قبور دونوں کے لئے سفر بھی درست ہے اور ناجائز امور کی وجہ سے ان میں شرکت ممنوع نہیں۔

﴿مراۃ جلد:۵۲۲/۲﴾

زیارت قبور کے احکام اور انبیاء و اولیاء کرام کے وسیلہ سے دعا کرنا

علامہ ابن الحاج فرماتے ہیں:

عام مسلمانوں کی قبروں پر صرف دعائے مغفرت کریں صلحاء امت کی قبور پر اپنی حاجات میں فقط ان کا وسیلہ پیش کریں، اور انبیاء علیہم السلام کی قبور پر جا کر ان سے اپنی حاجات میں شفاعت کے لئے درخواست کریں اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو شفاعت کے علاوہ آپ سے اپنی حاجات عرض کریں اور مدد طلب کریں

۔﴿مدخل: ۱/۲۱۱-۲۱۷ ☆ شرح مسلم: ۲/۸۲۲﴾

آج سے سات سو سال قبل کے عالم و علامہ ابن حاج مالکی متوفی ۷۳۷ھ کا نظریہ جو علماء متشددین میں شمار ہوتے ہیں وہ اپنی کتاب ''مدخل'' میں زیارت قبور کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

اموات کو سلام کرنے کے بعد یہ دعا کرے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَھُمْ اس سے کم یا زیادہ کہنے کی بھی گنجائش ہے اور مقصد یہ ہے کہ ان کے لئے دعا میں خوب کوشش کرے، کیونکہ وہ لوگوں میں دعا کے سب سے زیادہ محتاج ہیں کیونکہ اُن کے عمل کا سلسلہ اب منقطع ہو چکا ہے، پھر میت کے قبلہ کی جانب بیٹھ جائے اور اُسے اختیار ہے کہ میت کے پیروں کی جانب بیٹھے یا چہرہ کی جانب پھر اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے پھر جس قدر ہو سکے میت کے لئے دعا کرے، اسی طرح جب کسی شخص پر یا مسلمانوں پر کوئی افتاد یا مصیبت آ پڑے تو ان قبروں کے پاس آ کر دعا کرے اور اللہ تعالی سے گڑگڑا کر دعا کرے کہ اللہ تعالی اس مصیبت کو دور کرے یہ عام قبروں کی زیارت کا طریقہ ہے۔

زیارتِ قبور......علماء وصالحین کے احکام

اور اگر کسی مقبول بندے کا مزار ہو جس کی برکت کی اُمید ہو تو اللہ کی جناب میں اُس مزار کا وسیلہ پیش کرے، پہلے اللہ کی جناب میں حضور اقدس ﷺ کا وسیلہ پیش کرے کیونکہ توسل میں سب سے عمدہ آپ کی ذاتِ مقدسہ ہے۔ آپ کا وسیلہ پیش کرنے کے بعد آپ کے تمام صالح پیروکاروں کا وسیلہ پیش کرے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قحط پڑا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ پیش کیا اور دعا کی: اے اللہ پہلے ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی کا وسیلہ پیش کرتے تھے تو تو ہم پر بارش نازل فرماتا تھا اور اب ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی کے عم محترم کا وسیلہ پیش کر رہے ہیں ہم پر بارش نازل فرما تو مسلمانوں پر بارش ہو جاتی تھی۔ ﴿بخاری حدیث: ۱۰۱۰﴾

پھر اپنی حاجات کے پورا ہونے میں اور اپنے گناہوں کی مغفرت میں قبرستان کے صالح بزرگوں کا وسیلہ پیش کرے پھر اپنی ذات کے لئے اور اپنے والدین اپنے اساتذہ اور اپنے شیخ کے لئے اور اپنے رشتہ داروں کے لئے اور اس قبرستان کے اموات کے لئے اور عام مسلمان اموات کے لئے اور قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے دعا کرے اور اس قبرستان کے اموات کا بکثرت وسیلہ پیش کرے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں چنا اور فضیلت وکرامت بخشی فَکَمَا نَفَعَ بِھِمْ فِی الدنیا فَفِی الاخرۃِ اَکْثَرُ پس جس طرح اُس نے دنیا میں ان کے ذریعہ فائدہ پہنچایا آخرت میں اس سے زیادہ نفع پہنچائے گا۔

فَمَنْ اَرَادَ حَاجَۃً فَلْیَذْھَبْ اِلَیْھِمْ وَیَتَوَسَّلُ بِھِمْ
فَاِنَّھُمُ الْوَاسِطَۃُ بَیْنَ اللہِ تعالی وَخَلْقِہٖ

اور جس شخص کو کوئی حاجت در پیش ہو اُسے چاہیے قبرستان جائے اور اُن کے وسیلے سے دعا کرے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہیں۔

﴿وَقَدْ تَقَرَّرَ فِي الشَّرْعِ وَعُلِمَ مَا للهِ تعالی بِهِمْ مِنَ الِاعْتِنَاءِ وذَالِكَ كَثِيْرٌ مَّشْهُوْرٌ وَمَازَالَ النَّاسُ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْاَكَابِرِ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ مَشْرِقًا وَمَغْرِبًا يَتَبَرَّكُوْنَ بِزِيَارَةِ قُبُوْرِهِمْ وَيَجِدُوْنَ بَرَكَةَ ذٰلِكَ حِسًّا وَمَعْنًى﴾

اور یہ چیز شریعت میں ثابت ہے اور تمام دنیائے اسلام میں شرق سے لے کر غرب تک تمام علماء اور اکابر مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کرتے ہیں اور ان سے برکت حاصل کرتے ہیں اور ان کی برکات سے ظاہری اور باطنی فیض یاب ہوتے ہیں۔

امام ابو عبداللہ بن نعمان رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''سفینۃ النجاۃ'' میں یوں لکھتے ہیں:

تَحَقَّقَ لِذَوِى الْبَصَائِرِ وَالِاعْتِبَارِ اَنَّ زِيَارَةَ قُبُوْرِ الصالحين مَحْبُوْبَةٌ لِاَجْلِ التَّبَرُّكِ مَعَ الاعتبارِ فَاِنَّ بَرَكَةَ الصالحين جَارِيَةٌ بَعْدَ مَمَاتِهِمْ كَمَا كَانَتْ فِى حَيَاتِهِمْ والدعاءُ عِنْدَ قبورِ الصالِحِيْنَ وَالتَّشَفُّعُ بِهِمْ مَعْمُوْلٌ بِهٖ عِنْدَ عُلَمَاءِ الْمُحَقِّقِيْنَ مِنْ اَئِمَّةِ الدِّيْنِ۔

اصحاب بصائر واعتبار کے نزدیک یہ امر ثابت ہے کہ صالحین کی قبروں کی زیارت بغرض تبرک وحصول عبرت پسندیدہ ہے۔ کیونکہ صالحین کی برکت ان کی موت کے بعد اسی طرح جاری ہے جیسا کہ اُن کی زندگی میں تھی۔ اور صالحین کی قبروں پر دعا کرنا اور اُن سے شفاعت طلب کرنا ائمہ دین اور علمائے محققین کا معمول بہ رہا ہے۔

جس شخص کو صالحین کی قبروں کے پاس جانے کی ضرورت ہو وہ ان کے مقابر پر جائے اور اُن کا وسیلہ پیش کرے یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ہے: تین مسجدوں کے سوا سامانِ سفر نہ باندھا جائے مسجد حرام مسجد اقصی اور میری مسجد۔

کیونکہ امام غزالی نے احیاء العلوم کے آداب سفر میں بیان فرمایا ہے کہ عبادات کے لئے سفر کیا جائے مثلاً جہاد اور حج کے لئے اور اس کے بعد فرمایا کہ اس میں انبیاء علیہم السلام، صحابہ، تابعین اور تمام علماء اور اولیاء اللہ کی قبروں کے لئے سفر کرنا بھی داخل ہے اور ہر وہ شخص جس کی زیارت اور اُس سے برکت حاصل کرنے کے لئے اُس کی زندگی میں سفر کرنا جائز ہے اُس کی موت کے بعد اُس کی قبر کی زیارت کے لئے بھی سفر کرنا جائز ہے اور حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ان تین مساجد کے سوا کسی اور مسجد کی زیارت کے لئے سامانِ سفر نہ باندھا جائے۔

زیارتِ قبور......انبیاء ورسل علیہم السلام کے احکام

علامہ ابن الحاج لکھتے ہیں: ہم نے جو یہ احکام بیان کئے ہیں یہ علماء اور صالحین کی قبروں کے احکام ہیں اور انبیاء اور رسل علیہم السلام کے احکام یہ ہیں انبیاء اور رسل علیہم السلام کی قبروں کی زیارت کرنے والا مسافت بعیدہ سے ان کی زیارت کا قصد متعین کر کے چلے اور جب ان کے مزار پر پہنچے تو انتہائی ذلت، عاجزی، فقر و فاقہ اور نہایت خضوع وخشوع کے ساتھ آئے اور حضور قلب کے ساتھ حاضر ہو اور سر کی آنکھ سے ان کا مشاہدہ نہ کرے دل کی آنکھ سے انہیں دیکھے کیونکہ ان کے اجسام مبارکہ بوسیدہ ہوتے ہیں نہ متغیر ہوتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی وہ ثنا کرے جو اس کی شان کے لائق ہے پھر ان پر صلوٰت بھیجے پھر ان کے تمام اصحاب اور قیامت تک اُن کے تابعین کے لئے رضوان اور رحمت کی دعا کرے پھر اپنی حاجات کی تکمیل اور اپنے گناہوں کی مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کرے پھر ان سے شفاعت طلب

کرے اور اپنی حاجات ان پر پیش کرے اور ان کی برکت سے دعا کی مقبولیت پر یقین رکھے اور اس باب میں اپنا حسنِ ظن قوی رکھے کیونکہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا کھلا ہوا دروازہ ہیں اور اللہ سبحانہ کی یہ عادت جاری رہی ہے کہ وہ اپنے نبیوں کے ہاتھوں سے اور ان کے واسطے اور سبب سے بندوں کی حاجتوں کو پورا فرماتا ہے اور جو شخص خود انبیاء علیہم السلام کے مزارات مقدسہ تک نہ پہنچ سکے وہ ان کی بارگاہ میں سلام بھیجے اور اپنی حاجات اور اپنے گناہوں کی مغفرت اور اپنے عیوب کی پردہ پوشی کے لئے ان سے شفاعت کی درخواست کرے کیونکہ وہ کریم بزرگ ہیں اور جو شخص کریموں سے سوال کرتا ہے یا اُن کا وسیلہ پیش کرتا ہے یا اُن کی پناہ میں آتا ہے یا ان کا ارادہ کرتا ہے وہ ان کو مسترد نہیں کرتے۔

زیارت قبر سیدُ الانبیاء والمرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم کے احکام

علامہ ابن الحاج لکھتے ہیں: یہ گفتگو تو عام انبیاء اور مرسلین کے مزارات مقدسہ کی زیارت سے متعلق تھی اور خصوصا حضور سید الانبیاء والمرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم کے روضہ اطہر کی زیارت کے احکام یہ ہیں:

انبیاء علیہم السلام کی قبور کی زیارت کے جو احکام بیان کئے گئے ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کے وقت یہ احکام دو گنے چوگنے ہو جائیں گے یعنی زائر جب حاضر ہو تو انتہائی ذلت، انکسار اور عاجزی سے حاضر ہو کیونکہ آپ شافع و مشفع ہیں آپ کی شفاعت کبھی رد نہیں ہوتی اور جو شخص آپ کی زیارت کا قصد کرے وہ کبھی نا کام نہیں ہوتا نہ وہ شخص جو آپ کا مہمان ہو، نہ وہ جو آپ سے شفاعت اور مدد طلب کرے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دائرہ کمال کے مرکز ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مملکت کے عروس ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى﴾ آپ نے اللہ تعالیٰ

کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ ہمارے علماء نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ آپ نے شب معراج اپنی ذات شریف کی صورت کو دیکھا تو ناگاہ آپ عروس مملکت تھے لہٰذا جو شخص آپ کا دامن پکڑتا ہے آپ سے توسل کرتا ہے آپ سے شفاعت طلب کرتا ہے یا آپ سے اپنی حاجات طلب کرتا ہے وہ کبھی ناکام اور نامراد نہیں ہوتا کیونکہ مشاہدہ اور آثار سے اسی طرح ثابت ہے۔

ہمارے علماء نے آپ کی زیارت کا قاعدہ کلیہ یہ بیان کیا ہے......

﴿وَقَدْ قَالَ عُلَمَاؤُنَا رحمہم اللہ اِنَّ الزَّائِرَ يَشْعُرُ نَفْسَهُ بِأَنَّهُ وَاقِفٌ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَمَا هُوَ فِي حَيَاتِهِ اِذْ لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهِ وَحَيَاتِهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي مُشَاهَدَتِهِ لِأُمَّتِهِ وَمَعْرِفَتِهِ بِأَحْوَالِهِمْ وَنِيَّاتِهِمْ وَ عَزَائِمِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ وَذٰلِكَ عِنْدَهُ جَلِيٌّ لَا خِفَاءَ فِيْهِ﴾

کہ آپ کی زیارت کرنے والا یہ سمجھے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہے کیونکہ آپ کی حیات وموت میں کوئی فرق نہیں یعنی آپ اسی طرح اُمت کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ اُن کے احوال، اُن کی نیات اُن کے ارادوں اور دل میں آنے والے خیالوں کو جانتے ہیں اور یہ بات بالکل ظاہر ہے اور اس میں کوئی خفا نہیں۔

علامہ ابن الحاج لکھتے ہیں: اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ یہ صفات تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو مسلمان بھی آخرت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے تو وہ بالعموم زندوں کے احوال پر مطلع ہوتا ہے۔ چنانچہ حکایتوں میں نہایت کثرت سے ایسے واقعات مذکور ہیں اور احتمال ہے کہ مردوں کو زندوں کے حالات کا علم اس وقت ہو جاتا ہو جب کہ اُن پر زندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اس کے سوا اور بھی احتمال ہے۔ یہ چیزیں ہم سے پوشیدہ ہیں حالانکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی

ہے کہ زندوں کے اعمال مُردوں پر پیش ہوتے ہیں۔ ﴿جامع صغیر حدیث:۳۳۱۶﴾
پس اس کے وقوع میں شک نہیں مگر ہمیں اس کی کیفیت معلوم نہیں خدا کو خوب معلوم ہے اور اس کے بیان میں حضور ﷺ کا یہ قول کافی ہے "مومن خدا کے نور سے دیکھتا ہے" ﴿ترمذی حدیث: ۳۱۲۷ کتاب التفسیر سورۃ الحجر﴾
اور خدا کے نور کے لئے کوئی چیز حجاب نہیں یہ تو زندہ مومنوں کے حق میں ہے۔ ان میں سے جو دار آخرت میں چلا جاتا ہے اس کا کیا حال ہوگا۔
امام ابوعبداللہ قرطبی نے اپنی کتاب "تذکرہ" میں یوں فرمایا ہے
عبداللہ بن مبارک راوی ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے ہمیں خبر دی کہ منہال بن عمرو نے سعید بن مسیب کو سنا کہ فرماتے تھے

لَیْسَ مِنْ یَوْمٍ اِلَّا وَتُعْرَضُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ
اَعْمَالُ اُمَّتِہٖ غُدْوَۃً وَّعَشِیَّۃً فَیَعْرِفُھُمْ بِسِیْمَاھُمْ وَاَعْمَالِھِمْ

کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ امت کے اعمال صبح و شام نبی ﷺ پر پیش نہ کئے جاتے ہوں پس حضور ﷺ ان کو ان کے چہروں سے اور ان کے اعمال سے پہچانتے ہیں۔ اسی واسطے آپ اپنی امت پر شہادت دیں گے ارشاد باری تعالیٰ ہے......

فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَھِیْدٍ
وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَھِیْدًا

تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب
تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے۔ ﴿سورہ نساء ۴۱﴾

اور پہلے آچکا ہے

تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ عَلَی اللہِ
وَتُعْرَضُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ وَعَلَی الْآبَاءِ وَالْاُمَّھَاتِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ

کہ اعمال اللہ تعالیٰ پر پیر اور جمعرات کو پیش ہوتے ہیں اور پیغمبروں اور باپوں پر اور ماؤں پر جمعہ کے دن پیش ہوتے ہیں۔ ﴿جامع صغیر حدیث:۳۳۱۶﴾

اس میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ اعمال کا ہر روز پیش ہونا ہمارے نبی ﷺ سے مخصوص ہو اور جمعہ کے دن پیش ہونا حضور سے اور دوسرے پیغمبروں سے مخصوص ہو۔

پس نبی کریم ﷺ کا وسیلہ پیش کرنے سے گناہ جھڑتے ہیں اور خطائیں معاف ہوتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کی جو عظمت ہے اس کے مقابلہ میں کوئی گناہ عظیم نہیں ہے اس لئے زیارت کرنے والا خوش ہو اور جو زیارت کے لئے حاضر نہ ہو سکا وہ حضور کو شفیع بنا کر خدا کی پناہ لے اے اللہ! اپنے نبی کے توسل سے ہمیں نبی ﷺ کی شفاعت سے محروم نہ کرنا اور جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ محروم ہے کیا اُس نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ ﴿نساء آیت:۶۴﴾

جو شخص زیارت کے لئے آئے وہ دروازے پر کھڑا ہو اور آپ کا وسیلہ پیش کرے تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے جو آپ کے پاس آیا اور توبہ کی اور آپ سے شفاعت طلب کی اور اپنے اس کی شفاعت کر دی تو اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا اور اس بات کی حقانیت سے صرف وہی شخص انکار کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کا معاند ہو، ......نعوذ باللہ من ذلک۔

﴿علامہ ابوعبداللہ، محمد بن محمد المشہور بابن الحاج متوفی ۷۳۷ھ/ مدخل: ۱/۲۱۱-۲۱۷﴾

﴿سیرت رسول عربی: ۸۳۰☆شرح مسلم سعیدی: ۲/: ۸۱۹-۸۲۲﴾

﴿روحوں کی دنیا/از اعلیٰ حضرت: ۱۱۶﴾

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں

يَا مَالِكِيْ كُنْ شَافِعِيْ فِي فَاقَتِيْ

إِنِّيْ فَقِيْرٌ فِي الْوَرٰى لِغِنَاكَ

اے میرے مالک ومولا بحالتِ فقر میرے شفیع ہو جایئے کیونکہ ساری مخلوق میں آپ کی غنا کا سب سے زیادہ محتاج میں ہی ہوں۔

يَا أَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرٰى

جُدْ لِيْ بِجُوْدِكَ وَأَرْضِنِيْ بِرِضَاكَ

اے تمام موجودات سے بزرگ ترین اے خزانۂ مخلوقات مجھے اپنی بخشش وعطا سے نوازیئے اور اپنی رضامندی سے راضی کیجئے۔

أَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ

لِأَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْأَنَامِ سِوَاكَ

میں آپ کے جود وکرم کا دل سے طلب گار ہوں کہ اس جہان میں ابوحنیفہ کے لئے آپ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔﴿قصیدہ نعمان﴾

علماء اہلحدیث اور استعانت

صحاح ستہ کے مترجم وحید الزماں اپنی کتاب ''ہدیۃ المہدی'' کے شروع میں لکھتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْنِی فِی تَالِیْفِ ھَذَا الکتابِ وَاِتْمَامِہٖ بِالاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسَۃِ مِنَ الأنبیاءِ وَالصَّالِحِیْنِ والملائکۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ

الٰہی اس کتاب کی تالیف واتمام میں انبیاء وصالحین اور ملائکہ مقربین کی ارواح مقدسہ سے میری مدد فرما بطور خاص ہمارے امام حضرت حسن بن علی اور شیخ عبدالقادر جیلانی اور ابن تیمیہ اور احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہم کی ارواح سے میری مدد فرما۔

تمام غیر مقلدین کے امام محمد بن علی الشوکانی لکھتے ہیں:

انبیاء کرام کے توسل پر ترمذی شریف کی وہ حدیث دلیل ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک نابینا صحابی کو اپنے توسل سے دعا کرنے کی تعلیم دی (اس حدیث کو ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔ ﴿ترمذی ۳۵۷۸﴾

اور صالحین بزرگانِ دین کے توسل پر وہ حدیث دلیل ہے جس میں صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو اپنی دعا میں وسیلہ بنایا تھا۔

﴿بخاری حدیث: ۱۰۱۰ کتاب الاستسقاء، تحفۃ الذاکرین فصل فی آداب الدعاء: ۵۰﴾

علماء دیوبند اور استعانت

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾

ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔ ﴿سورہ فاتحہ﴾

اس آیت کے تحت دیوبندیوں کے حجۃ الاسلام شیخ الہند محمود الحسن صاحب اپنے ترجمہ وتفسیر میں لکھتے ہیں:-

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اُس ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ و محض واسطہِ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اُس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت در حقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔

سنی تفسیر

اس آیت کے تحت صدر الافاضل مولنا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں:۔ استعانت خواہ بواسطہ ہو یا بلا واسطہ ہر طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے حقیقی مستعان وہی ہے باقی آلات وخدام واحباب وغیرہ سب عونِ الٰہی کے مظہر ہیں بندے کو چاہئے کہ اس پر نظر رکھے اور ہر چیز میں دست قدرت کو کارکن دیکھے اس سے یہ سمجھنا کہ اولیاء وانبیاء سے مدد چاہنا شرک ہے عقیدہَ باطلہ ہے کیونکہ مقربانِ حق کی امداد امدادِ الٰہی ہے استعانت بالغیر نہیں اگر اس کے وہ معنی ہوتے جو وہابیہ نے سمجھے تو قرآن پاک میں (اَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ) میری مدد کرو قوت سے۔﴿سورۃ الکھف آیت ۹۵﴾ اور (اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ) صبر اور نماز سے مدد چاہو۔﴿سورۃ البقرۃ آیت:۱۵۳﴾ کیوں وارد ہوتا اور حدیث میں اہل اللہ سے استعانت کی تعلیم کیوں دی جاتی۔﴿تفسیر خزائن العرفان﴾

خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی لکھتے ہیں

عِنْدِنَا وعند مشائخنا يجوز التوسل فى الدعوات بالأنبياء والصالحين من الأولياء والشهداء والصديقين فى حياتهم وبعد وفاتهم بأن يقول فى دعائه اللهم إنى أتوسل إليك بفلان أن تجيب دعوتى

وتقضي حاجتي إلى غير ذلك۔

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء وصلحاء واولیاء وشہداء وصدیقین کا توسل جائز ہے اُن کی حیات میں یا بعد وفات، بایں طور کہے کہ یا اللہ میں تجھ سے بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت چاہتا ہوں اسی جیسے اور کلمات کہے۔ ﴿تمام علماء دیوبند کی مصدقہ کتاب ''المہند علی المفند'' صفحہ نمبر ۳۷﴾

قاسم نانوتوی یوں استغاثہ پیش کرتے ہیں

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

﴿قصیدہ بہاریہ﴾

مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں استغاثہ پیش کرتے ہیں

یا محمد مصطفیٰ ﷺ فریاد ہے
اے حبیبِ کبریا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے مرے مشکل کشا فریاد ہے

اشرف علی تھانوی صاحب حضور ﷺ سے یوں مدد طلب کرتے ہیں:

يَا شَفِيْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِيَدِيْ
أَنْتَ فِي الْإِضْطِرَارِ مُعْتَمَدِيْ

اے بندوں کی شفاعت فرمانے والے میری دستگیری فرمائیے آپ مشکلات میں میری آخری اُمید گاہ ہیں

لَيْسَ لِيْ مَلْجَأٌ سِوَاكَ أَغِثْ
مَسَّنِيَ الضُّرُّ سَيِّدِيْ وَسَنَدِيْ

آپ ﷺ کے سوا میرا کوئی ملجا وماویٰ نہیں، اے میرے آقا: میری فریاد سنئے میں تکلیف میں مبتلا ہوں۔ ﴿نشر الطیب﴾

ضابطہء امداد

کسی بھی مخلوق کو اس طرح مستقل مددگار ماننا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی امداد کا محتاج نہیں ہے، شرک اور کفر ہے اور کسی مخلوق کو عطائے الٰہی کا مظہر اور وسیلہ ءِ رحمت باری تعالیٰ ماننے میں کوئی حرج نہیں۔

بعد از وصال وسیلہ کا ثبوت

قال الحافظ ابوبکر البیهقی: أخبرنا أبو نصر بن قتادة وأبوبکر الفارسی قالا: حدثنا إبراهیم بن علی الذهلی حدثنا یحی بن یحی حدثنا أبو معاویة عن الأعمش عن أبی صالحعن مالك الدار رضی اللہ عنہ وکان خازنُ عُمَرَ علی الطعام قال:أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِی زَمَنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَی قَبْرِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: یَارَسُولَ اللهِ! اسْتَسْقِ اللهَ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْ فَأَتَاهُ رسولُ الله ﷺ فِی الْمَنَامِ فقال: ائْتِ عُمَرَ فَاقْرِئْهُ مِنِّی السَّلامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ مُسْقَوْنَ۔

وهذا إسناده صحیح

قال الحافظ ابن حجر: وروی ابن شیبة بإسناد صحیح وقد سیف فی الفتوح: أن الذی رای فی المنام المذکور هو بلال بن حارث المزنی أحد الصحابة قال ابن حجر إسناده صحیح

﴿فتح الباری جلد:۲/۴۱۵ صحیح البخاری کتاب الاستقاء﴾

حافظ ابو بکر بیہقی چند واسطوں سے فرماتے ہیں کہ حضرت مالک الدار جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وزیر خوراک تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک بار لوگوں پر قحط آ گیا۔ایک صحابی (حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر گئے اور عرض کیا: یارسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام! اپنی اُمت کے لئے اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کیجئے کیونکہ وہ (قحط سے) ہلاک ہو رہے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: عمر کے پاس جاؤ اُن کو سلام کہو اور یہ خبر دو کہ تم پر یقیناً بارش ہوگی۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں سیف نے فتوح میں روایت کیا ہے کہ جس شخص نے یہ خواب دیکھا تھا وہ یکے از صحابہ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ تھے

﴿فتح الباری جلد:۲/۴۱۵ صحیح البخاری کتاب الاستقاء﴾

﴿مصنف ابن ابی شیبہ:۱۲/۳۲ ☆ البدایہ والنہایہ:۱/۹۱/حوادث عام ثمانیۃ عشر﴾

﴿المفاہیم مترجم از سید علوی مالکی:۱۵۲﴾

اس حدیث کو حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن حجر اور دونوں نے سنداً صحیح قرار دیا ہے اور ان دونوں کی تصحیح کے بعد کسی تردد کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور نہ کسی کا انکار در خور اعتناء ہے

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں

ہر سال صالحین کے مزارات کی زیارت کے لئے جانا ان کو سلام پیش کرنا اور ان کی تحسین کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کی سنت ہے اور ان کے لئے ایصال ثواب کرنا اور ان کے وسیلہ سے دعا کرنا اور ان سے شفاعت کی درخواست کرنا بھی صحابہ کرام کی سنت ہے اور حدیث صحیحہ سے ثابت ہے اور ہمارے نزدیک عرس منانے کا یہی طریقہ ہے۔ باقی اب جو لوگوں نے اس میں اپنی طرف سے اضافات کر لئے

ہیں، وہ بزرگانِ دین کی نذر اور منت مانتے ہیں اور ڈھول، باجوں گاجوں کے ساتھ جلوس کی شکل میں ناچتے گاتے ہوئے اوباش لڑکے چادر لے کر جاتے ہیں اور چادر چڑھانے کی بھی منت مانی جاتی ہے اور مزارات پر سجدے کرتے ہیں اور مزار کے قریب میلہ لگتا ہے اور مزار کے ساتھ گانا بجانا ہوتا ہے اور موسیقی کی ریکارڈنگ ہوتی ہے تو یہ تمام امور بدعت سیئہ قبیحہ ہیں۔ علماء اہل سنت و جماعت ان سے بری اور بیزار ہیں۔ یہ صرف جہلاء کا عمل ہے اور ہم اللہ تعالیٰ سے اُن کی ہدایت کی دعا کرتے ہیں۔

﴿تبیان القرآن: ۲۰۳/۴﴾

﴿باب نمبر:۱۰﴾

دعوتِ میت

ایصال ثواب کے دوطریقے ہیں دعائے مغفرت اور صدقہ خیرات لیکن یہ بات یادرہے کہ لوگوں کا جمع ہوکر قرآن خوانی کرنا اور دعا مانگنا یہ تو امراء اور غرباء سب کے لئے ہے لیکن یہ صدقہ وخیرات امراء کریں اور غریبوں مسکینوں، یتیموں اور دینی طلباء کو کھلائیں یا وہ لوگ جو دور دراز سے سفر کر کے آتے ہیں عام برادری کی دعوت نہ کی جائے جیسا شادی بیاہ میں ہوتا ہے اور نہ لوگ اس کو مجبور کریں کہ ہماری دعوت کرو۔ ورنہ گنہگار ہونگے۔

رہے غربا تو ان کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ قرآن خوانی یا ذکر اذکار کر کے ایصال ثواب کریں اُس کی بخشش کی دعا کریں اصل فاتحہ یہی ہے اور اگر کھانا پکایا ہے تو لوگوں میں تقسیم کرنا ضروری نہیں خود بھی کھالے تو ثواب کا مستحق ہے غریب انسان پر تو اللہ تعالیٰ نے حج فرض نہیں کیا زکوۃ فرض نہیں کی یہ تو صدقہ کیسے فرض ہوگیا میت کے لئے صدقہ کرنا تو مستحب ہے اور وہ بھی امراء پر غرباء قرض لے کر صدقہ نہ کرتے پھریں۔ اس مسئلہ کی وضاحت امام اہل سنت مولنا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک فتویٰ سے کی جاتی ہے۔

دعوتِ میت کے متعلق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

امام اہل سنت مفتی احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

طعام تین قسم کا ہے ایک وہ کہ عوام ایام موت میں بطور دعوت کرتے ہیں یہ ناجائز

وممنوع ہے ''لِاَنَّ الدَّعْوَۃَ اِنَّمَا شُرِعَتْ فِی السُّرُوْرِ وَلَا فِی الشُّرُوْرِ'' کمافی الفتح القدیر۔ دعوت خوشی میں مشروع ہے نہ کہ غمی میں۔ اغنیاء کو اس کا کھانا جائز نہیں۔

دوسرے وہ طعام کہ اپنے اموات کو ایصال ثواب کے لئے بہ نیت تصدق کیا جاتا ہے فقراء اس کے لئے احق ہیں، اغنیاء کو نہ چاہئے۔

تیسرے وہ طعام کہ نذر ارواح طیبہ (اس نذر سے مراد ایصال ثواب کی نذر ہے، یہ نذر عرفی ہے شرعی اور فقہی نذر مراد نہیں ...... سعیدی) حضرات انبیاء واولیاء کیا جاتا ہے اور وہ فقراء واغنیاء سب کو بطور تبرک دیا جاتا ہے یہ سب کو بلاتکلف روا ہے اور ضرور باعث برکت ہے۔

﴿فتاوی رضویہ: ۴/ ۲۱۴﴾

سوم وچہلم کا کھانا مساکین کو دیا جائے برادری کو تقسیم یا برادری کو جمع کر کے کھلانا بے معنی بات ہے۔ ﴿فتاوی رضویہ: ۴/ ۲۲۳﴾

نیز سوئم کے کھانے اور کلمہ پڑھے ہوئے چنوں کے بارے میں لکھتے ہیں یہ چیزیں غنی نہ لے فقیر لے اور جوان کا منتظر رہتا ہے، اور ان کے نہ ملنے سے ناخوش ہوتا ہے اور اس کا قلب سیاہ ہوتا ہے، مشرک یا چمار کو اس کا دینا گناہ، فقیر لے کر خود کھائے اور غنی لے ہی نہیں اور لے لئے ہوں تو مسلمان فقیر کو دے، یہ حکم عام فاتحہ کا ہے، نیاز اولیاء کرام طعامِ موت نہیں وہ تبرک ہے، فقیر وغنی سب لے لیں جبکہ مانی ہوئی نذر بطور نذر شرعی نہ ہو شرعی پھر غیر فقیر کو جائز نہیں۔

﴿فتاوی رضویہ: ۴/ ۲۲۵﴾

دعوت میت کے سلسلے میں ایک استفتاء کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے جو کچھ لکھا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے ارشاد فرمایا کہ دعوت میت متعدد وجوہ سے باطل ہے۔

۱- یہ دعوت خود ناجائز بدعت شنیعہ وقبیحہ ہے اس لئے کہ ایسی دعوت خوشی کے

موقع پر کی جاتی ہے نہ کہ غمی میں۔

۲-اس لئے کہ اگر ورثہ میں کوئی یتیم بھی ہے تو یہ آفت سخت تر ہے اس لئے کہ یتیم کا ناحق مال کھانا پیٹ میں انگارہ بھرنا ہے اور اگر نابالغ ہے تو اس کا مال ضائع کرنا ہوگا اور یہ ناجائز ہے اس لئے کہ اس کے مال کا اختیار کسی کو نہیں اور اگر بالغ موجود نہیں ہے تو غیر کے مال میں بغیر اُس کی اجازت کے تصرف لازم آئے گا اور یہ بھی ناجائز ہے، ہاں اگر فقراء و مساکین کے لئے کھانا پکوائیں تو حرج نہیں بلکہ بہتر ہے بشرطیکہ کوئی عاقل بالغ اپنے مال خاص سے کرے یا ترکہ سے کریں تو سب وارث موجود بالغ و راضی ہوں۔

۳-عورتیں اکٹھا ہوتی ہیں اور ناجائز کام کرتی ہیں مثلاً چلا کر رونا پیٹنا، بناوٹ سے منہ بنانا ڈھانکنا وغیرہ یہ سب مثل نوحہ ہے اور نوحہ کرنا حرام ہے ایسے مجمع کے لئے میت کے عزیزوں کا بھی کھانا بھیجنا جائز نہیں۔

۴-اکثر لوگوں کو اس رسم بد کی ادائیگی میں مجبوراً طعنہ سے بچنے کے لئے اور جاہلوں کی لعنت ملامت کے خوف سے وسعت سے زیادہ دعوت کرنی پڑتی ہے بلکہ زیادہ تر قرض کی ضرورت پڑتی ہے قرض نہ ملے تو گروی رکھ کر اصل رقم کے علاوہ سود سے بھی زیر بار ہوتے ہیں۔ جو خالص حرام ہے یہاں تک کہ میت والے بیچارے اپنے غم بھول کر اس آفت ناگہانی میں پھنس جاتے ہیں۔ایسا تکلف تو شریعت نے کسی مباح کام کے لئے بھی پسند نہیں کیا ہے چہ جائیکہ رسم ممنوع کے لئے غرضیکہ اچھائی کا کوئی پہلو نہیں مولیٰ تعالی مسلمانوں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور توفیق بخشے کہ ایسی بُری رسم کو جس سے ان کے دین و دنیا کا نقصان ہو فوراً چھوڑ دیں اور طعن اور بیہودہ کا خیال نہ کریں۔...... واللہ الھادی۔

تفصیل کے لئے اعلیٰ حضرت کا رسالہ "جلی الصوت لنھی الدعوۃ

امام الموت" کا مطالعہ کریں۔

صرف پہلے دن ہمسایوں اور عزیزوں کا اتنا کھانا پکوا کر بھیجنا جسے اہل میت دو وقت کھا سکیں اور باصرار کھلانا مسنون ہے مگر اس میلے کے لئے بھیجنے کا ہرگز حکم نہیں۔

اعتراض

بہت سے فقہاء نے تیسرے اور ساتویں روز میت کے لئے کھانا پکانا منع کیا ہے۔ دیکھو "شامی"، "عالمگیری" بلکہ "بزازیہ" نے تو لکھا ہے وبعد الاسبوع یعنی ہفتہ کے بعد بھی منع ہے اس میں برسی ششماہی چہلم سب شامل ہیں۔ نیز قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے وصیت فرمائی تھی: میرے مرنے کے بعد دنیاوی رسمیں جیسے دسواں، بیسواں، ششماہی اور برسی، کچھ نہ کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن سے زیادہ سوگ کرنے کو جائز نہیں رکھا بلکہ حرام قرار دیا ہے۔

جواب

فقہاء نے میت کے ایصال ثواب سے منع نہ کیا جس کو فقہاء منع کرتے ہیں وہ چیز ہی اور ہے وہ ہے میت کے نام پر برادری کی روٹی لینا یعنی قوم کے طعنہ سے بچنے کے لئے جو میت کے تیجے، دسویں وغیرہ میں برادری کی دعوت عام کی جاتی ہے وہ ناجائز ہے۔ اس لئے کہ یہ نام ونمود کے لئے ہے اور موت نام ونمود کا وقت نہیں ہے اگر فقراء کو بغرض ایصال ثواب فاتحہ کر کے کھانا کھلایا تو سب کے نزدیک جائز ہے علامہ شامی فرماتے ہیں۔ "وَيُكْرَهُ اتخاذُ الضيافةِ من أهل الميت لأنه شُرِعَ في السرورِ لا في الشرور" یعنی میت والوں سے دعوت لینا مکروہ ہے کیونکہ یہ دعوت تو خوشی کے موقع پر ہوتی ہے نہ کہ غم پر۔ ﴿شامی جلد اول کتاب الجنائز باب الدفن﴾

دعوت لینے کے وہی معنی ہیں برادی مجبور کرے کہ روٹی کر جیسے کسی کا بچہ سکول میں فسٹ آئے یا کسی کے بچہ ہو تو کہتے ہیں مٹھائی کھلا یہ سب خوشی کی باتیں ہیں لیکن

اگر کسی کا کوئی فوت ہو جائے یا کوئی نقصان ہو جائے تو کوئی نہیں کہتا کہ مٹھائی کھلا اسی کو فقہاء منع کرر ہے ہیں آگے فرماتے ہیں:

وھذہ الأفعالُ کلُّھا للسمعة والریاء فیَحْتَرِزُ عنھا لأنھم لایُرِیدُون بھا وجهَ اللّٰه

یہ سارے کام محض دکھاوے کے ہیں لہٰذا ان سے بچے کیونکہ اس سے اللہ کی رضا نہیں چاہتے۔ صاف معلوم ہوا کہ فخر یہ طور پر برادری کی دعوت منع ہے پھر فرماتے ہیں

وإن اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا اگر اہل میت نے فقراء کے لئے کھانا پکایا تو اچھا ہے۔ یہ فاتحہ کا جواز ہے

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا اپنے تیجے دسویں سے منع کرنا بالکل درست ہے وہ فرماتے ہیں:۔ رسومِ دنیا جو تیجا وغیرہ ہیں وہ نہ کریں، رسومِ دنیا کیا ہیں عورتوں کا تیجہ وغیرہ کو جمع ہو کر رونا، پیٹنا، نوحہ کرنا وہ واقعی حرام ہے۔ اسی لئے فرماتے ہیں تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہے۔ اس جگہ ایصالِ ثواب اور فاتحہ کا ذکر نہیں، جس کا مقصد یہ ہوا کہ تیجا وغیرہ میں ماتم نہ کریں۔

ہمسائے یا رشتہ دار میت والے گھر ایک روز کا کھانا پہنچائیں

عن عبد اللّٰه بن جعفر رضی اللہ عنہ قال: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم: اصْنَعُوْا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ أَتَاهُمْ مَايَشْغَلُهُمْ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا پکاؤ کہ

اُن کے پاس وہ خبر آئی ہے جو کھانے سے باز رکھے گی۔

﴿ابن ماجۃ حدیث:۱۶۱۰، ترمذی:۹۹۸ کتاب الجنائز، ابوداود:۳۱۳۲، مشکوۃ:۱۷۳۹ کتاب الجنائز﴾

اعلیٰ حضرت کے بعد اہل سنت کے بہت بڑے علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ اور اس حدیث کی تشریح ملاحظہ ہو یہ اتنے بڑے علامہ اور شیخ القرآن ہیں کہ اہل سنت کا ہر چھوٹا بڑا آج تک ان کی کتابوں سے استفادہ کر رہا ہے خصوصاً ''جاء الحق'' اور ''شرح مشکوٰۃ''، ''علم القرآن''، ''شان حبیب الرحمٰن'' اور ''تفسیر نعیمی'' وغیرہ ان کی شہکار اور لازوال کتابیں ہیں۔

مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

یعنی جعفر کے گھر والے آج غم کی وجہ سے کھانا نہ پکا سکیں گے اگر کوئی کھانا نہ لے گیا تو وہ بھوکے رہیں گے، یہ کھانا بھیجنا سنت ہے بلکہ چاہئے کہ خود کھانا پکانے والا میت کے گھر کھانا لے جائے اور خود بھی ان کے ہمراہ ہی کھائے انہیں ساتھ کھانے پر مجبور کرے صرف پہلے دن کھانا بھیجا جائے، جس دن فوت ہو یا فوت کی خبر آئے بعد میں نہ بھیجے، تین دن کا جو رواج ہے یہ غلط ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ کھانا وہ لوگ کھائیں جو غم کی وجہ سے پکا نہ سکیں یا باہر کے مہمان جو شرکت دفن کے لئے آئے ہیں، عام برادری والوں کی دعوت اس وقت ممنوع ہے حضرت جریر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ صحابہ میت کے ہاں دعوت کو نوحہ شمار کرتے تھے۔﴿ابن ماجۃ حدیث:۱۶۱۲﴾

اسی کو فقہاء منع فرماتے ہیں یعنی تین دن تک تمام محلہ و برادری والوں اور میت والوں کے لئے کھانا بھیجنا اور پھر تیسرے دن خود میت کے ہاں برادری کی روٹی ہونا دھوم دھام سے اسے کھانا یہ دونوں کام سخت منع ہیں خصوصاً جب کہ میت کے یتیم بچے بھی ہوں اور میت کے متروکہ مال سے یہ روٹی کی جائے تو اس کا کھانا اور کھلانا سخت

حرام ہے کہ یتیم کا مال کھانا حرام ہے، غرضکہ اہل میت کی رسمی دعوت ممنوع ہے اور یہ کھانا ناجائز اس کی تحقیق ہماری کتاب ''اسلامی زندگی'' میں ملاحظہ کیجئے۔

﴿مراۃ:۲/۵۰۸﴾

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مفتی احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فاتحہ کا کھانا بہتر یہ ہے کہ مسکین کو دے اور اگر خود محتاج ہے تو آپ کھالے اپنے بی بی بچوں کو کھلائے سب اجر ہے۔﴿فتاویٰ رضویہ:۴/۲۱۸﴾

معلوم ہوا کہ غریب آدمی ختم دلا کر خود بھی کھا سکتا ہے مسکینوں کو کھلانا ضروری نہیں تو دولت مندوں کو کھلانا کیسے ضروری ہوگا بلکہ امراء کا فرض ہے کہ مرنے والا اگر غریب تھا تو اُس کے اہل عیال کی امداد کریں لیکن آج کل لوگ کہتے ہیں کہ برادری کی روٹی تو تمہیں کرنی ہی پڑے گی چاہے قرض لے کر کرو ورنہ برادری میں تمہاری ناک کٹ جائے گی اور تم منہ دکھانے کے قابل نہ رہو گے وہ غریب جس پر رب تعالیٰ نے زکوۃ اور حج فرض نہیں کئے وہ اپنا غم بھول کر برادری کی روٹی کی فکر میں لگ جاتا ہے چاہے اُس کو چالیس ہزار خرچ کرنا پڑے۔

اگر امراء کھانا پکائیں تو وہ غریبوں مسکینوں دینی طالب علموں کو کھلایا جائے لیکن مشاہدہ میں یہ بات آئی ہے کہ دولت مند طبقہ اپنے مال کی زکوۃ تو ادا نہیں کرتا لیکن اپنے کسی عزیز کے مرنے پر دولت مند برادری کی روٹی پر دل کھول کر خرچ کرتا ہے اگر تیجے دسویں چالیسویں پر یہی کھانا طلباء اور غرباء کو دیا جاتا ان کو ثواب بھی ملتا اور غربت کا مسئلہ بھی حل ہوتا اور غرباء کو کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرنا پڑتا۔

ایصال ثواب کے طریقے

اور میت کے فائدے کے چند کام

۱۔ کسی اہل سنت کے دینی مدرسہ میں اپنے مُردوں کی طرف سے کوئی تعمیری کام کرڈالیں۔ یا تفسیر وحدیث اور فقہ وغیرہ کی ضروری کتابیں خرید کر وقف کردیں۔

۲۔ دینی مدارس کے غریب ونادار طلبہ کی کسی بھی طرح امداد کردیں۔ خصوصاً ان کے کھانے، کپڑے اور درسی کتابوں کا انتظام کریں، یا مدرسوں کے مطبخ میں غلہ وغیرہ دیں۔

۳۔ علماء اہل سنت کی کتب خرید کر اپنی قریبی لائبریریوں میں وقف کردیں یا خود اپنے محلّہ کی مسجد میں لائبریری کھول لیں تاکہ عوام کی دینی معلومات میں اضافہ ہو۔

۴۔ علماء اہل سنت کی تقاریر کی کیسٹیں خرید کر مفت تقسیم کی جائیں یا لائبریری میں رکھی جائیں اور سننے کے لئے لوگوں کو دی جائیں۔

۵۔ اپنے خرچ سے کوئی دینی واصلاحی کتاب چھپوا کر مفت تقسیم کریں جس سے معاشرے اور عوام کی اصلاح ہو۔

۶۔ ہمارے اہل سنت کے بے شمار ادارے ہیں جو مفت کتابیں تقسیم کرتے ہیں اُن کی مالی امداد کی جائے تاکہ وہ کتابوں کی زیادہ اشاعت کرسکیں۔

۷۔ کسی یتیم غریب اور بیوہ کی کفالت بھی اپنے ذمہ لے سکتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا

﴿وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں﴾

﴿سورۃ الدہر آیت:۷﴾

یتیم کی کفالت کرنے والے کی شان

عن سهل رضی اللہ عنہ قال: قال رسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم

أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، پھر آپ نے انگشتِ شہادت اور درمیانی اُنگلی سے اشارہ فرمایا اور دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔

﴿بخاری حدیث:۵۳۰۴ کتاب الطلاق ☆ مشکوۃ حدیث ۴۹۵۲ کتاب البر باب الشفقہ والرحمۃ﴾

یتیم وہ نابالغ انسان ہے جس کا والد فوت ہو چکا ہو خواہ لڑکا ہو یا لڑکی لفظ یتیم ان دونوں کو شامل ہے اور بالغ ہونے کے بعد یتیمی باقی نہیں رہتی۔

یعنی جیسے ان دو انگلیوں میں کوئی فاصلہ نہیں ایسے ہی قیامت میں مجھ میں اور اُس میں کوئی فاصلہ نہ ہوگا یعنی اُس کو مجھ سے بہت ہی قرب نصیب ہوگا۔

بیوہ عورت
اور مسکین کی کفالت کرنے والے کی شان

عن صفوان بن سُلَيْم رضی اللہ عنہ قال: قال رسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم

اَلسَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ كَالَّذِيْ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ۔

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیوہ اور مسکین کے لئے امدادی کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح

ہے یا اُس شخص کی طرح ہے جو دن کو روزہ رکھے اور رات کو قیام کرے۔

﴿بخاری حدیث: ۶۰۰۶ کتاب الأدب ☆ مشکوۃ حدیث ۴۹۵۱ کتاب البر باب الشفقۃ والرحمۃ﴾

یعنی معلوم ہوا کہ یتیموں اور بیوہ عورتوں کی امداد کرنا بہت بڑی نیکی ہے کہ اُس کو مجاہد فی سبیل اللہ اور صائم الدہر اور قائم اللیل کا ثواب ملتا ہے اس لئے اگر ہو سکے تو بیوہ عورت سے نکاح کر لینا چاہیے تا کہ اُس کی اور یتیم بچوں کی کفالت بہتر طریقے سے ہو سکے اور یہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے جن عورتوں سے نکاح فرمایا وہ تمام بیوہ یا مطلقہ تھیں سوائے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے۔

صدقہ خیرات کے لئے یہ ضروری نہیں کہ باہر سے غریب مسکین تلاش کئے جائیں یہ صدقہ اپنے غریب رشتہ داروں کو بھی دیا جا سکتا ہے بلکہ اپنے غریب رشتہ دار اُس کے نفلی صدقہ کے زیادہ مستحق ہیں حتی کہ زکوۃ بھی اُن کو دی جا سکتی ہے ہاں والدین اپنی اولاد کو اور اولاد والدین کو اور بیوی خاوند کو اور خاوند بیوی کو زکوۃ نہیں دے سکتے نفلی صدقہ دے سکتے ہیں۔

رشتہ داروں پر نفلی صدقہ کی فضیلت

عن سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ
اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَهِيَ عَلَى ذِي الرَّحِمِ
ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عام مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور وہی صدقہ اپنے قربت دار پر دو صدقے ہیں ایک صدقہ کا ثواب اور دوسرا صلہ رحمی کا۔

﴿ترمذی حدیث ۶۵۸ ☆ مشکوۃ حدیث ۱۹۳۹ کتاب الزکوۃ باب افضل الصدقہ﴾

ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا میں اپنے (غریب) خاوند کو اور اپنے یتیم بچوں کو (یہ نفلی) صدقہ دوں تو ادا ہو جائے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں دو اجر ملیں گے ایک اجر قرابت کا اور ایک اجر صدقہ کا۔

﴿مسلم حدیث:۱۰۰۰ ☆ مشکوٰۃ حدیث ۱۹۳۴ کتاب الزکوۃ باب افضل الصدقہ﴾

رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں رشتہ داروں کا پہلے ذکر فرمایا ہے مسکینوں غریبوں کا بعد میں۔

لیکن لوگ پیغامِ خداوندی کو بھولتے جا رہے ہیں غیروں کو نوازتے ہیں رشتہ داروں کو دیکھنا نہیں چاہتے میرا خیال ہے کہ اگر امراء باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کریں اور صرف اپنے غریب رشتہ داروں کو ہی دے دیا کریں تو جہاں میں کوئی تنگدست نہ رہے۔

اور اگر ایصال ثواب کا کھانا امراء اور رشتہ داروں کو کھلانے کی بجائے دینی مدارس میں دیا جائے تو ان مدراس کے منتظمین کو چندہ مانگنا کی ضرورت باقی نہ رہے

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
عبادت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّ وبیاں
کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہو گا عرش بریں پر

﴿باب نمبر۱۱﴾

گیارھویں شریف

گیارھویں شریف ایصالِ ثواب کا نام ہے اس کے دلائل بھی وہی ہیں جو ایصالِ ثواب کے ہیں ایصالِ ثواب کے متعلق تقریباً ساٹھ احادیث بیان ہو چکی ہیں تمام مکاتبِ فکر کے متفق علیہ محدث شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

قَدِ اشْتَهَرَ فِي دِيَارِنَا هٰذَ الْيَوْمَ الْحَادِيْ عَشَرَ
وَهُوَ الْمُتَعَارَفُ عِنْدَ مَشَائِخِنَا

گیارھویں شریف ہمارے ملک میں مشہور ہے اور یہی ہمارے مشائخ کا معمول ہے۔﴿ماثبت بالسنۃ: ۳۳۸﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گوشت تقسیم فرمانا

عن عائشة رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيْجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ شَاةً ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ مطہرہ پر اتنا رشک نہیں آیا تھا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہیں تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ان کا ذکر فرماتے رہتے تھے اور جب آپ بکری ذبح کرتے پھر اس کے اعضا کاٹتے پھر وہ جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے لئے بھیجتے۔

﴿بخاری حدیث ۳۸۱۸ کتاب مناقب الانصار☆مسلم حدیث:۲۴۳۵☆مشکوۃ حدیث ۶۱۸۶﴾

شاہ رفیع الدین محدث دہلوی اسی حدیث کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں:

نذر کی دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی حاکم یا زمیندار کسی صلہ کے طور پر یا کسی بزرگ یا قریبی میت کی خوشنودی اور ثواب کے لئے وقت مقرر کردے (جیسا کہ گیارھویں شریف ہر ماہ کی جاتی ہے) یا سالانہ یا ششماہی وغیرہ اس کے نام پر مقرر کردے تو نذر کی یہ قسم بھی جائز ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ ام امؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے صدائق میں اکثر گوشت اور کھانا بھیجتے رہتے تھے۔﴿رسالہ نذر اولیاء﴾

غیر خدا کا نام

سلطان الواعظین مولانا ابوالنور صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ قبلہ عالم حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ مسئلہ گیارھویں شریف بیان فرماتے ہوئے فرمایا: منکرین ہر اس چیز کو جس پر غیر خدا کا نام کسی طرح بھی آ جائے۔ حرام کہہ دیتے ہیں۔ ان کی اس بات کا جواب حیدرآباد دکن کی ایک دانا عورت نے خوب دیا تھا پھر آپ نے حیدرآباد کا وقعہ بیان فرمایا: میں ایک مرتبہ حیدرآباد دکن گیا کہ وہاں ایک گیارھویں شریف کا منکر مولوی عبداللہ گیارھویں شریف کے کھانے کو اسی لئے حرام کہتا تھا کہ اس پر غیر خدا کا نام آ جاتا ہے اور یوں کہا جاتا ہے۔ غوث اعظم کی دیگ اور گیارھویں کے چاول۔

مولوی عبداللہ کی بیوی خوش عقیدہ تھی ایک روز اس نے گیارھویں شریف کے ختم کے لئے چاول پکائے۔ عبداللہ گھر آیا۔ تو دیکھا بیوی نے چاول پکائے ہیں۔ پوچھا تم نے یہ چاول کیسے پکائے ہیں؟ تو بیوی نے بتایا یہ گیارھویں شریف کے چاول ہیں۔ تو عبداللہ بولا لا حول ولا قوۃ الا باللہ یہ تو حرام ہو گئے۔ بیوی نے حیران ہو کر

پوچھا حرام کیسے ہو گئے؟ بولا جس چیز پر غیر اللہ کا نام آ جائے وہ حرام ہو جاتی ہے۔ تم نے جو کہا کہ یہ چاول گیارھویں شریف کے ہیں، خدا کے نہیں کہا۔ اس لئے یہ حرام ہو گئے۔ بیوی کو غصہ آ گیا۔ اور برقعہ پہن کر گھر سے جانے لگی اور کہا اگر یہی بات ہے تو پھر مجھے بھی سب لوگ ''عبداللہ کی بیوی'' کہتے ہیں کوئی خدا کا نام نہیں لیتا گویا مجھ پر بھی غیر خدا کا نام آ چکا ہے۔ اس لئے میں بھی تم پر حرام، میرا آخری سلام۔ یہ سن کر عبداللہ کے ہوش گم ہو گئے۔ اور سنبھل کر جھٹ بولا۔ مسئلہ سمجھ میں آ گیا ہے۔ واپس آ جاؤ۔ تم بھی حلال اور چاول بھی حلال۔

﴿سنی علماء کی حکایت: ۱۴۱ / از مولانا ابو النور﴾

گیارھویں شریف کے چاول

سلطان الواعظین مولانا ابو النور صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ چکوال کے جلسہ میں گیا ایک صاحب نے بتایا کہ یہاں ایک مولوی آیا تھا۔ جس نے گیارھویں شریف کے خلاف یہ شعر پڑھے تھے۔ جو میں نے لکھ لئے تھے وہ شعر یہ ہیں۔

یہ گیارھویں یہ بارھویں...... یہ کام اسلامی نہیں
ہرگز نہ دینا گیارھویں...... اس سے خدا راضی نہیں
لیکن پکائے گر کوئی...... تجھ کو بلائے گر کوئی
مشرک کی دولت جان کر...... مالِ غنیمت جان کر
کھا لینا تم اس کو ضرور...... اس میں نہیں ہے کچھ قصور

مجھ سے وہ کہنے لگے کہ اپنی تقریر میں ان شعروں کا جواب ضرور دیں۔ رات کو میری تقریر تھی۔ اپنی تقریر سنانے کے لئے ان شعروں کا جواب میں نے شعروں میں

ہی لکھ لیا۔ وہ شعر یہ ہیں

بندہ مسلمان ایک تھا ......جس کا عقیدہ نیک تھا
تھا غوث پر اس کو یقیں ......اس نے پکائی گیارھویں
اور سادگی سے بے خبر......لے آیا اک ملا کو گھر
ملا تھا سنی ظاہرا......پکا وہابی باطنا
کھانے کی سن کر آ گیا......سب اس کے چاول کھا گیا
پھر پوچھنے کھا کر لگا......دعوت تھی کیسی یہ بتا
کہنے لگا وہ مردیں......تھی غوث کی یہ گیارھویں
نجدی نے جس دم یہ سنا......غصہ میں وہ جل بھن گیا
پھر اس سے یوں کہنے لگا......یہ شرک تو نے کیوں کیا
الفاظ سن لے تو میرے......چاول تیرے ضائع گئے
نجدی بڑا چالاک ہے......چالاک اور بیباک ہے
پہلے تو چاول کھا گیا......پھر شرک کا فتوی دیا
سنی نے پھر اس سے کہا......میرا بھی فتوی سنتا جا
چاول جو تو نے کھا لئے......بے شک وہ ضائع ہو گئے
میرا تو کچھ بگڑا نہیں......مجھ کو تو کچھ پروا نہیں
ناغہ میرا اس پل سہی......یہ گیارھویں پھر کل سہی
اور آج میں سمجھوں گا یوں......دل کو تسلی دوں گا یوں
کتا میرے گھر آ گیا......سب میرے چاول کھا گیا

﴿سنی علماء کی حکایت: ۱۴۷ از مولانا ابوالنور﴾

گیارھویں کی حقیقت کیا ہے
اور یہ حلال ہے یا حرام؟

آیئے سب سے پہلے میں آپ کو یہ بتادوں کہ گیارھویں کسے کہتے ہیں
حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ ھ کو ہوا اسی مناسبت سے وہ پاک و ہند میں "گیارھویں والے پیر" کے نام سے مشہور ہیں اب جو مسلمان بھی حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ایصال ثواب کرتا ہے ہم اسے گیارھویں شریف کہتے ہیں خواہ یہ ایصال ثواب کسی بھی تاریخ کو کیا جائے جب آپ نے یہ بات اچھی طرح سمجھ لی ہے کہ گیارھویں شریف صرف اور حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کا نام ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں تو آیئے اب دیکھتے ہیں کہ گیارھویں شریف حلال ہے یا حرام جائز ہے یا ناجائز؟
ہمارے نزدیک جس چیز سے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا وہ چیز حلال اور جائز ہے......

حلال وحرام کی تین قسمیں

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَأْكُلُوْنَ أَشْيَاءَ وَيَتْرُكُوْنَ أَشْيَاءَ تَقَذُّرًا فَبَعَثَ اللهُ تعالى نَبِيَّهُ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَنْزَلَ كِتَابَهُ وَأَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ فَمَا أَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ وَتَلَا ﴿ قُلْ لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا ......الى آخر الآية۔

اس کا ترجمہ بھی اپنی طرف سے نہیں کرتا خود اہل حدیث حضرات کے ایک بہت بڑے عالم علامہ وحید الزماں کا ترجمہ لکھ رہا ہوں جو کہ ترجمہ سنن ابو داود از علامہ وحید الزماں جلد۳ ص:۱۸۵ پر یوں مرقوم ہے ,,ابن عباس سے روایت ہے کہ جاہلیت کے لوگ بعض چیزیں کھاتے تھے اور بعض کو برا جان کے چھوڑ دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ پر قرآن نازل کیا، حلال کو حلال اور حرام کو حرام کیا۔ لہذا جو اس نے حلال کیا وہ حلال اور جو حرام کیا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے۔ اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی کہ

﴿اے محمد آپ فرما دیجئے میں وحی شدہ چیزوں میں کسی کھانے والے پر کوئی چیز حرام نہیں پاتا سوائے مردار، بہتے خون، سور کے گوشت کیونکہ وہ ناپاک ہے اور اس جانور کے جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا جائے﴾

﴿ابو داود حدیث:۳۸۰۰ کتاب الاطعمہ باب مالم یذکر تحریمہ، مشکوۃ حدیث:۴۱۴۶ کتاب الصید﴾ اس حدیث کو ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے

خلاصہ یہ ہے کہ چیزیں تین قسم کی ہیں۔ وہ جن کا حلال ہونا قرآن یا حدیث میں صراحۃً مذکور ہے۔ وہ جن کا حرام ہونا قرآن یا حدیث میں صراحۃً مذکور ہے۔ وہ جن کا ذکر قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ پہلی قسم حلال قطعی ہے، دوسری قسم حرام قطعی، تیسری قسم معاف یعنی وہ بھی حلال ہے۔

حاضرین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حرام چیزوں کی لسٹ عطا کر دی ہے۔ جو چیز اس لسٹ کے اندر موجود ہے وہ تو حرام ہے اور جس چیز کا ذکر اس لسٹ میں موجود نہیں وہ قطعاً حرام نہیں ہے۔

آیئے اب میں آپ کی خدمت میں اس حدیث کی توثیق اور مزید توضیح بھی بیان کرتا چلوں ''تنقیح الرواۃ جلد نمبر۳ ص:۲۰۱'' یہ کتاب اہل حدیثوں کے ایک

بڑے عالم احمد حسن صاحب دہلوی کی ہے وہ لکھتے ہیں ''رجاله كلهم ثقات اخرجه ایضا ابن مردویه والحاکم وصححه ''اس حدیث کے سارے راوی ثقہ ہیں۔
اس حدیث کو محدث ابن مردویہ نے بھی بیان کیا اور امام حاکم نے بھی اور امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، ایک اور اہل حدیث عالم شمس الحق صاحب عظیم آبادی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں

﴿وَفِيْهِ تَنْبِيْهٌ عَلَى اَنَّ التَّحْرِيْمَ اِنَّمَا يُعْلَمُ بِالْوَحْيِ لا بِالْهَوَى ـ وَالْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلَى اَنَّ الاشْيَاءَ اَصْلُهَا عَلَى الإبَاحَةِ﴾ اس میں اس بات کی تنبیہ ہے کہ کسی بھی چیز کی حرمت صرف وحی سے ہی معلوم ہوسکتی ہے اپنی خواہش سے نہیں-- اور یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ ہر چیز اصل میں جائز ہے۔

﴿عون المعبود شرح ابوداود: ۴۱۷/۳﴾

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ
حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ اس غرض سے تلاوت فرمائی تا کہ (سب کو) پتہ چل جائے کہ کوئی چیز صرف وحی سے حرام ہوتی ہے۔ اور وحی کبھی جلی ہوتی ہے کبھی خفی۔ ﴿اشعت اللمعات: ۴۷۹/۳﴾

معلوم ہوا کہ جس چیز کو وحی الٰہی حرام قرار نہ دے وہ چیز حرام نہیں ہوتی۔ اب میں گیارھویں کو حرام کہنے والوں سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ صرف ایک آیت کریمہ ایسی تلاوت کریں جس میں صاف صاف لکھا ہو کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ایصال ثواب حرام ہے۔ ایک حدیث ایسی پڑھیں جس میں یہ لکھا ہو کہ گیارھویں شریف حرام ہے۔ اگر ایک بھی ایسی آیت یا حدیث ہمیں دکھادی جائے تو خدا کی قسم ہم گیارھویں شریف چھوڑ دیں گے ورنہ آپ کے کہنے سے یہ گیارھویں شریف حرام نہیں ہوسکتی۔

اہلحدیثوں کے ایک بڑے عالم احمد حسن دہلوی لکھتے ہیں......

حلال وحرام چیزوں کی لسٹ

﴿وفی الباب عن ابی الدراداء رفع بلفظ:
مَا اَحَلَّ اللہُ فی کِتَابِہٖ فَھُوَ حَلالٌ وَمَا حَرَّمَ فَھُوَ حَرَامٌ وَمَا سَکَتَ عَنْہُ فَھُوَ عَفْوٌ فَاقْبَلُوْا مِنَ اللہِ عَافِیَتَہٗ فَاِنَّ اللہَ لَمْ یَکُنْ یَنْسٰی شَیْئًا وَتَلَا وَمَاکَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا۔

﴿اخرجه البزار وقال سنده صالح والحاکم وصححه﴾

اسی طرح کی ایک مرفوع حدیث حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا وہ حلال ہے اور جس چیز کو حرام فرمادیا وہ حرام ہے اور جس چیز سے اللہ نے سکوت فرمایا وہ معاف ہے پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے عافیت کو قبول کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بھولتا نہیں ہے۔ اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿اور تیرا رب بھولتا نہیں﴾ اس حدیث کو بزار نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ سند صالح ہے، حاکم نے بھی اس کو روایت کیا اور اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔ ﴿تنقیح الرواۃ:۳/۲۰۱﴾

یہی اہل حدیث عالم اس آیت کریمہ ﴿قُلْ لاَاَجِدُ فِی مَا اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا﴾

کی تفسیر نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ اوپر ذکر تھا کہ حرام وہی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے حرام کیا۔ انسان کو کسی چیز کے حرام ٹھہرانے کا اختیار نہیں ہے۔ ﴿احسن التفاسیر:۲/۲۱۲﴾

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حلت وحرمت کا

ضابطہ بھی بیان فرمایا ہے کہ جس چیز کو وحی نے حرام کیا ہے وہی حرام ہے اور جس چیز کی حرمت پر وحی کی مہر نہیں وہ حلال ہے۔

حلت وحرمت کے اس ضابطہ کو اہلحدیث بھی تسلیم کرتے ہیں مثلاً احسان الٰہی ظہیر کے ایک استاذ ابوالبرکات احمد کے فتاویٰ برکاتیہ میں یوں مرقوم ہے۔

وہابیوں اہل حدیثوں کے نزدیک
گردے اور کپورے حلال ہیں

سوال:- کیا گردے اور کپورے حلال ہیں؟ حلت وحرمت کی دلیل بیان فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ سائل رحمت اللہ گھمن گوندلانوالہ

جواب:- ان دونوں کے حلال ہونے کی دلیل یہی ہے کہ قرآن وحدیث نے ان سے منع نہیں فرمایا اور قرآن وحدیث میں جس چیز کی حرمت بیان نہ کی گئی ہو تو وہ حلال ہوتی ہے۔

﴿الراقم: ابوالبرکات احمد فتاویٰ برکاتیہ ص:۳۰۸﴾

اصل اشیاء میں واقعی اباحت ہے۔ ﴿فتاویٰ برکاتیہ:۱۸۷﴾

اہلحدیثوں کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری کے فتاوی ثنائیہ میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں۔

سوال:- جس جائے نماز پر امام نماز پڑھاتا ہے اگر اس جائے نماز کو علیحدہ فرش پر بچھا کر نماز پڑھ لیں تو ہماری نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- جائز ہے منع پر کوئی دلیل نہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے جب تک میں منع نہ کروں منع مت سمجھو (جلد ۲ ص:۱۶-۱۷) شرفیہ مولانا کا اشارہ اس حدیث شریف کی طرف ہے ﴿ذَرُوْنِی مَا تَرَکْتُکُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ ﴾ ﴿اخرجہ مسلم) (ابوسعید شرف الدین) فتاویٰ ثنائیہ: ۵۲۲/۱ ﴾

غیر مقلدوں وہابیوں کے نزدیک کچھوا کھانا بھی حلال ہے

سوال:- کچھوے کا کھانا جائز ہے یا نہیں یہ حلال ہے یا حرام مفصل جواب دیں۔

جواب:- کچھوا حلال ہے بحکم قرآن ﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا ......الخ﴾

﴿۱۸ جولائی ۴۷ء فتاویٰ ثنائیہ: ۱۳۳/۲﴾

معلوم ہوا کہ حلت وحرمت کے اس ضابطہ کو اہلحدیثوں کے اکابر نے بھی تسلیم کیا ہے اسی ضابطہ کی رو سے بھی ''گیارھویں شریف'' حلال ہے اس لئے کہ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا

سب سے بڑا مجرم کون؟

عن سعد ابنِ أبی وقاص رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَعْظَمَ الْمُسْلِمِیْنَ جُرْماً مَنْ سَاَلَ عَنْ شَیْءٍ لَمْ یُحَرَّمْ فَحُرِّمَ مِنْ اَجْلِ مَسْئَلَتِه

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جس نے ایسی چیز کے متعلق سوال کیا جو حرام نہ تھی پھر اس کے مسئلہ پوچھنے پر وہ چیز حرام کر دی گئی۔

﴿ بخاری ۷۲۸۹ ☆ مسلم: ۲۳۵۸ ☆ مشکوۃ حدیث: ۱۵۳ کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ☆ تفسیر ابن کثیر: ۱۰۶/۲ ﴾

جن چیزوں پر خاموشی ہے وہ حلال ہیں

عن أبی ثعلبة الخشنی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم
إِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَاتُضَيِّعُوهَا وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا وَحَرَّمَ أَشْيَاءَ فَلَاتَنْتَهِكُوهَا وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ رَحْمَةً لَكُمْ غَيْرَ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا۔

حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض مقرر فرمائے ہیں انہیں ضائع مت کرو اور کچھ حدود مقرر فرمائی ہیں ان پر زیادتی مت کرو، کچھ چیزیں حرام فرمائی ہیں ان کے قریب بھی نہ پھٹکو اور کچھ چیزوں سے سکوت اختیار فرمایا یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھول گیا تھا بلکہ فقط تم پر رحمت فرماتے ہوئے سکوت فرمایا اس لئے ان کے بارہ میں سوال مت کرو۔ (یہ حدیث صحیح ہے) ﴿تفسیر ابن کثیر: ۱۰۶/۲﴾

﴿دار قطنی ۱۸۴/۴، ریاض الصالحین حدیث: ۱۸۳۲، مشکوۃ حدیث: ۱۹۷ کتاب الایمان﴾

اعلی حضرت فرماتے ہیں......

گیارھویں شریف جائز ہے اور باعث برکات اور وسیلہ مجربیہ قضاء حاجات ہے اور خاص گیارھویں کی تخصیص عرفی اور مصلحت پر مبنی ہے جبکہ اُسے شرعاً واجب نہ جانے۔ (فتاویٰ رضویہ: ۲۱۴/۴)

مانعین کے مسلّم پیشوا رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

ایصال ثواب کی نیت سے گیارھویں و توشہ کرنا درست ہے۔

﴿فتاویٰ رشیدیہ: ۱۰۶/ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب﴾

بخاری کا ختم

سوال:۔ کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرونِ ثلاثہ سے ثابت ہے یانہیں اور بدعت ہے یانہیں؟

جواب:۔ قرونِ ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگراس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں۔

﴿فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب:۱۰۲﴾

اسی اصول پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ گیارھویں شریف قرونِ ثلاثہ میں شروع نہیں ہوئی تھی مگراس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے (یعنی ایصال ثواب) بدعت نہیں

غیراللہ کے لیے شرعی نذر ناجائز اور گناہ ہے
عرفی نذر بمعنی نذرانہ یا ایصال ثواب جائز ہے

اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں......

مولوی صادق الیقینصاحب فرماتے ہیں کہ جب مثنوی شریف ختم ہوگئی (حاجی امداداللہ صاحب نے) شربت بنانے کا حکم دیا اور فرمایا اس پر مولانا روم کی نیاز کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا: نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا، یہ جائز ہے، لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے۔

﴿امدادالمشتاق:۹۲/از اشرف علی تھانوی﴾

رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں......

بزرگوں کو جو نذر دیتے ہیں وہ ہدیہ ہے اور درست ہے اور جو اموات اولیاء کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے، درست ہے۔﴿فتاویٰ رشیدیہ:۱/۵۱﴾

غیر اللہ کے لئے شرعی نذر ماننا ناجائز ہے شرعی نذر اللہ کے لئے ماننا چاہئے مثلاً اس طرح کہے کہ اگر اللہ نے میرا فلاں کام کر دیا تو میں اُس کے لئے ایک بکرا ذبح کرونگا یہ نذر جائز ہے اور اگر وہ نذر ماننے کے بعد کہے کہ میں اس بکرے کا گوشت فلاں بزرگ کے مزار کے فقراء میں تقسیم کرونگا اور اس نذر کا ثواب فلاں بزرگ کو پہنچاؤنگا تو یہ بھی جائز ہے، لیکن یہاں نذر کے لفظ سے احتراز کرنا چاہئے تاکہ اس عرفی نذر کا شرعی نذر سے التباس نہ ہو اور ان پڑھ عوام کے عقائد خراب نہ ہوں، اس طرح ایصالِ ثواب کرنے کو علماء دیوبند نے بھی جائز کہا ہے۔

محمود الحسن دیوبندی لکھتے ہیں......

البتہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ جانور کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے فقراء کو کھلائے اور اس کا ثواب کسی قریب یا پیر بزرگ کو پہنچائے، یا کسی مردہ کی طرف سے قربانی کر کے اس کا ثواب اس کو دینا چاہئے کیونکہ یہ ذبح غیر اللہ کے لئے ہرگز نہیں۔

﴿حاشیہ قرآن:۳۲ مطبوعہ سعودی عربیہ ☆ تبیان القرآن:۱/۷۷ ☆ شرح مسلم:۲/۸۱۷﴾

کسی چیز پر مجازاً کسی دوسرے کا نام لینے سے وہ چیز حرام نہیں ہو جاتی۔

وحید الزماں غیر مقلد مترجم صحاح ستہ کا عقیدہ

رہی غیر اللہ کی نذر تو یہ صریح شرک ہے کیونکہ نذر عبادت ہے اور اگر نذر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اس کا ثواب نبی یا ولی یا اموات میں سے کسی کو پہنچانا مقصود ہے تو یہ

جائز ہے اور اس زمانہ میں اس کا نام فاتحہ ہے ہمارے زمانے کے لوگوں میں یہ امر مشہور ہے کہ وہ کھانا پکاتے ہیں اور حلوہ تیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ فلاں انبیاء واولیاء کی نیاز ہے، پس اگر نیاز کا معنی ہدیہ تحفہ ہے اور غیر اللہ کی نذر مقصود نہیں بلکہ اُس کی روح کو ایصال ثواب کرنا مقصود ہے تو راجح صورت کی حثیت سے حلال ہے جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں اور اگر راجح کے علاوہ ہے تو اس کی حرمت ہے۔

﴿ہدیۃ المہدی مترجم:۷۸﴾

گیارھویں شریف کو حرام کہنا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے

جو لوگ ایصالِ ثواب یا گیارھویں شریف کو حرام کہتے ہیں وہ اس آیت پر نظر رکھیں۔

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

﴿اور نہ کہو اُسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اُن کا بھلا نہ ہوگا تھوڑا برتنا ہے اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔﴾ (سورۃ النحل آیت (۱۱۶-۱۱۷)﴾

یعنی حلال وحرام اپنی طرف سے نہ بناؤ رب کی ہر چیز حلال ہے۔ سوا ان چیزوں کے جسے اللہ ورسول نے حرام فرما دیا اس سے معلوم ہوا کہ بغیر دلیل کسی چیز کو حرام کہہ دینا اللہ پر جھوٹ ہے جو میلاد شریف کی شرینی اور فاتحہ کے کھانے کو بغیر ثبوت حرام کہتے ہیں وہ جھوٹے ہیں یہ تمام چیزیں حلال ہیں کیونکہ انہیں اللہ ورسول نے حرام نہ

فرمایا۔﴿تفسیر نور العرفان:۴۴۷﴾

رب تعالیٰ فرماتا ہے﴿هُوَالَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا﴾

وہی (اللہ) ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے

﴿سورہ بقرہ:۲۹﴾

اس سے معلوم ہوا کہ تمام قابلِ نفع چیزوں میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں یعنی جس کو اللہ ورسول حرام نہ فرمائیں وہ حلال ہے کیونکہ ہر چیز ہمارے نفع کے لئے ہے حلال ہونے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں حرام نہ ہونا ہی اس کی حلت کی دلیل ہے۔﴿تفسیر نور العرفان:۸﴾

کسی چیز کو مکروہ تنزیہی کہنے کے لئے بھی دلیل کی ضرورت ہے

علامہ شامی لکھتے ہیں:

البحر الرائق میں نماز عید کے باب میں کھانے کے مسئلہ میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ مستحب کو نہ کرنے سے کسی چیز کا مکروہ تنزیہی ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ مکروہ تنزیہی کے لئے بھی مخصوص دلیل کی ضرورت ہے کیونکہ کراہت ایک حکم شرعی ہے اور یہ حکم بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہوگا۔﴿ردالمحتار:۱/۶۱۱﴾

غور فرمائے کہ جب مکروہ تنزیہی بھی بغیر دلیل ثابت نہیں ہوتا تو بغیر دلیل کے کسی چیز کو حرام کہہ دینا کتنی بڑی جراءت ہے بلکہ مداخلت فی الدین ہے۔

ختم شریف کا متبرک کھانا صرف اہل ایمان ہی کھا سکتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِيْنَ﴾

﴿تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اگر تم اُس کی آیتوں کو مانتے ہو﴾

گھی اور سوجی کا یہ عمدہ نوالہ......کھائے وہی جو ہو ایمان والا

﴿وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ﴾

﴿اور تمہیں کیا ہوا کہ اُس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا وہ تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا﴾

معلوم ہوا کہ گیارھویں شریف کی گائے یا بکرا بھی حلال ہے کیونکہ وہ اللہ کے نام پر ذبح ہوتا ہے۔ اور قانون یہ ہے کہ حرام چیزوں کا مفصل ذکر ہوتا ہے اور جس چیز کو حرام نہ فرمایا گیا ہو وہ حلال ہے

﴿وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلَى أَوْلِيَآئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ﴾

﴿اور اسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا اور وہ بیشک حکم عدولی ہے اور بیشک شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑیں اگر تم اُن کا کہنا مانو تو اس وقت تم مشرک ہو﴾ (سورہ الانعام آیت:۱۱۸-۱۱۹، ۱۲۱)

معلوم ہوا کہ شیاطین اپنے چیلوں اور ایجنٹوں کو تیار کر کے مسلمانوں کی طرف

بھیجتے ہیں اور وہ ان سے بحث اور مناظرے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ رزق اور کھانے حرام ہیں اللہ فرماتا ہے تم اُن کی باتیں میں نہ آنا اور کبھی بھی میرے حلال رزق کو حرام نہ کہہ دینا اگر تم نے اُن کی بات مان کر حلال کھانوں کو حرام کہہ دیا تو تم مشرک ہو جاؤ گے۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ذریعہ ہدایت اور نجات بنائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت عطا فرمائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت کی بخشش فرمائے خصوصا اس کتاب کے قارئین سامعین اور ناشرین اور معاونیں کو دین و دنیا کی برکات سے نوازے اور حشر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے حوض کوثر کے جام عطا فرمائے۔۔۔۔۔۔آمین

یا خدا التجا ہے یہ میری عشق احمد صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں موت آئے
جان نکلے قدموں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وہیں مجھ کو دفنایا جائے

☆ کتاب ایصالِ ثواب ختم ہوئی ☆

اب چند ایمان افروز اور باطل سوز واقعات بیان کئے جاتے ہیں

آل واصحابِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام پر آگ گلزار ہوگئی

ضلع شیخوپورہ میں موٹروے پر خانقاہ ڈوگراں انٹر چینج کے قریب ڈیرہ سروٹھہ میں صحیح العقیدہ سنی بریلوی نوجوان محمد سرفراز پر آگ گلزار ہوگئی جبکہ منکر صحابہ شاہد نامی آگ میں جل گیا۔ تفصیلات کے مطابق ۱۰ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۸ دسمبر ۲۰۰۹ء بروز پیر ڈیرہ سروٹھہ میں شاہد نامی نوجوان (جو کہ شیعہ مکتب فکر سے تعلق رکھتا

ہے) اپنے خود ساختہ عقیدہ کے مطابق ماتم وغیرہ کر کے بوقت عصر اپنے ڈیرے پر پہنچا تو بعض سنی حضرات نے اسے کہا کہ ''الحمد للہ ہم بھی اہل بیت کے غلام ہیں اور ہم بڑے ادب کے ساتھ قرآن خوانی اور فضائل وشہادت کا بیان سن سنا کر امام حسین کی یاد مناتے ہیں تم بھی اسی طریقہ سے امام حسین کی یاد منایا کرو، خود ساختہ نظریات چھوڑ دو،، اس پڑ شاہد ولد اشرف خاں نے کہا کہ ''ہمارا طریقہ ٹھیک ہے اور جنت کی ٹکٹیں ہمارے پاس ہیں ہمارے علاوہ باقی سب دوزخی ہیں اور میرا چیلنج ہے کہ پورے ملک میں سے کوئی سنی آگ میں چھلانگ لگائے جو سچا ہوگا وہ بچ جائے گا، جو جھوٹا ہوگا جل جائے گا'' یہ بات سن کر محمد سرفراز ولد محمد انور بھٹی نمبردار نے شاہد سے کہا ''مجھے تیرا چیلنج منظور ہے'' چنانچہ اسی وقت آگ لگائی گئی اور محمد سرفراز شاہد کا بازو پکڑ کر آگ میں داخل ہوگیا محمد سرفراز نے آگ میں داخل ہوتے ہی شاہد کا بازو چھوڑ دیا تو شاہد کے کپڑوں کو فوری طور آگ لگ گئی جبکہ محمد سرفراز تین منٹ آگ کے شعلوں میں کھڑا ہو کر کلمہ طیبہ اور الصلاۃ والسلام علیك یارسول اللہ وعلی آلك وصحابك یا حبیب اللہ کا ورد کرتا رہا اس منظر کو موقع پر موجود بیس پچیس افراد نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

﴿ماہنامہ رضائے مصطفے گوجرانوالہ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ﴾

﴿محمد سرفراز کے بیان کی سی ڈی اور کیسٹ بھی موجود ہے﴾

دیوبندی مکتب فکر کے روزنامہ ''اسلام،، کی ۱۵ جنوری ۲۰۱۰ء کی اشاعت میں بھی یہ واقعہ شائع ہوا۔

حضور ﷺ کے غلاموں کو دنیا کی آگ کیا ان شاء اللہ جہنم کی آگ بھی نہیں جلا سکتی

آقا کا گدا ہوں اے جہنم تو بھی سن لے

وہ کیسے جلے جو کہ غلامِ مدنی ہو

عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم محمد پناہ کی کہانی

وہابی جریدہ کی زبانی

"الاعتصام" لاہور ۱۷ اپریل ۱۹۹۸ء اور ہفت روزہ "سٹیزن ڈیفنس" گوجرانوالہ نے جناب محمد پناہ اوران کے امام وخطیب مولانا تاج محمد کا انٹرویو بدیں الفاظ شائع کیا ہے کہ لاڑکانہ سے "وارہ" ۴۵ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے ہم مین بازار میں گئے اور حنفی بریلوی مسجد کا معلوم کرنے لگے کافی آگے جانے کے بعد ایک مسجد آ گئی جو کہ حنفی بریلوی مسلک والوں کی تھی ہم مسجد میں چلے گئے وہاں ہماری ملاقات مولانا میر محمد سے ہوئی۔ ان سے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا اور پوچھا کہ جلنے والا واقعہ جو ہوا ہے اس کی حقیقت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے۔ مزید تفصیل آپ کو علامہ تاج محمد بتائیں گے۔ جو یہاں کے حنفی بریلوی مسلک کے سب سے بڑے عالم دین ہیں اور وہ اسی مسجد میں موجود ہیں۔ ہم نے کہا یہ تو بڑی اچھی بات ہے کہ کسی ذمہ دار آدمی سے ملاقات ہو جائے گی۔ مسجد کے اندر ہی حجرے میں علامہ تاج محمد صاحب سے ملاقات ہو گئی۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ محمد پناہ اور محمد ہارون کے درمیان جو معاملہ ہوا ہے اس کی تفصیل بتانا پسند کریں گے؟ علامہ تاج محمد صاحب نے بتایا کہ محمد پناہ پیشے کے اعتبار سے ڈرائیور ہے۔ ٹریکٹر چلاتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ میں ٹریکٹر ٹرالی لے کر مٹی بھرنے جا رہا تھا۔ یہ ہارون مجھے راستہ میں ملا، میں اسے پہچانتا بھی نہیں تھا۔ راستے میں کھڑے دیکھ کر میں نے اسے ٹرالی میں بٹھا لیا۔ ٹرالی میں محمد پناہ کے دو اور بھائی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سے ہارون کی چھیڑ چھاڑ ہو گئی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر اور علم غیب پر بحث چھڑ گئی تو ان کے بھائی زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن تھے محبت والے۔ جب محمد ہارون اترنے لگا تو محمد پناہ کے بھائیوں نے اسے بتایا کہ یہ

آدمی گستاخ رسول ہے۔اور یہ نبی پاک ﷺ کے حاضر وناظر اور علم غیب کا انکار کرتا ہے اور ہماری کافی بحث ہوئی ہے۔محمد پناہ کا بیان ہے کہ میں نے اسے بلایا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں تو ہارون نے کہا یہ بات بالکل ٹھیک ہے اور قرآن پاک میں کہیں بھی نہیں لکھا ہوا کہ حضور ﷺ غیب جانتے ہیں یا حاضر وناظر ہیں۔محمد پناہ نے کہا کہ بھئی حضور ﷺ کی شان تو بہت اعلی ہے۔میں تو ان کا ایک چھوٹا سا ادنی امتی ہوں۔میں بتا سکتا ہوں کہ آج سے آٹھ دن پہلے آپ نے کیا کھایا تھا۔ہارون نے کہا یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔یہ تو علم غیب ہے ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے غیب کی ساری چابیاں میرے ہاتھ میں ہیں۔محمد پناہ نے کہا یہ تو قرآن شریف ہے ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن پاک اول تا آخر سارا اللہ کے محبوب کی تعریف سے بھرا ہوا ہے کیا قرآن میں اس آیت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔پھر محمد پناہ نے ہارون سے کہا کیا آپ قرآن کو مانتے ہیں اور کیا قرآن میں یہ نہیں ہے کہ آگ کافر کو جلاتی ہے مومن کو نہیں جلاتی۔ ہارون نے کہا ہاں یہ صحیح ہے۔تو محمدؐ پناہ نے کہا تو پھر اس طرح کرتے ہیں کہ آگ جلاتے ہیں اور اس میں کود جاتے ہیں جو مومن ہوگا اسے آگ نہیں جلائے گی اور جو کافر ہوگا وہ جل جائے گا۔اتنی دیر میں ہارون کے اور ساتھی بھی آ گئے۔انہوں نے جب بات سنی تو کہا اس بات کو چھوڑ دو۔یہ بڑا خطرناک مسئلہ ہے ان کی بات مان کر میں اپنے ٹریکٹر کی طرف گیا۔اور میں نے حضرت علی شیر خدا مشکل کشا کا نعرۂ حیدری لگا دیا۔بس یہ نعرہ سنتے ہی اسے ایسا جنون ہوا کہ اس نے محمد پناہ سے کہا کہ آؤ آج میں تم کو جلا کر ہی جاؤں گا۔محمد پناہ نے کہا ٹھیک ہے آ جاؤ اور سب نے مل کر آگ جلائی اور ہاروں نے دو رکعت نماز پڑھی اور قرآن مجید کی آیتیں بھی پڑھ رہا تھا اور اپنے جسم پر پھونک رہا تھا محمد پناہ کا بیان ہے کہ میں نے اللہ کے حبیب ﷺ کو یاد کیا اور کہا الصلاۃ والسلام علیك یارسول الله اور پکارا یارسول الله انظر حالنا

یا حبیب الله اسمع قالنا اور فریاد کی یارسول اللہ! یہ میرے باپ کا گستاخ نہیں بلکہ آپ کے علم غیب اور آپ کے حاضر وناظر ہونے کا منکر ہے۔ خدارا میری مدد کیجئے اور کامیابی عطا کیجئے۔ چنانچہ پہلے میں آگ میں اندر گیا تو آگ آگ نہ تھی بلکہ جنت کی ہوا آگ سے نکل رہی تھی اور آگ میں داخل ہوتے ہی میں نے اپنے پیرو مرشد سید غلام حسین شاہ بخاری کی زیارت کی اور مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کے گنبد خضرٰی کی زیارت کی اور مجھے آگ نے بالکل نہیں جلایا اور جب ہارون اندر آیا تو اس کے پاؤں اس کی داڑھی اور بھنویں یہ سب جل گئے۔ جب میں نے اسے جلا ہوا دیکھا تو دوبارہ مجھے جذبہ آیا اور میں آگ کے اندر چلا گیا اور دس پندرہ منٹ آگ میں کھڑا رہا اور دیکھنے والے محمد پناہ کے بھائی اور مزدور کہتے ہیں کہ جب محمد پناہ اندر تھا تو آگ لال رنگ کی نظر نہیں آتی تھی بلکہ سبز رنگ کی نظر آتی تھی جبکہ ہارون کی شکل مسخ ہو چکی تھی اور اس طرح نظر آتا تھا جس طرح کوئی خنزیر ہوا سے دیکھ کر ہمیں اس طرح ڈر لگا کہ یہ ہمیں کھا نے نہ آ جائے۔ پھر ہارون کو ہسپتال لے گئے جبکہ محمد پناہ تھانہ میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایس ایچ او کو ملے اور پھر ''وارہ'' پریس کلب گئے تاکہ اس واقعہ کو کوئی اور رنگ نہ دیا جائے ہمارے اوپر پولیس کیس نہ بنا دیا جائے۔

علامہ تاج محمد صاحب نے ہمیں ایک گروپ فوٹو دی اور کہا کہ یہ ان گواہوں کی تصویر ہے جو لوگ وہاں موجود تھے۔ ہم نے ان سے محمد پناہ کا ایڈریس پوچھا۔ چنانچہ محمد پناہ سے ملاقات ہوئی تو ہم نے ان سے کہا کہ علامہ تاج محمد نے ہمیں یہ واقعہ سنایا ہے اور محمد پناہ کو کیسٹ سنا دی۔ چنانچہ محمد پناہ نے اس کیسٹ کی تصدیق کی۔

﴿''الاعتصام'' لاہور ۱۷ اپریل ۱۹۹۸ء اور ہفت روزہ ''سٹیزن ڈیفنس،، گوجرانوالہ﴾

ہو اگر آج بھی ابراہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

اس واقعہ کی خبریں قومی اخبارت نوائے وقت، روزنامہ جراءت لاہور اور روزنامہ ''خبریں'' نے شائع کیں روزنامہ ''نوائے وقت'' نے ۱۴ فروری ۱۹۹۸ء کو خبر اس سے ساتھ شائع کی ''نبی کریم ﷺ کو حاضر وناظر اور مختار ماننے والا آگ سے بچ نکلا، مخالف جھلس گیا''۔

منکر عظمت رسول پر قہر خداوندی

علماء کرام کی دعوت پر محمد پناہ حافظ آباد اور گوجرانوالہ تشریف لائے تو انہوں نے علماء کرام کی موجودگی میں اس سچے واقعہ کو خود سنایا۔ محمد پناہ کی زبانی یہ واقعہ سن کر حافظ آباد کے قریب چک چٹھہ میں مولانا محمد سلیم نے دوران تقریر نبی کریم ﷺ کی عظمت بیان کرتے ہوئے یہ واقعہ سنایا جس پر مخالف مسلک کے مولوی اور جامعہ فاروقیہ چک چٹھہ کے مدرس حافظ محمد ابوبکر نے دوران جمعہ خطاب کرتے ہوئے کہا کہ محمد پناہ والا واقعہ جھوٹ کا پلندہ ہے۔ میں خود نبی کریم ﷺ کے حاضر وناظر، علم غیب اور درود و سلام کا انکاری ہوں۔ مجھ پر قہر خداوندی نازل ہو تو مانوں۔ عینی شاہدوں کے مطابق اس خطاب کے تین گھنٹے بعد مذکورہ مدرس حافظ محمد ابوبکر فالج کے مرض میں مبتلا ہو کر بستر مرگ پر لگ گیا۔ اس واقعہ کی درجنوں افراد نے تصدیق کی۔

﴿روزنامہ ''سماج'' گوجرانوالہ ۱۴/اپریل ۱۹۹۸ء﴾

مکمل تفصیلات جاننے کے لئے ''مکتبہ رضائے مصطفیٰ'' گوجرانوالہ سے کیسٹ اور کتاب ''محمد پناہ اور جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء'' منگوا کر مطالعہ کریں ۰۳۳۳۸۱۵۹۵۲۳